باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED بلوچستان کے عوام کا بے باک ترجمان
Daily BALOCHISTAN NEWS QUETTA
روزنامہ بلوچستان نیوز کوئٹہ
چیف ایڈیٹر محمد انور ناصر
جلد 29 | شمارہ 225 | جمعہ 9 اکتوبر 2026ء | 26 ربیع الثانی 1448ھ | قیمت 15 روپے | MEMBER OF APNS | رجسٹرڈ ڈی سی پی-10 | Ph :2839851 | FaX:2839867

نوجوان ریاست سے دوری ختم کریں، تعلیم، روزگار اور ہنر کے مواقع دیں گے، سرفراز بگٹی

نوجوانوں اور ریاست کے درمیان موجود خلیج کو تعلیم، ہنرمندی، روزگار، میرٹ اور بامعنی مکالمے کے ذریعے ختم کیا جائے گا، بچوں کو تشدد کی طرف لے جانے خودکش جیکٹس پہنانے اور ریاست مخالف سرگرمیوں کے لیے استعمال کرنے کی کوششیں معاشرے کی روایات سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں

اگر کسی بھرتی میں میرٹ کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے، ٹرین پر پتھراؤ، نشستوں کو نقصان اور پرزے چوری کرنے کے واقعات خوفناک ہیں، وزیر اعلیٰ بلوچستان کا تقریب سے خطاب

کوئٹہ (خ ن) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا ہے کہ نوجوانوں اور ریاست کے درمیان موجود خلیج کو تعلیم، ہنرمندی، روزگار، میرٹ اور بامعنی مکالمے کے ذریعے ختم کیا جائے گا۔ حکومت نوجوانوں کو غیر قانونی سرگرمیوں کے بجائے قانونی معیشت کا حصہ بننے کے لیے مواقع، وسائل اور رہنمائی فراہم کر رہی ہے حکومت کا مقصد صرف نوجوانوں کو تربیت دے کر سرٹیفکیٹ دینا نہیں بلکہ انہیں اپنے پیروں پر کھڑا کرنا ہے، حکومت بلوچستان ہنر

بقیہ نمبر 1 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے بحرین کے وزیر خارجہ کی ملاقات

سیکیورٹی صورتحال اور پاکستان، بحرین دفاعی وسیکیورٹی تعاون پر تبادلہ خیال

راولپنڈی (بلوچستان نیوز) چیف آف ڈیفنس فورسز فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے بحرین کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبداللطیف بن راشد الزیانی نے ملاقات کی جس دوران باہمی دلچسپی کے امور، علاقائی سیکیورٹی صورتحال اور پاکستان بحرین دفاعی و

بقیہ نمبر 19 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعظم سے وفاقی وزیر خالد مگسی کی ملاقات، بلوچستان سے متعلق امور پر گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) وزیر اعظم محمد شہباز شریف سے وفاقی وزیر سائنس وٹیکنالوجی خالد حسین

بقیہ نمبر 20 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا کے امن کیلئے پاکستان کا کردار قابلِ ستائش ہے، انتونیو گوتریس

افغانستان میں اس وقت 25 دہشتگرد تنظیمیں کام کر رہی ہیں، جو امن کیلئے بڑا خطرہ ہیں

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی اور وزیر مملکت طلال چوہدری سے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران عالمی وعلاقائی صورتحال اور امن مشنز کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ وفاقی

بقیہ نمبر 21 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی تربیت مکمل کرنے والے نوجوانوں میں سرٹیفکیٹس دینے کی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

پی ٹی آئی کا لانگ مارچ، مولانا فضل الرحمٰن مصالحت کیلئے متحرک

وزیر اعظم کی زیر صدارت اجلاس میں صورتحال پر غور

حکومت اور اپوزیشن کی درخواست پر مولانا فضل الرحمٰن نے ثالث بننے کیلئے 5 شرائط رکھ دیں، پی ٹی آئی سے رابطہ، مذاکراتی کمیٹی نے رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کر دی

محمود خان اچکزئی اور علامہ راجہ ناصر عباس کا رابطہ، مذاکرات عمران خان کیساتھ ملاقات سے مشروط، تحریک انصاف کا لانگ مارچ پشاور پہنچ گیا، مولانا ثالث کا کردار ادا نہیں کر رہے، سلمان اکرم راجہ

اسلام آباد (این این آئی) جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن ملکی سیاست میں ایک بار پھر متحرک ہو گئے۔ حکومتی وفد سے ملاقات کے بعد مولانا فضل الرحمٰن نے پاکستان تحریک انصاف سے رابطہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق مولانا فضل الرحمٰن نے حکومتی وفد سے ملاقات کے بعد پی ٹی آئی قیادت سے ٹیلی فونک رابطہ کیا اور حکومتی پیشکش سے آگاہ کیا جس کے بعد

بقیہ نمبر 2 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پشاور (بلوچستان نیوز) پاکستان تحریک انصاف کا لانگ مارچ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سہیل خان آفریدی کی قیادت میں حیات ٹول پلازہ، پشاور پہنچ گیا ہے۔ یاد رہے کہ پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی

بقیہ نمبر 3 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان اور بحرین کا دوطرفہ تعاون بڑھانے پر اتفاق

خلیج تعاون کونسل اور پاکستان کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے کو حتمی شکل دینے کے عزم کا اظہار، توجہ مزید مواقع تلاش کرنے پر ہے، پریس کانفرنس

دونوں ممالک کے تعلقات مشترکہ اقدار، باہمی اعتماد اور عوامی روابط پر قائم ہیں، شہباز شریف کی بحرین کے وزیر خارجہ عبداللطیف الزیانی سے گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان اور بحرین نے تجارت و سرمایہ کاری، صنعتی تعاون، زراعت و غذائی تحفظ، ہنرمندی، اعلیٰ تعلیم، انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاجسٹکس اور بحری امور سمیت مختلف شعبوں میں دوطرفہ تعاون مزید مضبوط بنانے پر

بقیہ نمبر 4 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد (آئی این پی) وزیر اعظم شہباز شریف سے بحرین کے وزیر خارجہ عبداللطیف الزیانی نے

بقیہ نمبر 5 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

راولپنڈی، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر سے بحرین کے وزیر خارجہ ملاقات کر رہے ہیں

ن لیگ اور پی پی میں قانون سازی پر ڈیڈ لاک ختم

انتخابی اصلاحات کمیٹی کے قیام پر اتفاق، پارلیمانی کمیٹی میں دونوں ایوانوں میں جماعتوں کی عددی تعداد کے تناسب سے ارکان کو نمائندگی دی جائے گی

آئی ایم ایف کی شرائط پر مبنی بلز سمیت مجموعی طور پر 30 مختلف بلز کی منظوری پر بھی اتفاق ہو گیا، ذرائع

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کے درمیان قانون سازی کے معاملے پر ڈیڈ لاک ختم ہو گیا، دونوں

بقیہ نمبر 6 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بجلی ایک روپے 11 پیسے فی یونٹ مہنگی کر دی گئی

فیول ایڈجسٹمنٹ سے صارفین پر 19 ارب روپے کا اضافی بوجھ منتقل ہوگا

اسلام آباد (این این آئی) ملک میں بجلی ایک روپے 11 پیسے فی یونٹ مہنگی کر دی گئی۔ نیپرا کے نوٹیفکیشن کے مطابق بجلی اگست کی فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ

بقیہ نمبر 22 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

190 ملین پاؤنڈ کیس، بشریٰ بی بی کی ضمانت کا کیس سماعت کیلئے مقرر

سلمان صفدر کے ذریعے وفاقی آئینی عدالت میں سزا معطلی کیلئے درخواست دائر کی گئی تھی

بقیہ نمبر 24 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسٹاف لیول معاہدہ طے پا گیا، آئی ایم ایف کا وسیع پیمانے پر فیول اسکیم ختم کرنے کا مطالبہ

1.21 ارب ڈالر ملیں گے، پاکستان نے مجموعی طور پر معاشی استحکام کی جانب پیشرفت کی مہنگائی، توانائی کی قیمتوں، قرضوں اور عالمی وعلاقائی غیر یقینی صورتحال کے باعث اصلاحات کا عمل جاری رکھنا ہوگا

بقیہ نمبر 7 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ نمبر 8 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

رکن خیبر پختونخوا اسمبلی سلام آفریدی کے اغواء کا مقدمہ درج

بقیہ نمبر 23 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ماحول دوست زرعی طریقوں کو فروغ دینا ناگزیر ہے، گورنر

معیشت میں زراعت، باغات اور لائیو اسٹاک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے

بقیہ نمبر 25 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

دباؤ میں آکر تحریک انصاف کو ریلیف نہیں دیں گے، خواجہ آصف

مذاکرات کی ٹیبل پر بیٹھ کر واپس گھر جائیں، خیبر پختونخوا میں دہشت گردوں کی حمایت اور فنانسنگ بند کریں

بقیہ نمبر 10 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا اعلان

پیٹرول اور ڈیزل کی نئی قیمتیں 9 اکتوبر کے لیے ہوں گی

بقیہ نمبر 26 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حوثیوں کیخلاف فضائیہ کے استعمال کی خبر جھوٹی ہے، پاکستان

عالمی میڈیا کی مکہ مشترکہ دفاعی معاہدے کے تحت پاکستانی افواج کے استعمال پر قیاس آرائیوں سے گریز کرے

بقیہ نمبر 9 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسرائیل کا برطانوی قونصل خانہ بند کرنے کا حکم

بقیہ نمبر 27 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، اپوزیشن لیڈر محمود خان اچکزئی راجہ ناصر عباس کے ہمراہ پریس کانفرنس کر رہے ہیں

لانگ مارچ میں ہیلی کاپٹر کا استعمال، وزیر اعلیٰ آفریدی سے جواب طلب

وزیر اعلیٰ سیاسی سرگرمیوں کیلئے سرکاری وسائل کا استعمال کر رہے ہیں، درخواست گزار، عدالت نے نوٹس جاری کر دیا

وفاقی آئینی عدالت نے سہیل آفریدی کو نااہل قرار دینے کی درخواست سماعت کے لیے مقرر کر دی

اسلام آباد (بلوچستان نیوز) وفاقی آئینی عدالت نے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سہیل آفریدی کو نااہل

بقیہ نمبر 11 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، وزیر اعظم شہباز شریف اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

صوابی پل صراط، پی ٹی آئی گزر کر دکھائے، گورنر گنڈی

بقیہ نمبر 28 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پنجگور گھر پر حملہ، پولیس اہلکار شہید، ژوب میں مسلح افراد کا ناکہ

خدا بادان میں گھر پر نامعلوم مسلح افراد کی جانب سے دستی بم حملے اور فائرنگ کے نتیجے میں پولیس اہلکار پیر جان جاں بحق

مسلح افراد نے رات 8 سے 10 بجے تک شاہراہ پر آنے جانے والی گاڑیوں کو روکا، مسافروں کے شناختی کارڈز بھی چیک کیے جاتے رہے

کوئٹہ (آئی این پی) کوئٹہ میں پنجگور کے علاقے خدابادان میں گھر پر نامعلوم مسلح افراد کی جانب سے دستی بم حملے اور فائرنگ کے نتیجے میں پولیس اہلکار جاں بحق ہو گیا۔ پولیس کے مطابق مسلح افراد نے پولیس اہلکار پیر جان کے گھر پر دستی بم سے حملہ کیا پھر

بقیہ نمبر 15 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ژوب (یو این اے) ژوب اور ڈی آئی خان روڈ پر حسوبند کے مقام (شیرانی) پر گزشتہ شب نامعلوم

بقیہ نمبر 16 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ایران اور عمان کا محفوظ بحری راستوں پر اتفاق

بحری جہازوں کیلئے مقررہ محفوظ راستوں کے جغرافیائی کوآرڈینیٹس طے

تہران (این این آئی) ایران اور عمان نے آبنائے ہرمز سے گزرنے والے بحری جہازوں کیلئے مخصوص محفوظ بحری راستوں کے جغرافیائی نقاط پر اتفاق

بقیہ نمبر 29 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سعودی عرب کے ایئرپورٹس مسلسل نشانہ، سکول و ہسپتال کو نقصان حملوں کا امکان

حوثیوں کا سعودی ڈرون مار گرانے اور باب المندب میں حملوں میں کئی اتحادی فوجیوں کے جاں بحق ہونے کا دعویٰ، فوجی آپریشن میں 1 ہزار 860 جنگجوؤں کو ہلاک یا غیر مسلح کر دیا گیا

ایران ہمیں کچھ بھی دینے کو تیار ہے، جنگ جلد ختم ہو جائے گی، صدر ٹرمپ، مڈٹرم انتخابات سے قبل بڑے فوجی حملوں کا امکان

ریاض، صنعا، واشنگٹن (آئی این پی) یمن کے حوثی جنگجوؤں نے صوبہ تعز میں سعودی عرب کے زیر استعمال ترک ساختہ بیرقدار آقنجی جاسوسی ڈرون کو مار گرانے اور صوبے حج و باب المندب میں بیلسٹک میزائل حملوں میں کئی سعودی اتحادی فوجیوں کے جاں بحق ہونے کا دعویٰ کیا ہے جبکہ سعودی قیادت میں قائم اتحاد کا کہنا ہے کہ اس نے سعودی عرب کے ایئرپورٹس پر حملوں کے جواب میں یمن کے چار

بقیہ نمبر 12 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سہیل آفریدی لانگ مارچ کے شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں

خام تیل کی قیمتوں میں پھر اضافہ ریکارڈ

واشنگٹن (آئی این پی) عالمی مارکیٹ میں جمعرات کو خام تیل کی قیمتوں میں پھر اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جس کی بڑی وجہ مشرق وسطیٰ سے تیل کی رسد کے

بقیہ نمبر 31 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

میگھن مارکل اور ملالہ یوسفزئی کی لندن میں ملاقات

جب لڑکیوں کو تعلیم تک رسائی حاصل ہوتی ہے تو اس کا فائدہ پوری دنیا کو ہوتا ہے، گفتگو

لندن (این این آئی) ڈچز آف سسیکس میگھن مارکل نے لندن میں نوبیل امن انعام یافتہ ملالہ یوسفزئی سے دوبارہ ملاقات کی۔ دونوں کو لندن کے

بقیہ نمبر 30 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان میں ترقیاتی رفتار مزید تیز کی جائے، صدر کی ہدایت

ترقیاتی منصوبوں کے ثمرات براہِ راست عوام تک پہنچائے جائیں، عوامی فلاح و بہبود کو ترجیح دی جائے، صدر زرداری

عوام کو بہتر بنیادی سہولیات، پائیدار ترقی اور معاشی مواقع کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا، علی حسن زہری سے گفتگو

اسلام آباد/کوئٹہ (پ ر) پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان کے سینئر نائب صدر اور صدر پاکستان آصف علی زرداری کے بلوچستان کے ترجمان میر علی حسن زہری نے ایوانِ صدر اسلام آباد میں صدر پاکستان آصف علی زرداری سے اہم ملاقات کی۔ ملاقات میں بلوچستان کی مجموعی صورتحال، جاری ترقیاتی منصوبوں، عوامی مسائل اور بالخصوص ضلع حب میں جاری ترقیاتی عمل پر تفصیلی تبادلہ

بقیہ نمبر 17 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ن لیگ کے کارکنوں کا سہیل آفریدی کی برطرفی کا مطالبہ

سوات، پشاور مرکزی شاہراہ بند، صوبائی حکومت کیخلاف نعرے بازی

مالاکنڈ (آئی این پی) خیبر پختونخوا میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی، بدامنی، حکومت کی بدانتظامی کی وجہ سے سہیل آفریدی کو برطرف کرنے کا مطالبہ لے کر احتجاج کرنے کے لئے مسلم لیگ ن کے کارکن سڑکوں پر نکل آئے۔ مالاکنڈ کے شہر بٹ خیلہ میں مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے ایک احتجاجی مظاہرہ کیا جس مین صوبائی حکومت کی پرفارمنس پر

بقیہ نمبر 33 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعظم کی جانب سے تعیناتی کو خفیہ ادارے کا افسر کیسے ویٹو کر سکتا ہے، اسلام آباد ہائیکورٹ

انٹیلی جنس ادارے کی رپورٹس کا حکم میں جائزہ لیا جا سکتا ہے، عدالت نے کیس کی سماعت ملتوی کر دی

بیرون ملک ٹریڈ مشنز میں تعیناتی انٹیلیجنس رپورٹ پر روکنے کو غیر قانونی قرار دینے کے خلاف دائر درخواست پر سماعت

اسلام آباد (بلوچستان نیوز) اسلام آباد ہائی کورٹ نے بیرون ملک ٹریڈ مشنز میں تعیناتی انٹیلیجنس رپورٹ پر روکنے دینے کو غیر قانونی قرار دینے کے خلاف دائر درخواست پر سماعت کے دوران سوال اٹھایا ہے کہ وزیر اعظم نے شفاف طریقے سے تعیناتی کردی تو پھر خفیہ ادارے کا سب انسپکٹر اس فیصلے کو کیسے ویٹو کر سکتا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ

بقیہ نمبر 13 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مکہ معاہدہ دفاعی، جارحانہ کارروائی کیلئے فوج نہیں بھیجیں گے، ترکیہ

معاہدے کو منظوری کے لیے پارلیمان میں پیش کرنے کی تمام تیاریاں مکمل، اس کے تحت کسی دوسرے ملک پر حملے کی اجازت نہیں دی جا سکتی

معاہدے کے تحت اگر دستخط کنندہ ممالک میں سے کسی ایک پر حملہ ہوتا ہے تو دیگر فریق اس کے دفاع میں اس کا ساتھ دیں گے، ہاکان فیدان

انقرہ (بلوچستان نیوز) ترکی کے وزیر خارجہ ہاکان فیدان کا کہنا ہے کہ مکہ دفاعی معاہدے کو منظوری کے لیے پارلیمان میں پیش کرنے کی تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ ترکی کے سرکاری خبر رساں ادارے اناڈولو کے مطابق انھوں نے ایک بار پھر زور دیا ہے کہ یہ معاہدہ دفاعی نوعیت کا ہے اور اس کے تحت کسی دوسرے ملک پر حملے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جمعرات کے روز انقرہ میں ہنگری کی نائب

بقیہ نمبر 18 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مانگی ڈیم حملہ، تحقیقاتی کمیشن کی کھلی عدالت میں سماعت

جعلی، من گھڑت اور گمراہ کن خبروں کے خلاف قانونی کارروائی سے متعلق پیش رفت رپورٹ پیش

کوئٹہ (خ ن) زیارت میں مانگی ڈیم پمپنگ اسٹیشن پر ہونے والے دہشت گردی کے حملے کی تحقیقات کے لیے قائم تحقیقاتی کمیشن جسٹس محمد عامر نواز رانا نے کھلی عدالت میں کمیشن کی سماعت کی۔ سماعت کے دوران ایڈیشنل ڈائریکٹر این سی سی آئی اے

بقیہ نمبر 32 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لیجنڈ اداکار نانا پاٹیکر دل کا دورہ پڑنے سے چل بسے

45 منٹ تک مسلسل سی پی آر کرنے کے باوجود انہیں بچایا نہیں جا سکا، ڈاکٹر

ممبئی (بلوچستان نیوز) انڈیا میڈیا کی رپورٹس کے مطابق بالی وڈ اداکار وشوناتھ پاٹیکر، جنہیں دنیا نانا پاٹیکر کے نام سے جانتی ہے، 75 برس کی عمر میں گوا میں اپنی رہائش گاہ پر دل کا دورہ پڑنے کے

بقیہ نمبر 34 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ہائی جیکنگ، اسرائیل میں 2 اعلیٰ افسران کیخلاف تحقیقات شروع

اسرائیلی وزارت ٹرانسپورٹ کے سیکیورٹی شعبے کے سربراہ سے بھی تفتیش کی گئی

تل ابیب (این این آئی) دبئی سے تل ابیب جانے والی پرواز کی مبینہ ہائی جیکنگ کے واقعے میں سیکیورٹی کوتاہی پر اسرائیل میں 2 اعلیٰ افسران کے

بقیہ نمبر 37 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

افغانستان، کارروائیوں میں تیزی، کمانڈر سمیت تین طالبان ہلاک

کابل (آئی این پی) افغانستان میں آزادی پسندوں کی جانب سے افغان طالبان رجیم کیخلاف بڑھتی مسلح کارروائیاں، سیکیورٹی اور موثر کنٹرول کے دعوے سوالیہ نشان بن گئے۔ افغان طالبان مخالف

بقیہ نمبر 35 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کوہاٹ میں رات گئے زوردار دھماکا، گھر تباہ، مسجد کو نقصان

ڈیرہ اسماعیل خان (این این آئی) کوہاٹ کے گاں سپین علی بانڈہ کی حدود میں رات ڈھائی بجے زوردار دھماکے کی آواز سنی گئی، جس کی شدت اور آواز دور دور تک محسوس کی گئی۔ ذرائع نے بتایا کہ دھماکے کے

بقیہ نمبر 36 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گورنر جعفر خان مندوخیل سے اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ کے سب آفس کے سربراہ ولید مہدی ملاقات کر رہے ہیں

شمالی وزیرستان میں آپریشن، 4 کمانڈرز سمیت 9 ہلاک

فتنہ الخوارج کے ہلاک اہم کمانڈرز میں خالد رضا، کامران، موسیٰ اور مفتوم شامل

فورسز کی موثر کارروائی کے دوران ہلاک دہشت گردوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ، گولہ بارود بھی برآمد کر لیا گیا

راولپنڈی (این این آئی) سیکیورٹی فورسز کی خیبر پختونخوا میں عزم استحکام ویژن کے تحت فتنہ الخوارج کے خلاف کارروائیوں کے دوران چار فتنہ الخوارج کے چار کمانڈرز سمیت نو دہشتگرد مارے گئے۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق سیکیورٹی فورسز نے شمالی وزیرستان میں انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن کر کے فتنہ الخوارج کے 4 اہم دہشتگرد کمانڈر سمیت 9 خوارج جہنم واصل کر دیے۔ سیکیورٹی فورسز نے شمالی

بقیہ نمبر 14 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، صدر مملکت آصف علی زرداری میر علی حسن زہری کے ہمراہ تقریب میں شرکت کیلئے آرہے ہیں

بقیہ بلوچستان نیوز 1

سیکھنے والے نوجوانوں کو سازگار ماحول، بلا سود قرضے، کاروباری معاونت اور مسلسل رہنمائی فراہم کرے گی تاکہ وہ اپنے علاقوں میں یا ملک کے کسی بھی حصے میں باعزت کاروبار شروع کرسکیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے جمعرات کو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کوئٹہ میں محکمہ صنعت و تجارت حکومت بلوچستان اور بلوچستان رورل سپورٹ پروگرام کے زیر اہتمام حکومت بلوچستان کے فنڈڈ ریزیلینس، انٹیگریشن اینڈ سوشیو اکنامک ایمپاورمنٹ پروگرام کے تحت ضلع کیچ، گوادر، پنجگور اور خاران سے تعلق رکھنے والے فنی و پیشہ ورانہ تعلیم کے تربیت یافتہ گریجویٹس میں اسناد تقسیم کرنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ وزیر اعلیٰ نے تقریب میں تربیت مکمل کرنے والی خواتین اور طالبات میں اسناد بھی تقسیم کیں۔ اس موقع پر صوبائی وزراء، مشیران، پارلیمانی سیکرٹریز، اراکین صوبائی اسمبلی، چیف سیکرٹری بلوچستان شکیل قادر خان، بی آر ایس پی کے چیف ایگزیکٹو آفیسر طاہر رشید اور دیگر متعلقہ حکام بھی موجود تھے۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ آج کی تقریب دراصل ان نوجوان خواتین کی حوصلہ افزائی اور اعتراف کا موقع ہے جنہوں نے اپنے گھروں سے نکل کر ہنر حاصل کیا اور تربیت مکمل کرکے ایک نئے سفر کا آغاز کیا ہے۔ ان کے لیے یہ ایک اہم لمحہ ہے کیونکہ جب موجودہ حکومت نے ذمہ داریاں سنبھالیں تو ایک بڑا چیلنج حکومت اور نوجوانوں کے درمیان موجود فاصلے کو کم کرنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت، کابینہ اور صوبائی اسمبلی کے اراکین نے محسوس کیا کہ نوجوان نسل اور ریاست کے درمیان ایک خلا پیدا ہوچکا ہے، خاص طور پر ریاست کے ساتھ نوجوانوں کی وابستگی میں کمی ایک اہم چیلنج تھی۔ تشدد کو وہ بنیادی چیلنج نہیں سمجھتے، اصل چیلنج نوجوانوں کو ریاست پاکستان کے ساتھ دوبارہ جوڑنا ہے اور اس مقصد کے لیے عملی اقدامات ناگزیر ہیں۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ حکومت بلوچستان نے بلوچستان رورل سپورٹ پروگرام کو اس مقصد کے لیے اپنے ساتھ شامل کیا تاکہ ریاست، حکومت اور نوجوانوں کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کیا جاسکے اور پروگرام کے شفاف نفاذ کو یقینی بنایا جاسکے۔ اگر حکومت براہ راست اس نوعیت کے منصوبے شروع کرتی تو سرکاری طریقہ کار کے باعث تاخیر اور دیگر انتظامی مسائل پیدا ہوسکتے تھے، اس لیے بی آر ایس پی جیسے ادارے کے ذریعے نوجوانوں کو تربیت، رہنمائی اور عملی معاونت فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ پروگرام صرف تربیت اور سرٹیفکیٹ تک محدود نہیں بلکہ نوجوانوں کو ہنر کے بعد کاروبار شروع کرنے کے قابل بنانا اس پروگرام کا بنیادی مقصد ہے۔ بی آر ایس پی حکومت بلوچستان کے تعاون سے تربیت مکمل کرنے والوں کی مسلسل رہنمائی کرے گی، نجی شعبے کی مہارت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کاروباری سرگرمیوں کے لیے تیار کیا جائے گا اور حکومت کئی سال تک ان کی معاونت جاری رکھے گی تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوسکیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت بلوچستان کی کوشش ہے کہ تربیت یافتہ نوجوان خواتین اور مرد نہ صرف خود روزگار حاصل کریں بلکہ مستقبل میں اپنے خاندانوں اور دیگر نوجوانوں کو بھی ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کا دن تربیت مکمل کرنے والوں کے سفر کا اختتام نہیں بلکہ نئے سفر کا آغاز ہے، حکومت بلوچستان انہیں اس مقام تک پہنچانے کے لیے ان کا ہاتھ تھامے رکھے گی جہاں وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوسکیں۔ انہوں نے سرحدی اضلاع کے نوجوانوں کے لیے حکومت کے روزگار پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے یہ سوچ کر پروگرام شروع کیا کہ غیر قانونی سرگرمیوں سے وابستہ معیشت کے بجائے نوجوانوں کو قانونی روزگار اور کاروبار کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ زمباد اور اسمگلنگ نوجوانوں کا مستقبل نہیں ہوسکتے، نوجوانوں کو قانونی معیشت کا حصہ بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ بلوچستان کی بچیوں کو تشدد کی طرف لے جانے، انہیں خودکش جیکٹس پہنانے اور ریاست مخالف سرگرمیوں کے لیے استعمال کرنے کی کوششیں نہ معاشرے کی روایات سے مطابقت رکھتی ہیں، نہ اسلام اور نہ ہی انسانی اقدار اس کی اجازت دیتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریاست مخالف پروپیگنڈے کے ذریعے نوجوانوں کو ریاست سے دور کرنے کی کوششوں کا مقابلہ تعلیم، ہنرمندی، روزگار اور مواقع فراہم کرکے کیا جاسکتا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت بلوچستان نے فیصلہ کیا ہے کہ غیر قانونی دائرے کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے لیے قانونی دائرے میں ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جن کے ذریعے وہ اپنے ہنر کو بروئے کار لاکر کاروبار اور روزگار حاصل کرسکیں۔ اس مقصد کے لیے تربیت، سازگار ماحول، مالی معاونت اور بلاسود قرضوں پر مشتمل ایک جامع پیکیج متعارف کرایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی خواتین ان کے لیے خصوصی ترجیح رکھتی ہیں اور انہیں یقین ہے کہ صوبے کی بچیوں میں بے پناہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ معاشرہ اس وقت حقیقی معنوں میں ترقی کرے گا جب خواتین معاشی اور سماجی میدان میں آگے بڑھیں گی۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ خواتین کی معاشی شمولیت نے وہاں کی معیشت کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ جب بلوچستان کی خواتین آگے بڑھیں گی تو وہ اپنے بھائیوں، شوہروں اور بچوں کو بھی ترقی اور مثبت سرگرمیوں کی طرف لے جائیں گی۔ حکومت اسی وژن کے تحت خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے عملی اقدامات کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تربیت مکمل کرنے والی خواتین کو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں مدعو کرنا بھی اسی عزم کا اظہار ہے تاکہ خواتین کو بااختیار بنانے کے حکومتی وژن کو عملی طور پر نمایاں کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان حکومت صحت کے شعبے میں بھی جدید اور ڈیجیٹل نظام متعارف کرا رہی ہے اور صوبے میں ڈیجیٹل صحت کے اقدامات کو عالمی سطح پر پذیرائی حاصل ہورہی ہے۔ صوبائی وزیر صحت کو سری لنکا میں عالمی کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا جبکہ اب ناروے میں بھی انہیں مدعو کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بلوچستان حکومت کی جانب سے نوجوانوں کو مواقع فراہم کرنے کی پالیسی کا حصہ ہے اور نوجوانوں کو ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت بلوچستان کا مقصد نوجوانوں کو ہنرمند، کاروباری اور باعزت شہری بنانا ہے۔ غیر قانونی سرگرمیوں کو چھوڑ کر قانونی دائرے میں آگے بڑھنا وقت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے سرحدی اضلاع سے اس پروگرام کا آغاز کیا کیونکہ یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ وہاں نوجوانوں کے پاس روزگار کے مواقع نہیں، اس لیے وہ اسمگلنگ کی طرف جاتے ہیں۔ حکومت نے اس سوچ کا عملی جواب دیا ہے اور نوجوانوں کو متبادل مواقع فراہم کیے جارہے ہیں انہوں نے کہا کہ سرحدی اضلاع کی ان بچیوں نے اپنے گھروں سے نکل کر تربیت حاصل کی ہے، جو آسان فیصلہ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ قبائلی معاشرے سے تعلق رکھنے کے باعث وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ بچیوں کو گھر سے نکل کر تربیت اور روزگار کے لیے آگے آنے میں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے لیے یہ باعث فخر ہے کہ بلوچستان کی بچیاں ان مشکلات کے باوجود آگے بڑھ رہی ہیں میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ حکومت بلوچستان نوجوانوں کے لیے اس پروگرام کو صرف سرحدی اضلاع تک محدود نہیں رکھے گی بلکہ اسے پورے صوبے تک وسعت دی جائے گی۔ نوجوانوں اور ریاست کے درمیان موجود فاصلے کو مکالمے، بااختیار بنانے، روزگار، ملازمتوں کے مواقع اور میرٹ کی بالادستی کے ذریعے کم کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں 15 ہزار سے زائد اساتذہ بھرتی کیے گئے ہیں اور حکومت نے میرٹ کو بنیادی اصول بنایا ہے۔ انہوں نے میڈیا اور عوام سے کہا کہ اگر کسی بھرتی میں میرٹ کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے۔ حکومت احتساب کے لیے تیار ہے اور میرٹ کی بالادستی کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا وزیر اعلیٰ نے کہا کہ کرپشن کے خلاف مہم بھی بھرپور انداز میں جاری ہے، کیونکہ جب تک معاشرے کو کرپشن کی لعنت سے نجات نہیں ملتی اور میرٹ کو فروغ نہیں دیا جاتا، ترقی کا سفر مکمل نہیں ہوسکتا انہوں نے جناح پیپلز ٹرین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے عوام کے لیے پچاس روپے کے کرائے میں جدید سفری سہولت فراہم کی ہے تاکہ مزدور، طلبہ، خواتین اور عام شہری باعزت انداز میں سفر کرسکیں، تاہم افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ٹرین پر پتھراؤ، نشستوں کو نقصان پہنچانے اور اس کے پرزے چوری کرنے کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ جناح پیپلز ٹرین عوام کے لیے ہے، نہ کہ وزیر اعلیٰ، چیف سیکرٹری یا کابینہ کے اراکین کے لیے۔ انہوں نے شہریوں پر زور دیا کہ وہ اپنی سہولیات کی حفاظت خود کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے عوام کو جدید سفری سہولت فراہم کی ہے اور شہریوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ سرکاری املاک کی حفاظت کریں۔ انہوں نے کہا کہ پنک بسوں اور گرین بسوں کی سروسز کو بھی بلوچستان کے دیگر علاقوں تک وسعت دی جارہی ہے۔ تربت میں گرین بس سروس کے لیے عوامی استعمال کی شرح حوصلہ افزا ہے اور چار بسوں سے شروع ہونے والی سروس کو مزید بڑھایا جائے گا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت بلوچستان نوجوانوں کو صرف روزگار ہی نہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم کے مواقع بھی فراہم کررہی ہے۔ ان کے لیے ہارورڈ اور آکسفورڈ سمیت دنیا کی معروف جامعات میں پی ایچ ڈی پروگرامز اور وظائف کے مواقع پیدا کیے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو عناصر نوجوانوں کو ریاست سے دور کرنے کے لیے پروپیگنڈا استعمال کرتے ہیں، نوجوانوں کو ان کے بیانیے کے بجائے تعلیم، ہنر اور ترقی کے مواقع کا انتخاب کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک خاتون کمشنر ایک ڈویژن کی سربراہی کررہی ہیں، جو خواتین کو آگے لانے کے حکومتی عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نوجوانوں اور خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے مزید پروگرامز شروع کرے گی۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ رواں سال نوجوانوں کے لیے تین ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اگر بی آر ایس پی، اخوت پاکستان اور محکمہ صنعت و تجارت اس رقم کو مؤثر انداز میں استعمال کرتے ہیں تو حکومت مزید تین ارب روپے فراہم کرے گی، اس کے بعد اس رقم کو نو ارب اور پھر گیارہ ارب روپے تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ حکومت نوجوانوں کو تنہا نہیں چھوڑے گی نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جو نوجوان تشدد کے راستے پر ہیں، ان کے لیے بھی ریاست اور حکومت کے دروازے کھلے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر نوجوان تشدد کا راستہ ترک کرکے قومی دھارے میں شامل ہونا چاہیں تو حکومت انہیں تعلیم، روزگار اور ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ سوچ سمجھ کر کریں اور تشدد کے بجائے عزت، تعلیم، ہنر اور ترقی کا راستہ اختیار کریں۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ نوجوانوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ ان کے لیے ایک طرف تعلیم، روزگار، کاروبار اور دنیا کے بہترین تعلیمی اداروں تک رسائی کے مواقع موجود ہیں، جبکہ دوسری طرف تشدد کا راستہ ہے جس کا انجام تباہی ہے۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں اور ترقی و خوشحالی کا راستہ اختیار کریں۔ وزیر اعلیٰ نے بی آر ایس پی کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ ادارے کا بنیادی کردار حکومت اور نوجوانوں کے درمیان پل کا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ اس پروگرام کو صرف بی آر ایس پی کی کاوش کے طور پر پیش نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ یہ حکومت بلوچستان کا پروگرام ہے جسے شفافیت اور مؤثر عملدرآمد کے لیے بی آر ایس پی کے ذریعے آگے بڑھایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان، صوبائی کابینہ اور صوبائی اسمبلی نوجوانوں کے لیے یہ اقدامات کررہی ہیں اور ان پروگرامز کی ملکیت حکومت بلوچستان کی ہے۔ بی آر ایس پی سمیت شراکت دار اداروں کا کردار حکومت کے پروگرامز کو شفاف اور مؤثر انداز میں مستحق افراد تک پہنچانا ہے۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ حکومت بلوچستان نوجوانوں کے لیے اس پروگرام کو جاری رکھے گی اور سرحدی اضلاع سے شروع ہونے والے اس اقدام کو پورے بلوچستان تک پھیلایا جائے گا۔ نوجوانوں کو بااختیار بنانا، خواتین کو مواقع فراہم کرنا، روزگار پیدا کرنا، میرٹ کو یقینی بنانا اور ریاست کے ساتھ نوجوانوں کی وابستگی مضبوط کرنا حکومت کی پالیسی کا بنیادی حصہ ہے۔ انہوں نے چیف سیکرٹری بلوچستان شکیل قادر خان، سیکرٹری صنعت و تجارت، بی آر ایس پی، محکمہ صنعت و تجارت کے متعلقہ حکام اور پروگرام میں کردار ادا کرنے والے تمام اداروں کو سراہتے ہوئے کہا کہ صوبائی حکومت کے منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے تمام متعلقہ اداروں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ انہوں نے چیف سیکرٹری بلوچستان پر زور دیا کہ نوجوانوں کے لیے آئندہ بھی ایسے مزید پروگرامز کے تصورات سامنے لائے جائیں جنہیں حکومت اپنے شراکت دار اداروں کے تعاون سے عملی جامہ پہنائے گی۔ تقریب کے اختتام پر وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے تربیت مکمل کرنے والی خواتین اور طالبات میں سرٹیفکیٹس تقسیم کیے اور ان کے مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا

بقیہ بلوچستان نیوز 2

پی ٹی آئی نے ہنگامی اجلاس طلب کرلیا۔ ذرائع نے بتایا کہ پی ٹی آئی کی تمام قیادت زوم پر جاری ہنگامی اجلاس میں شریک ہے۔ واضح رہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے حکومت کو گورنر راج یا ایمرجنسی نافذ کرنے کے بجائے معاملات افہام و تفہیم سے حل کرنے کا مشورہ دیا تھا جس پر حکومت نے انہیں مذاکرات میں کردار ادا کرنے کے لیے کہا تھا۔ ذرائع کے مطابق گزشتہ روز حکومتی وفد میں شامل رانا ثنا اللہ، اسپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق اور طارق فضل چودھری نے مولانا فضل الرحمٰن سے ملاقات کی تھی۔ وزیر اعظم شہباز شریف اور جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کے درمیان جلد رابطے کا امکان ہے اور مولانا فضل الرحمٰن نے پاکستان تحریک انصاف کے ساتھ مذاکرات کا عندیہ دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم شہباز شریف اور مولانا فضل الرحمان کے درمیان جلد رابطے کا امکان ہے اور مولانا فضل الرحمان نے پی ٹی آئی کے ساتھ مذاکرات کا عندیا دے دیا ہے۔ قبل ازیں حکومت کی مذاکراتی ٹیم نے مولانا فضل الرحمان سے ملاقات کی رپورٹ وزیر اعظم شہباز شریف کو پیش کردی، حکومتی ٹیم میں اسپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق، رانا ثنا اللہ اور ڈاکٹر طارق فضل شامل تھے۔ دوسری جانب قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف محمود خان اچکزئی اور سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر علامہ ناصر عباس نے حکومت سے مذاکرات کو بانی پی ٹی آئی عمران خان سے ملاقات سے مشروط کردیا ہے اس حوالے سے بتایا گیا کہ محمود خان اچکزئی نے کوئٹہ سے علامہ راجا ناصر عباس سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور دونوں رہنماں نے مذاکرات سمیت آل پارٹیز کانفرنس کے حوالے سے مشاورت کی۔ پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے سیکرٹری جنرل سلمان اکرم راجا نے کہا ہے مولانا فضل الرحمان تحریک انصاف اور حکومت کے درمیان ثالثی کا کردار ادا نہیں کررہے۔ سلمان اکرم راجا نے کہا کہ مولانا فضل الرحمان ہر ایک سے گفتگو کرتے ہیں اس میں کوئی برائی نہیں۔ سلمان اکرم راجا نے کہا کہ خیبر پختونخوا اسمبلی کے ممبران کے ووٹ سے سہیل آفریدی منتخب ہوئے ہیں، وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی کے خلاف درخواست مضحکہ خیز ہے، یہ کہنا کہ ان ارکان اسمبلی کے ووٹ کی وقعت نہیں یہ بات شرمناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو بانی پی ٹی آئی کے نام پر ووٹ لے کر منتخب ہوا ایسے شخص کی یہ بات کرنا ہماری سیاسی تاریخ کا سیاہ لمحہ ہے، شیر افضل مروت سے متعلق بانی پی ٹی آئی کا واضح حکم ہے، شیر افضل مروت کو پارٹی سے الگ کردیا گیا نوٹیفکیشن بھی ہوچکا ہے۔ سلمان اکرم راجا نے کہا کہ تحریک انصاف کے ایم این ایز کو آزاد تصور کیا جاتا ہے تو اس لیے یہ لوگ برقرار رہتے ہیں، بانی پی ٹی آئی کو سیاسی منظر سے نہیں ہٹایا جاسکتا، بانی پی ٹی آئی سے ملاقات ہوجائے تو ملکی مفاد کے بڑے فیصلہ ہوسکتے ہیں، ضروری ہے کہ اس سیاسی مکالمے میں بانی پی ٹی آئی کو شامل کیا جائے۔ پی ٹی آئی رہنما نے مزید کہا کہ لانگ مارچ سیاسی عمل ہے، ہمارا قانونی آئینی حق ہے کیوں دستبردار ہوں، کوئی ہم سے بات کرنا چاہتا ہے تو لانگ مارچ اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں، کے پی کے آئینی حقوق پر یلغار ہے وزیر اعلیٰ ان حقوق کی لیے لڑرہے ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 3

ناکامی کے بعد اتوار کے روز سے ضلع لکی مروت سے شروع ہونے والا تحریک انصاف کا لانگ مارچ آج پانچویں روز میں داخل ہوگیا ہے۔ پی ٹی آئی کے رہنما اور خیبر پختونخوا کے صوبائی وزیر مینا خان آفریدی نے سوشل میڈیا اکاؤنٹ ایکس پر پشاور کے حوالے سے ایک شیڈول بھی جاری کیا ہے، جس کے مطابق آٹھ اکتوبر کو پشاور میں حیات آباد ٹول پلازہ سے یہ مارچ بھانے ماڑی چونگی جائے گا۔ پاکستان تحریک انصاف کے رہنما اور صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی نے پشاور میں لانگ مارچ کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کل چارسدہ میں کارکنوں کو آئندہ کے لائحہ عمل کا کچھ حصہ بتایا جائے گا، جبکہ مکمل منصوبہ صوابی پہنچ کر ظاہر کیا جائے گا۔ سہیل آفریدی نے کہا: ہم نے پہلے صوابی کا رخ کرنا ہے، اور صوابی سے آگے جو ہم نے پلان دوں گا تو ان کی نیندیں حرام کردوں گا۔ اس سے قبل پشاور میں ایک اور مقام پر خطاب کرتے ہوئے سہیل آفریدی نے کارکنوں کو آئندہ مرحلے کے لیے تیار رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ صوابی پہنچ کر ہم جو پلان دیں گے، اس کے بعد واپسی نہیں ہوگی!

بقیہ بلوچستان نیوز 4

اتفاق کرتے ہوئے خلیج تعاون کونسل اور پاکستان کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے کو حتمی شکل دینے کے عزم کا بھی اظہار کیا ہے جبکہ نائب وزیر اعظم اسحاق ڈار نے فلسطینی عوام اور ان کے ناقابل تنسیخ حقوق کے لیے اپنی اصولی حمایت کا اعادہ اور غیر قانونی بستیوں کی مسلسل توسیع اور القدس الشریف کی حیثیت تبدیل کرنے کی کوششوں پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ بھارت کی جانب سے معاہدے کو یکطرفہ طور پر معطل کرنا بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی اور مشترکہ آبی وسائل کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی خطرناک کوشش ہے، ایسا اقدام پاکستان کے 25 کروڑ عوام کی پانی، غذائی اور توانائی کی سلامتی کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال نہیں ہونی چاہیے۔ جمعرات کو پاکستان بحرین مشترکہ وزارتی کمیشن کے تیسرے اجلاس کے اختتام پر بحرین کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبداللطیف بن راشد الزیانی کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے محمد اسحاق ڈار نے کہا کہ اجلاس انتہائی دوستانہ اور تعمیری ماحول میں منعقد ہوا جس میں پاکستان اور بحرین کے درمیان دیرینہ دوستی، برادرانہ تعلقات اور باہمی اعتماد کی عکاسی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام کی 50 ویں سالگرہ ہے اور اس موقع پر دوطرفہ تعاون کو مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ سینیٹر اسحاق ڈار نے بتایا کہ مشترکہ وزارتی کمیشن کے تیسرے اجلاس کا پروٹوکول طے پا گیا ہے جو باہمی دلچسپی کے شعبوں میں تعاون کو مزید مضبوط اور وسعت دینے کے مشترکہ عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجلاس کا اہم نتیجہ متعدد مشترکہ ورکنگ گروپس کو فعال بنانا ہے، جو باقاعدہ رابطے اور مشترکہ وزارتی کمیشن کے فیصلوں پر مؤثر عملدرآمد کو یقینی بنانے میں مدد دیں گے۔ نائب وزیر اعظم نے کہا کہ دونوں ممالک نے تجارت و سرمایہ کاری کے فروغ، صنعتی تعاون، زراعت و غذائی تحفظ، ہنرمندی کی ترقی، اعلیٰ تعلیم، انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاجسٹکس اور بحری امور سمیت متعدد شعبوں میں تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کی کاروباری برادریوں کے درمیان قریبی روابط کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ اس شعبے میں مزید تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ سینیٹر اسحاق ڈار نے بحرین میں پاکستانی کمیونٹی کی قابل قدر خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ پاکستانی برادری دونوں برادر ممالک کے درمیان ایک مضبوط پل کا کردار ادا کررہی ہے، لیبر موبلیٹی، پیشہ ورانہ تربیت اور انسانی وسائل کی ترقی کے شعبوں میں تعاون کو مضبوط بنانے کے عزم کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ ہنرمند پاکستانی پیشہ ور افراد اور کارکنوں کے لیے نئے مواقع پیدا کیے جاسکیں۔ نائب وزیر اعظم نے کہا کہ اجلاس میں خلیج کی بدلتی ہوئی صورتحال پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا اور مسلسل کشیدگی میں کمی، مذاکرات اور سفارت کاری کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آبنائے ہرمز اور باب المندب کے ذریعے محفوظ اور آزادانہ آمد و رفت یقینی بنانا ضروری ہے کیونکہ ان آبی راستوں کی علاقائی اور عالمی غذائی و توانائی سلامتی کے حوالے سے اہمیت ہے۔ سینیٹر اسحاق ڈار نے کہا کہ پاکستان خطے میں امن و استحکام کے لیے سفارتی کوششوں کی حمایت میں تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ انہوں نے فلسطین کی سنگین صورتحال پر بھی بات چیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے فلسطینی عوام اور ان کے ناقابل تنسیخ حقوق کے لیے اپنی اصولی حمایت کا اعادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیر قانونی بستیوں کی مسلسل توسیع اور القدس الشریف کی حیثیت تبدیل کرنے کی کوششوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا جبکہ غزہ کے عوام تک بلا رکاوٹ انسانی امداد کی فوری فراہمی کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ نائب وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان نے متعلقہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق منصفانہ اور دیرپا حل کے لیے اپنی حمایت کا بھی اعادہ کیا۔ انہوں نے جنوبی ایشیائی صورتحال، افغانستان اور سندھ طاس معاہدے سمیت مختلف امور پر بھی تبادلہ خیال کا ذکر کیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 5

ملاقات کی، جس میں پاکستان اور بحرین کے درمیان دوطرفہ تعلقات، باہمی تعاون اور علاقائی و عالمی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ بحرین کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبداللطیف بن راشد الزیانی پاک بحرین مشترکہ وزارتی کمیشن کے تیسرے اجلاس کی مشترکہ صدارت کے لیے پاکستان آئے ہیں۔ ترجمان وزارت خارجہ کے مطابق وزیر اعظم نے بحرینی وزیر خارجہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے بحرین کی قیادت اور عوام کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ انہوں نے پاکستان اور بحرین کے درمیان دیرینہ اور برادرانہ تعلقات کو سراہتے ہوئے کہا کہ دونوں ممالک کے تعلقات مشترکہ اقدار، باہمی اعتماد اور عوامی روابط پر قائم ہیں۔ شہباز شریف نے پاکستان اور بحرین کے دوطرفہ تعلقات میں مثبت پیشرفت پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے تجارت، سرمایہ کاری سمیت مختلف شعبوں میں تعاون مزید بڑھانے کے عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مشترکہ وزارتی کمیشن کا تیسرا اجلاس پاکستان اور بحرین کے باہمی تعلقات کو مزید مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ بحرینی وزیر خارجہ عبداللطیف الزیانی نے بحرین کی قیادت کی جانب سے شہباز شریف کے لیے نیک خواہشات کا پیغام پہنچایا اور باہمی مفاد کے مختلف شعبوں میں دوطرفہ تعاون مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے خطے میں امن و استحکام کے لیے پاکستان کے تعمیری کردار اور ثالثی کو سراہا۔ ملاقات کے دوران دونوں جانب سے علاقائی اور عالمی صورتحال پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ فریقین نے باہمی دلچسپی کے امور پر مسلسل مشاورت اور رابطہ برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ اعلامیے کے مطابق ملاقات پاکستان اور بحرین کے درمیان قریبی، دیرینہ اور برادرانہ تعلقات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس سے قبل نائب وزیر اعظم اسحاق ڈار اور مملکت بحرین کے وزیر خارجہ نے پاکستان، بحرین مشترکہ وزارتی کمیشن کے تیسرے اجلاس کی کارروائی کے منٹس پر مشتمل پروٹوکول پر دستخط کر دیے۔ پروٹوکول میں تجارت و سرمایہ کاری، زراعت و غذائی تحفظ، تیل، گیس و معدنیات، بحری امور، انفارمیشن ٹیکنالوجی و ٹیلی کمیونیکیشن، صحت، تعلیم اور محنت سمیت مختلف شعبوں میں تعاون سے متعلق مفاہمت شامل ہے۔ دونوں فریقوں نے دوطرفہ تجارت اور سرمایہ کاری کے حوالے سے باقاعدہ مشاورت پر بھی اتفاق کیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 6

واپس گھر جائیں، خیبر پختونخوا میں دہشت گردوں کی حمایت اور فنانسنگ بند کریں۔ خواجہ آصف نے کہا کہ روایت بن گئی ہے کہ آپ ہر دو تین ماہ بعد اسلام آباد پر حملہ آور ہوں، مجھے تو پی ٹی آئی یا ان کے جو سرپرست ہیں ان کے خلاف ان کا ایک بیان دکھا دیں۔ انہوں نے کہا کہ ان پیسوں کو بھتہ کہیں یا خوشی کے ساتھ کہہ لیں، یہ دیتے ہیں، دہشتگرد خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع میں دندناتے پھرتے ہیں، صوبائی حکومت کی ان اضلاع میں رٹ نہیں۔ خواجہ آصف نے کہا کہ کیا موجودہ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا وہاں پر موجود نہیں، یہ ملک کے خلاف پاکستان کے خلاف بدیانتی کی حد ہے، ان کے الحاق کا منصوبہ بندی کا اب سب کو معلوم ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا جس طرح انہوں نے کہا سومنات پر حملہ، یہ ان کے دل کے جذبات کا اظہار تھا، اگر یہ بلیک میلنگ کریں گے تو مستقبل میں بانی کے لیے کوئی ریلیف نظر نہیں آ رہا، حکومت ان کو پریشر میں آکر کوئی ریلیف نہیں دے گی۔ وزیر دفاع نے کہا مذاکرات کی تعمیل پر بیٹھ کر واپس گھر جائیں اپنے صوبے کا خیال رکھیں، وہاں دہشتگردوں کی حمایت ترک کریں ان کا فنانس بند کریں، بھول جائیں کہ گن پوائنٹ پر یہ اپنے مطالبات ہم سے منوائیں گے۔ خواجہ آصف نے کہا کہ رات محمود اچکزئی کا بیان دیکھا کہ نواز شریف مری والے گھر بلائیں تو میں چلا جاں گا، نواز شریف سے ان کا پرانا تعلق ہے، محمود خان دوسری نسل کا سیاسی ورکر ہے۔ میں محمود خان کو ضرور کہوں گا کہ وہ اپنا کردار ادا کریں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 7

دی جائے گی۔ ذرائع کے مطابق پارلیمانی کمیٹی میں دونوں ایوانوں میں جماعتوں کی عددی تعداد کے تناسب سے ارکان کو رکنیت دی جائے گی۔ ذرائع کے مطابق آئی ایم ایف کی شرائط پر مبنی بلز سمیت مجموعی طور پر 30 مختلف بلز کی منظوری پر بھی اتفاق ہوگیا ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 8

ہوگیا ہے۔ اعلامیے کے مطابق معاہدے کے بعد اب پاکستان کو 1.21 ارب ڈالر مل جائیں گے۔ آئی ایم ایف ایگزیکٹو بورڈ 1.21 ارب ڈالر فراہم کرنے کی منظوری دے گا۔ اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے ساتھ موجودہ ای ایف ایف پروگرام کی 5 قسط کیلئے چوتھا جائزہ اجلاس ہوا۔ پاکستان کے ساتھ موسمیاتی تبدیلیوں کیلئے آر ایس ایف پروگرام کیلئے تیسرے جائزے کیلئے مذاکرات ہوئے۔ آئی ایم ایف کے مطابق مشکل عالمی اور علاقائی حالات، مشرق وسطی کے تنازع کے باوجود پاکستان نے مجموعی معاشی استحکام برقرار رکھا، سال 2026 کے پہلے 9 ماہ میں معاشی شرح نمو 4 فیصد رہی جبکہ پورے سال کی شرح نمو 3.6 فیصد رہنے کا تخمینہ ہے، مئی میں بلند ترین سطح پر پہنچنے کے بعد ستمبر میں مہنگائی 10.3 فیصد تک کم ہوئی۔ آئی ایم ایف کے اعلامیہ مطابق پاکستان کا کرنٹ اکاؤنٹ ترسیلات زر میں مضبوط اضافے کے باعث متوازن رہا اور ستمبر کے اختتام تک زرمبادلہ کے ذخائر 21 ارب 50 کروڑ ڈالر تک پہنچ گئے۔ خودمختار کریڈٹ ریٹنگ میں بہتری اور عالمی مالیاتی منڈیوں تک دوبارہ رسائی کو بھی معاشی پالیسیوں پر اعتماد کی علامت قرار دیا گیا، جغرافیائی کشیدگی، توانائی کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ، عالمی مالیاتی حالات میں سختی اور تجارتی رکاوٹیں معیشت کے لئے بڑے خطرات ہیں۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ پاکستان مالیاتی نظم و ضبط برقرار رکھتے ہوئے مالی سال 2027 کے بجٹ میں جی ڈی پی کے 2 فیصد کے بنیادی پرائمری سرپلس کے ہدف پر عمل کرے، ٹیکس نظام کو آسان اور کاروبار دوست بنایا جائے، ٹیکس وصولی کے نظام میں ڈیجیٹل انوائسنگ، آڈٹ اور تھرڈ پارٹی ڈیٹا کے استعمال کو بڑھایا جائے۔ عالمی مالیاتی فنڈ نے صحت اور تعلیم پر اخراجات میں اضافے کو بھی اہم قرار دیا جنہیں مالی سال 2024 میں جی ڈی پی کے 2.2 فیصد سے بڑھا کر رواں مالی سال 2.5 فیصد کیا گیا، مالی سال 2027 میں اسے 2.8 فیصد تک لے جانے کا ہدف ہے۔ کم آمدنی والے طبقے کے لئے نقد امداد بڑھانے کی تجویز کے ساتھ آئی ایم ایف نے وسیع پیمانے پر دی جانے والی ایندھن سبسڈی جلد ختم کرنے پر بھی زور دیا اور کہا مستقبل میں تیل کی قیمتیں غیر معمولی طور پر بڑھیں تو امداد صرف مستحق اور کمزور طبقات تک محدود ہونی چاہیے۔ سٹیٹ بینک کو مہنگائی واپس لانے کے لئے مناسب طور پر سخت مالیاتی پالیسی برقرار رکھنے، روپے کی شرح تبادلہ میں لچک اور زرمبادلہ ذخائر بڑھانے کا مشورہ دیا گیا۔ بجلی اور گیس کے نرخوں میں بروقت ایڈجسٹمنٹ، گردشی قرضے کی روک تھام، بجلی کی تقسیم کے نظام میں نجی شعبے کی شمولیت، مسابقت میں اضافہ اور گیس کے نقصانات کم کرنے کو بھی اہم اصلاحات قرار دیا گیا۔ عالمی مالیاتی فنڈ نے نجکاری، سرکاری اداروں کی کارکردگی اور شفافیت بہتر بنانے، کاروباری مسابقت بڑھانے، تجارتی اور ریگولیٹری رکاوٹیں کم کرنے، بدعنوانی کے خلاف ادارہ جاتی اقدامات اور نجی سرمایہ کاری اور برآمدات کے فروغ پر بھی زور دیا۔ آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ پاکستان نے مجموعی طور پر معاشی استحکام کی جانب پیشرفت کی ہے تاہم مہنگائی، توانائی کی قیمتوں، قرضوں اور عالمی و علاقائی غیر یقینی صورتحال کے باعث اصلاحات کا عمل جاری رکھنا ناگزیر ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 9

کرے۔ بیان میں کہا گیا کہ افواج کی کسی بھی قسم کی تعیناتی اگر ضروری ہوئی تو اس کی تفصیلات متعلقہ حکام خود فراہم کریں گے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 10

رہا ہے۔ انہوں نے لکی مروت لانگ مارچ کے لئے سرکاری ہیلی کاپٹر کا استعمال کیا۔ پشاور ہائی کورٹ نے نومبر 2025 میں فیصلہ جاری کیا تھا جس میں سیاسی سرگرمیوں کے لیے سرکاری استعمال پر پابندی عائد کی تھی۔ عدالت نے وزیر اعلیٰ کے پی کے سہیل آفریدی کو نوٹس جاری کرتے ہوئے جواب طلب کرلیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 11

قرار دینے کی درخواست سماعت کے لیے مقرر کردی۔ وفاقی آئینی عدالت نے کیس 15 اکتوبر کو سماعت کے لیے مقرر کیا ہے، چیف جسٹس امین الدین خان کی سربراہی میں بینچ سماعت کرے گا۔ واضح رہے کہ پی ٹی آئی کے سابق رہنما ایڈووکیٹ شیر افضل مروت نے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سہیل آفریدی کی تقرری کو چیلنج کیا ہوا ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 12

صوبوں میں حوثی گروپ کے 82 فوجی اہداف تباہ کردیے ہیں، سعودی شہری مقامات پر حوثیوں کے حملے معاف نہیں کیے جائیں گے، یمن کی سرکاری فوج کا کہنا ہے کہ حوثی باغیوں کے خلاف بڑے فوجی آپریشن کے دوران 1 ہزار 860 جنگجوؤں کو ہلاک یا غیر مسلح کردیا گیا جبکہ ان کے ٹھکانوں پر 2 ہزار 103 کارروائیاں کی گئی ہیں۔ عالمی میڈیا رپورٹس کے مطابق حوثی فوج کے ترجمان یحییٰ ساری کے مطابق سعودی عرب کے زیر استعمال ترک ساختہ بیرقدار آکنجی جاسوسی ڈرون تعز میں ہوسٹائل مشن پر مامور تھا اور اسے مناسب ہتھیاروں کے ذریعے نشانہ بنا کر تباہ کیا گیا۔ ترجمان نے مزید دعویٰ کیا کہ حوثی فورسز نے آبنائے باب المندب کے قریب سعودی حمایت یافتہ فورسز اور ان کے اجتماعات کو بیلسٹک میزائل حملوں کا نشانہ بنایا۔ یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ حوثیوں نے سعودی عرب کے کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر ایک اور میزائل حملہ کیا ہے، اس ہفتے کے دوران ریاض کے ہوائی اڈے پر حملے کی ذمہ داری قبول کرنے کا یہ تیسرا موقع ہے۔ ادھر حوثی ملیشیا نے یمن کے صوبے لحج اور باب المندب میں سعودی اتحادی افواج پر حملوں کا دعویٰ کیا ہے۔ یمن کی حوثی ملیشیا کے ترجمان یحییٰ سریع نے کہا ہے کہ سعودی اتحادی افواج کو بیلسٹک میزائلوں سے نشانہ بنایا ہے، لحج میں حملے میں متعدد فوجی مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے۔ ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ حملے میں سعودی اتحادی فوج کے اسلحہ گودام بھی تباہ کر دیے۔ سعودی اتحادی افواج کی جانب سے اس دعوے پر کوئی بیان سامنے نہیں آیا ہے۔ دوسری جانب سعودی قیادت میں قائم اتحاد نے کہا ہے کہ اس نے یمن کے چار صوبوں میں ایران کے حمایت یافتہ حوثی گروپ کے 82 فوجی اہداف تباہ کردیے ہیں۔ یہ کارروائی سعودی عرب کے شہری ہوائی اڈوں پر حوثیوں کے میزائل اور ڈرون حملوں کے بعد کی گئی۔ اتحاد کے ترجمان میجر جنرل ترکی المالکی نے کہا کہ سعودی عرب میں شہریوں، شہری تنصیبات اور ریاض اور ابہا ایئرپورٹس کو نشانہ بنائے جانے والے دہشت گرد حوثی ملیشیا کے وحشیانہ حملے بغیر سزا کے نہیں رہیں گے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ مذاکرات میں اسٹیو وٹکوف بہت اچھا کام کررہے ہیں، ایران کے ساتھ معاہدہ کرنا میری ترجیح نہیں ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ ایران کے خلاف جنگ بہت جلد ختم ہوجائے گی کیونکہ اس وقت پورا ایران تباہ ہوچکا ہے اور تیل کی قیمتیں گرنے والی ہیں۔ ٹرمپ نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے مزید کہا کہ ایران کی فوج بھی اب تباہ ہوچکی ہے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد تیل کی قیمتیں تیزی سے نیچے آجائیں گی۔ امریکی میڈیا نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکا میں ہونے والے مڈٹرم انتخابات سے قبل ایران کے خلاف بڑے فوجی حملوں کا امکان موجود ہے جبکہ امریکی محکمہ دفاع نے مبینہ طور پر متعلقہ فوجی کمانڈ کو تیاری مکمل رکھنے کی ہدایت کردی ہے۔ امریکی نیوز ویب سائٹ ایگزیوس کی رپورٹ کے مطابق پینٹاگون نے سینٹرل کمانڈ کو ممکنہ کارروائی کے لیے تیاریاں مکمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ امریکا میں مڈٹرم انتخابات 3 نومبر کو ہونے ہیں اور امریکی میڈیا کی رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا کہ ایران کے خلاف ممکنہ فوجی کارروائی اس تاریخ سے پہلے کی جاسکتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکی اور اسرائیلی ذرائع نے بھی امکان ظاہر کیا کہ ایران پر حملہ نومبر سے قبل ہوسکتا ہے تاہم ذرائع نے ساتھ ہی واضح کیا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے تاحال ایران کے خلاف حملے کا حتمی فیصلہ نہیں کیا۔ رپورٹ میں ممکنہ کارروائی کے حجم، نوعیت یا اہداف کے بارے میں حتمی تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں۔ اس لیے فی الحال ایران پر بڑے حملے کی اطلاعات کو امریکی میڈیا اور ذرائع کے دعوے کے طور پر دیکھا جارہا ہے، نہ کہ کسی طے شدہ فوجی آپریشن کے طور پر۔ اگر یہ کارروائی ہوتی ہے تو اس کے امریکا، ایران اور پورے مشرق وسطیٰ کی سکیورٹی صورتحال پر بڑے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں، تاہم موجودہ اطلاعات کے مطابق واشنگٹن کی جانب سے حملے کے حوالے سے کوئی حتمی اعلان نہیں کیا گیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 13

کے جسٹس خادم حسین سومرو اور جسٹس عمیر مجید ملک نے ٹریڈ اینڈ انویسٹمنٹ افسران کی بیرون ملک پاکستان ٹریڈ مشنز میں تعیناتی انٹیلی جنس رپورٹ کی بنیاد پر روکنے کے عمل کو غیر قانونی قرار دینے کے عدالتی فیصلے کے خلاف وفاق کی انٹرا کورٹ اپیل پر سماعت کی۔ جسٹس انعام امین منہاس کے 12 مئی کے فیصلے میں سرکاری افسران کو انٹیلی جنس رپورٹ کی بنیاد پر بیرون ملک تعیناتی سے روکنے کا فیصلہ کالعدم قرار دیا گیا تھا۔ اسلام آباد ہائی کورٹ میں سماعت کے دوران متاثرہ سرکاری افسران کی جانب سے کاشف علی ملک اور سعد بٹر ایڈووکیٹ عدالت میں پیش ہوئے، سعد بٹر ایڈووکیٹ نے مقف اختیار کیا کہ تمام پراسیس مکمل ہونے کے بعد انٹیلی جنس رپورٹ میں یہ لکھا گیا کہ متعلقہ افسران فلاں پوسٹ کے لیے موزوں نہیں، ٹیسٹ اور انٹرویوز کے بعد شارٹ لسٹ ہونے والوں کو کسی خفیہ رپورٹ کی بنیاد پر کیسے روکا جا سکتا ہے۔ وکیل نے کہا کہ ٹیسٹ میں کامیابی اور ہائی پاور بورڈ کے سامنے انٹرویو کے بعد افسران کو فارن مشنز کے لیے ریکمنڈ کیا گیا، وزیر اعظم کی منظوری کے بعد ٹریننگ ہوئی اور روانگی سے قبل انٹیلی جنس رپورٹ کی بنیاد پر انہیں روک دیا گیا، وزیر اعظم نے شفاف طریقے سے تعیناتی کردی تو پھر انٹیلی جنس رپورٹ کی بنیاد پر اسے کیسے ختم کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے عدالت میں سوال کیا کہ کس بنیاد پر وزیر اعظم کے فیصلے کو ایک انٹیلی جنس افسر ویٹو کردیتا ہے، انٹیلی جنس رپورٹ میں بھی افسران کے خلاف کوئی مواد نہیں، صرف پوسٹنگ کے لیے ناموزوں قرار دیا گیا ہے، ان افسران پر کوئی الزام، کریمنل کیس یا کسی قسم کی انکوائری زیر التوا نہیں ہے۔ متاثرہ افسر کے وکیل نے کہا کہ اگر سول سرونٹ کا کردار خراب ہے تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کی جائے، یہ افسران اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، ان کی بہترین اے سی آرز ہیں اور انہیں ایوارڈز مل رہے ہیں، متاثرہ افسران کے خلاف کرپشن کا بھی کوئی کیس نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انٹیلی جنس رپورٹ میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس ٹاسک کے لیے موزوں نہیں، اس بات پر تو فیصلہ اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کو کرنا ہے، کسی انٹیلی جنس ادارے کے سب انسپکٹر کو نہیں۔ وکیل نے مقف اپنایا کہ عدالتی فیصلے میں ہے کہ متعلقہ افسر کو اس کے خلاف انٹیلی جنس رپورٹ دکھانا ہوگی، یہ رائے نہیں بلکہ ٹھوس مواد پر مبنی ہوگی اور انٹیلی جنس افسر پر جرح بھی کی جاسکے گی، ایسا نہ ہوا تو تعیناتیوں کا اختیار ایک ایجنسی کو دے رہے ہوں گے۔ ایڈیشنل اٹارنی جنرل راشد حفیظ نے مقف اختیار کیا کہ سول سرونٹس ایکٹ کے تحت ملازمت کے معاملات سروس ٹریبونل میں دیکھے جاسکتے ہیں، اس معاملے پر ہائی کورٹ میں رٹ دائر نہیں کی جاسکتی، بیرون ملک تعیناتیوں کے لیے سیکیورٹی کلیئرنس ضروری ہے، یہ افسران یہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں، بیرون ملک جانا ہے تو سیکیورٹی کلیئرنس ضروری ہے۔ جسٹس خادم حسین سومرو نے استفسار کیا کہ کیا انٹیلی جنس ادارے کے رپورٹس کا عدالتی حکم میں جائزہ لیا جاسکتا ہے، عدالت نے کیس کی سماعت ملتوی کردی جس کی آئندہ تاریخ بعد میں رجسٹرار آفس مقرر کرے گا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 14

وزیرستان کے علاقے بگن زئی، ندیم کوٹ، کوٹ خضری میں فتنۃ الخوارج کے خلاف کارروائیاں کیں، فتنۃ الخوارج کے ہلاک اہم دہشت گرد کمانڈرز میں خارجی خالد رضا، خارجی کامران، خارجی موسیٰ اور خارجی مقتوم شامل ہیں۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق فورسز کی مؤثر کارروائی کے دوران ہلاک دہشت گردوں سے بھاری مقدار میں اسلحہ، گولہ بارود بھی برآمد کرلیا گیا، کارروائیوں کے دوران فتنۃ الخوارج کے متعدد ٹھکانے بھی تباہ کئے گئے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 15

خودکار ہتھیاروں سے فائرنگ کی۔ دستی بم حملے اور فائرنگ کے نتیجے میں پولیس اہلکار پیر جان جاں بحق ہوگیا، لاش ضابطے کی کارروائی کے لیے اسپتال منتقل کردی گئی۔ پولیس کی جانب سے واقعے کی تحقیقات کی جارہی ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 16

مسلح افراد نے ناکہ لگا کر گاڑیوں کی کڑی چیکنگ کی۔ ذرائع کے مطابق مسلح افراد نے رات 8 بجے سے 10 بجے تک شاہراہ پر آنے جانے والی گاڑیوں کو روکا اور اس دوران مسافروں کے شناختی کارڈز بھی چیک کیے جاتے رہے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی سیکیورٹی فورسز فوری طور پر جائے وقوعہ کی جانب روانہ ہوئیں، جن کی آمد کی خبر ملتے ہی مسلح افراد مرکزی شاہراہ سے قریبی پہاڑوں کی طرف فرار ہوگئے۔ سیکیورٹی فورسز کے پہنچنے کے بعد شاہراہ کو مکمل طور پر کلیئر کرا کے ٹریفک کے لیے دوبارہ کھول دیا گیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 17

خیال کیا گیا۔ اس موقع پر صدر پاکستان آصف علی زرداری نے بلوچستان خصوصاً ضلع حب میں جاری ترقیاتی منصوبوں کو مزید تیز کرنے، عوامی مسائل کے حل اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کے عمل کو مؤثر بنانے کی ہدایت کی۔ صدر پاکستان نے اس امر پر زور دیا کہ ترقیاتی منصوبوں کے ثمرات براہ راست عوام تک پہنچائے جائیں اور عوامی فلاح و بہبود کو ترجیح دی جائے۔ میر علی حسن زہری نے صدر پاکستان کو ضلع حب میں جاری مختلف ترقیاتی منصوبوں اور عوامی سہولیات کی فراہمی کے لیے کیے جانے والے اقدامات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حب ماسٹر پلان کے تحت سیوریج، سڑکوں، نکاسی آب، پانی کی فراہمی، صفائی اور دیگر بنیادی شہری سہولیات کے منصوبوں پر کام جاری ہے۔ صدر پاکستان نے ضلع حب کی ترقی کو اہم قرار دیتے ہوئے ہدایت کی کہ عوامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل اور ان کے معیار کو یقینی بنایا جائے، جبکہ عوامی شکایات اور بنیادی مسائل کے حل کے لیے مؤثر اقدامات جاری رکھے جائیں۔ میر علی حسن زہری نے صدر پاکستان کو یقین دلایا کہ ان کی ہدایات کی روشنی میں بلوچستان اور بالخصوص ضلع حب میں ترقیاتی سرگرمیوں کو مزید مؤثر بنایا جائے گا اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو خصوصی توجہ دی جائے گی۔ ملاقات میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ بلوچستان کے عوام کو بہتر بنیادی سہولیات، پائیدار ترقی اور معاشی مواقع کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا، جبکہ ضلع حب کو جدید، منظم اور ترقی یافتہ ضلع بنانے کے لیے جاری ترقیاتی عمل کو مزید آگے بڑھایا جائے گا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 18

وزیر اعظم اور وزیر خارجہ انیتا اور بان کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ معاہدے کو پارلیمان میں پیش کرنے کے لیے ضروری تمام کام مکمل کرلیا گیا ہے۔ ہاکان فیدان کے مطابق اس معاہدے کے تحت اگر دستخط کنندہ ممالک میں سے کسی ایک پر حملہ ہوتا ہے تو دیگر فریق اس کے دفاع میں اس کا ساتھ دیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ جارحانہ نہیں دفاعی معاہدہ ہے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اس معاہدے کے تحت ترکی کے لیے لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے فوجی دستے کسی دوسرے ملک میں جارحانہ کارروائیوں کے لیے تعینات کرے۔ روس یوکرین جنگ کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہاکان فیدان نے خبردار کیا کہ اس تنازع کو بحیرہ اسود تک پھیلنے نہیں دینا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں بحیرہ اسود کو تنازعے کے ایک نئے محاذ میں تبدیل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 19

سیکیورٹی تعاون پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ آئی ایس پی آر کے مطابق جی ایچ کیو راولپنڈی میں ہونے والی ملاقات میں فیلڈ مارشل نے پاکستان اور بحرین کے درمیان دیرینہ برادرانہ تعلقات کو اجاگر کیا اور دفاع اور سیکیورٹی سمیت مختلف شعبوں کے دوطرفہ تعاون مزید مضبوط بنانے کے عزم کا اعادہ کیا۔ فیلڈ مارشل کا کہنا تھا کہ دونوں ممالک کے تعلقات مشترکہ اقدار اور باہمی احترام پر استوار ہیں۔ بحرین کے وزیر خارجہ نے پاکستان کی مسلح افواج کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں اور آپریشنل تیاری کو سراہا۔ بحرینی وزیر خارجہ نے دوطرفہ تعاون مزید بڑھانے کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے علاقائی امن اور استحکام کے لیے پاکستان کی خدمات کا بھی اعتراف کیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 20

کمی کی ملاقات جس میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی اور بلوچستان سے متعلق امور پر گفتگو کی گئی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 21

وزیر داخلہ محسن نقوی نے کہا کہ پاکستان دہشتگردی کے خلاف عالمی جنگ لڑ رہا ہے، افغانستان میں اس وقت 25 دہشتگرد تنظیمیں کام کررہی ہیں، جو دنیا کے امن کیلئے بڑا خطرہ ہیں، عالمی برادری کو اس خطرے سے نمٹنے کیلئے ملکر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اقوام متحدہ کے امن مشنز میں اپنا بھرپور کردار جاری رکھے گا، پاکستانی پولیس کے افسران اور اہلکار اقوام متحدہ پولیس میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 22

کے تحت ایک ماہ کیلئے مہنگی کی گئی۔ نوٹیفکیشن میں کہا گیا کہ کراچی سمیت ملک بھر کے صارفین سے اضافہ اکتوبر کے بلوں میں وصول ہوگا۔ ذرائع کے مطابق اگست کی فیول ایڈجسٹمنٹ سے صارفین پر 19 ارب روپے کا اضافی بوجھ منتقل ہوگا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 23

دستاویز کے مطابق مقدمہ تھانہ شئی مردان میں عبدالسلام آفریدی کے پرسنل اسسٹنٹ سید عباد علی شاہ کی مدعیت میں درج کیا گیا ہے۔ ایف آئی آر کے متن کے مطابق عبدالسلام آفریدی جمعرات کی سہ پہر اپنے ہجرے کی طرف جارہے تھے کہ اس دوران متعدد گاڑیوں میں سوار مسلح افراد نے ان کی گاڑی کو روک لیا۔ درخواست کے مطابق نامعلوم افراد نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے اور وہ عبدالسلام آفریدی کو ان کی گاڑی سے اتار کر اپنے ساتھ لے گئے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 24

الدین خان اور جسٹس علی باقر نجفی پر مشتمل دورکنی بنچ سماعت کرے گا جبکہ کیس کی سماعت 15 اکتوبر جمعرات کو ہوگی۔ واضح رہے کہ 190 ملین پاؤنڈ کیس میں بشریٰ بی بی کی سزا معطلی کیلئے وفاقی آئینی عدالت سے رجوع کیا گیا تھا، ایڈووکیٹ سلمان صفدر کے ذریعے وفاقی آئینی عدالت میں سزا معطلی کیلئے درخواست دائر کی گئی تھی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 25

متحدہ کے ذیلی اداروں سمیت تمام بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھے گئے ہیں جن کے مثبت اثرات تعلیم، صحت، زراعت اور صاف پانی کی فراہمی سمیت مختلف شعبوں میں سامنے آرہے ہیں۔ بلوچستان کے دورافتادہ اور پسماندہ اضلاع میں عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی خاطر بین الاقوامی ترقیاتی اداروں کے تعاون کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ صوبائی حکومت اور متعلقہ ادارے اس سلسلے میں ہرممکن تعاون جاری رکھیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (FAO) بلوچستان سب آفس کے سربراہ ولید مہدی کی قیادت میں وفد سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ اس دوران مراد خان میانخیل، ناصر جمال جوگیزئی اور محمد صادق آغا بھی موجود تھے۔ ملاقات میں صوبے میں زرعی ترقی، لائیو اسٹاک، باغبانی، خوراک کے تحفظ، کسانوں کی تربیت، موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے اور دورافتادہ اضلاع میں ترقیاتی پروگراموں کے فروغ سے متعلق امور پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ گورنر بلوچستان نے کہا کہ بلوچستان کی معیشت میں زراعت، باغات اور لائیو اسٹاک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ جدید زرعی ٹیکنالوجی، بہتر بیج، آبپاشی کے مؤثر نظام، موسمیاتی تبدیلی سے ہم آہنگ طریقہ ہائے کاشت اور کسانوں کی جدید تربیت کے ذریعے زرعی پیداوار میں نمایاں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ گورنر مندوخیل نے کہا کہ بلوچستان میں زراعت، باغات اور لائیو اسٹاک کو جدید خطوط پر استوار کرکے نہ صرف صوبے کو خوراک کے شعبے میں خودکفیل بنایا جاسکتا ہے بلکہ ہزاروں افراد کیلئے روزگار اور کاروبار کے نئے مواقع بھی پیدا کیے جاسکتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے کسانوں کو جدید ریسرچ، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، مارکیٹ تک رسائی اور ویلیو ایڈیشن کی سہولیات فراہم کرنا ضروری ہے۔ گورنر جعفر خان نے کہا کہ صوبے کے چھوٹے کاشتکاروں، زمینداروں، مالداروں، خواتین اور نوجوانوں کو بھی ترقیاتی پروگراموں کا حصہ بنایا جائے تاکہ دیہی معیشت مضبوط ہو اور مقامی سطح پر روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ موسمیاتی تبدیلی، مون سون کی بارشوں اور پانی کی کمی کے تناظر میں کم پانی استعمال کرنے والی فصلوں، جدید آبپاشی اور ماحول دوست زرعی طریقوں کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس موقع پر ایف اے او بلوچستان کے سربراہ ولید مہدی نے گورنر بلوچستان کو زرعی یونیورسٹی بلوچستان کے زیر اہتمام 19 اضلاع کے زمینداروں اور کسانوں کیلئے منعقد کیے جانے والے پروگرام میں بطور چیف گیسٹ شرکت کی دعوت دی۔ پروگرام کا مقصد عوام کی صحت عامہ، کسانوں اور زمینداروں کو جدید زرعی طریقوں، پیداواری صلاحیت میں اضافے اور جدید ٹیکنالوجی سے متعلق آگاہی فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ زراعت کو صرف پیداوار تک محدود رکھنے کے بجائے اسے مکمل ویلیو چین، فوڈ پروسیسنگ، کولڈ اسٹوریج، پیکجنگ اور مارکیٹنگ سے منسلک کرنا ہوگا تاکہ کسانوں کو ان کی پیداوار کا بہتر معاوضہ مل سکے اور مقامی سطح پر معاشی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہو۔ ماحول دوست زرعی طریقوں کو فروغ دینا وقت کی ضرورت ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 26

نوٹیفکیشن کے مطابق پیٹرول کی قیمت میں 2 روپے 31 پیسے فی لیٹر کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے بعد پیٹرول کی نئی قیمت 398 روپے 96 پیسے مقرر کی گئی ہے۔ اعلامیے کے مطابق ڈیزل کی قیمت میں 78 پیسے فی لیٹر کا اضافہ کیا گیا ہے جس کے بعد ڈیزل کی نئی قیمت 395 روپے 72 پیسے فی لیٹر ہوگئی۔ نوٹیفکیشن کے مطابق پیٹرول اور ڈیزل کی نئی قیمتیں 9 اکتوبر کے لیے ہوں گی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 27

رپورٹس کے مطابق برطانیہ اور اسرائیل کے درمیان سفارتی کشیدگی بڑھ گئی جس کے بعد اسرائیل نے برطانوی سفارت کاروں کو واپس جانے کا کہہ کر یروشلم میں برطانوی قونصل خانہ بند کرنے کا حکم دے دیا۔ اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہا کہ یروشلم میں برطانوی سفارت خانہ اپنی سرگرمیاں بند کردی ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اسرائیلی وزیر خارجہ نے بتایا کہ قونصل جنرل سمیت 20 سفارت کار اسرائیل چھوڑ دیں گے، ارکان پر مشتمل ٹاسک فورس انتہائی محدود دائرہ کار کے ساتھ عمارت میں موجود رہ سکے گی۔ اسرائیل کی جانب سے مشرقی یروشلم میں برطانوی قونصل خانہ بند کرنے کے حکم کے پر برطانیہ نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اصرار کیا کہ عمارت بند نہیں ہوگی، بطور برطانوی مشن کام کرتے رہیں گے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 28

کرتا ہوں کہ صوابی سے گزر کے دکھائیں، ہم انتظار کریں گے۔ نجی ٹی وی سے بات چیت کرتے ہوئے فیصل کریم کنڈی نے کہا کہ کے پی میں دہشت گردی ہے اور صوبائی حکومت نے سرکس لگایا ہوا ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 29

کرلیا ہے۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے بتایا کہ دونوں ممالک نے آبنائے ہرمز میں داخل ہونے اور وہاں سے نکلنے والے بحری جہازوں کیلئے مقررہ محفوظ راستوں کے جغرافیائی کوآرڈینیٹس طے کرلیے ہیں۔ ایرانی سرکاری خبر رساں ادارے ارنا کے مطابق ایران اور عمان اس بات پر بھی متفق ہوگئے ہیں کہ ان راستوں کی جغرافیائی نقاط متعلقہ بین الاقوامی بحری ادارے تک کس طریقے سے پہنچائے جائیں گے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 30

علاقے میں فیئر کے معروف ہوٹل کلیر ہیجز میں ایک ساتھ ڈنر کرتے دیکھا گیا۔ میگھن مارکل برطانیہ واپسی کے بعد پہلی مرتبہ لندن میں اکیلے باہر نکلیں اور ملالہ یوسفزئی کے ساتھ ملاقات کی، دونوں خواتین اس سے قبل بھی لڑکیوں کی تعلیم اور خواتین کے حقوق سے متعلق مختلف مواقع پر بات کرچکی ہیں۔ میگھن اور شہزادہ ہیری نے اکتوبر 2020 میں لڑکیوں کے عالمی دن کے موقع پر ملالہ یوسفزئی کے ساتھ آن لائن گفتگو میں شرکت کی تھی، جس میں لڑکیوں کی تعلیم کی اہمیت پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 31

حوالے سے بڑھتے ہوئے خدشات اور خلیج فارس و آبنائے ہرمز میں بحری جہازوں پر حملوں میں اضافہ ہے، دوسری جانب امریکا میں سمندری تیل کی پیداوار بھی سمندری طوفان کے خطرے کے باعث متاثر ہوئی ہے۔ برینٹ کروڈ آئل کی قیمت 2.52 فیصد اضافے کے ساتھ 102.7 ڈالر فی بیرل ہوگئی، امریکی خام تیل کی قیمت 2.24 فیصد اضافے سے 90.26 ڈالر فی بیرل پر پہنچ گئی، اماراتی مربن خام تیل کی 0.47 فیصد اضافے کے ساتھ 106.7 ڈالر فی بیرل پر ٹریڈنگ جاری ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 32

کوئٹہ زون نے مانگی ڈیم پمپنگ اسٹیشن پر مذکورہ حملے کے بعد سے لیکر اب تک اٹھائے گئے اقدامات اور سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی جعلی، من گھڑت اور گمراہ کن خبروں کے خلاف قانونی کارروائی سے متعلق پیش رفت رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے مطابق اب تک ایسے 50 پیجز کو ضروری قانونی کارروائی کر کے بلاک کردیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ڈائریکٹر پی ٹی اے کوئٹہ زون نے کمیشن کے استفسار پر بتایا کہ واقعہ سے متعلق جعلی، من گھڑت اور نفرت انگیز سوشل میڈیا پیجز کی مسلسل نگرانی اور اس طرح کے پیجز کو فوری بلاک کرنے کے سے متعلق مجاز اتھارٹی Web Analysis Division، پی ٹی اے اسلام آباد ہے۔ جس پر تحقیقاتی کمیشن نے ڈائریکٹر WAD، پی ٹی اے اسلام آباد کو ہدایت جاری کی کہ وہ آئندہ سماعت پر ویڈیو لنک کے ذریعے کمیشن کے سامنے پیش ہو کر اس معاملے پر اقدامات سے متعلق کمیشن کو تفصیلی بریفنگ دیں۔ تحقیقاتی کمیشن نے مزید کارروائی اگلی سماعت تک ملتوی کردی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 33

سخت تنقید کی گئی۔ مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نیاپنے احتجاج کے دوران سوات پشاور مرکزی شاہراہ بند کردی۔ جب تک احتجاج جاری رہا کارکن سہیل آفریدی کی صوبائی حکومت کو برطرف کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے شدید نعرے بازی کرتے رہے۔ ملاکنڈ کے مرکزی شہر بٹ خیلہ میں مسلم لیگ ن کے زیر اہتمام خیبر پختونخوا میں بدامنی، مبینہ بدانتظامی اور صوبائی حکومت کے لانگ مارچ کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ مظاہرین نے سوات پشاور مرکزی شاہراہ کو بند کردیا۔ اس احتجاجی مظاہرے سے مسلم لیگ (ن) کے ضلعی صدر سجاد احمد خان، علی محمد خان، ارشد علی خان اور دیگر کارکنوں نے خطاب کیا۔ انہوں نے صوبے میں امن و امان کی بہت خراب ہوچکی صورتحال پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے واقعات سے عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں، ادارے بھی مشکلات سے دوچار ہیں، صحت، تعلیم اور بلدیاتی نظام سمیت کئی شعبے مسائل کا شکار ہیں، صوبائی حکومت ان بنیادی مسائل پر توجہ دینے کے بجائے بے مقصد نمائشی سرگرمیوں اور سڑکوں پر ریلیوں میں مصروف ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 34

بعد جمعرات کو انتقال کرگئے۔ انڈین خبر رساں ادارے این آئی کے مطابق ناناپاٹیکر کو گھر میں دل کا دورہ پڑا اور انہیں مقامی وقت کے مطابق صبح 5 بجکر 20 منٹ پر مردہ قرار دیا گیا۔ منی پال ہسپتال کے شعب سرطان کے سربراہ ڈاکٹر شیکھر سالکر نے این آئی کو بتایا: 45 منٹ تک مسلسل سی پی آر کرنے کے باوجود انہیں بچایا نہیں جاسکا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ قانونی و طبی مقدمہ درج کرلیا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ ناناپاٹیکر نے ہندی اور مراٹھی سنیما کی متعدد فلموں میں اداکاری کی، جبکہ تمل اور کنڑ فلموں میں بھی چند کردار ادا کیے ان کے 48 سالہ فلمی کیریئر کا آغاز 1978 میں ریلیز ہونے والی فلم گمن سے ہوا۔ بعد ازاں انہوں نے میرا نائر کی آسکر کے لیے نامزد فلم سلام بمبئی! میں بھی اداکاری کی اور 3 قومی اعزازات جیتے۔ انہیں پرندہ اور انگی ساکشی کے لیے بہترین معاون اداکار جبکہ کرانتی ویر کے لیے بہترین اداکار کا قومی اعزاز دیا گیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 35

مسلح تنظیم افغانستان یونائیٹڈ فرنٹ کے مطابق قندھار کے ضلع ڈنڈ میں طالبان رجیم کے خلاف کارروائی میں افغان طالبان کمانڈر عزت اللہ ہلاک ہوگیا۔ اسی طرح قندھار کے ضلع ارغنداب میں ٹارگٹڈ کارروائی میں طالبان انٹیلی جنس اہلکار ہلاک ہوا۔ افغانستان یونائیٹڈ فرنٹ کے مطابق صوبہ ہلمند کی جیل پر دستی بم حملہ میں طالبان رجیم کا ایک اہلکار ہلاک، اور 2 دیگر افراد زخمی ہو گئے۔ افغانستان میں افغان طالبان رجیم کے تسلط کیخلاف مسلح تحریکوں میں تیزی عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کا ثبوت ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 36

بعد قریبی گھروں میں کچھ پرزے بھی گرے، دھماکے کے نتیجے میں مقامی شہری رومان گل ماما کا گھر مکمل طور پر تباہ ہوگیا

بقیہ بلوچستان نیوز 37

خلاف تحقیقات شروع کر دی گئیں۔ اسرائیلی میڈیا رپورٹس کے مطابق تحقیقات غیر ملکی پروازوں کی سیکیورٹی نگرانی سے متعلق ہیں، اسرائیلی اعلیٰ افسران دویر روبن شطائن اور اوری کوہن سے ہونے والی ابتدائی تحقیقات میں اہم انکشافات سامنے آئے ہیں۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED بلوچستان کے عوام کا بے باک ترجمان
Daily BALOCHISTAN NEWS QUETTA
روزنامہ بلوچستان نیوز کوئٹہ
چیف ایڈیٹر محمد انور ناصر

سرکاری وسائل عوام کی امانت ہیں، درست استعمال کو یقینی بنایا جائیگا — سلیم کھوسہ

صحبت پور کے عوام کو بہتر مواصلاتی نظام، پختہ سڑکوں، صحت تعلیم، صاف پانی نکاسی آب اور دیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جا رہے ہیں، منصوبوں کی رفتار اور معیار پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے

عوام کے اعتماد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے، ترقیاتی عمل میں شفافیت معیار اور میرٹ کو یقینی بنانا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے، تعمیر و ترقی کے لیے عملی اقدامات کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے گا

صوبائی وزیر سلیم کھوسہ عوامی مسائل سن رہے ہیں

ڈپٹی کمشنر سوراب صاحبزادہ نجیب اللہ کی زیر صدارت اجلاس

سوراب (خ ن) حکومت بلوچستان کی ہدایت پر ڈپٹی کمشنر سوراب صاحبزادہ نجیب اللہ کی زیر صدارت (DCC) کا اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں ایف سی بلوچستان 61 ونگ کمانڈر کرنل سید فخر رفیق طلی، ایس پی سوراب خورشید احمد بلوچ، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (ریونیو) سلمان علی بلیدی، اسسٹنٹ کمشنر گدر عبدالجبار بلوچ سمیت تمام ضلعی محکموں کے افسران نے شرکت کی

کارکنوں کے تحفظات اور خدشات کو دور کیا جائیگا — جمال شاہ کاکڑ

تنظیمی ڈھانچے کی مضبوطی اور فعالیت کیلئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور پہلے مرحلے میں صوبائی سیکرٹریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے

تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کو کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ بلوچستان کے امن کے خواب کو شرمندہ تعبیر بنایا جا سکے، رکن قومی اسمبلی

کوئٹہ (اسٹاف رپورٹر) پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے جنرل سیکرٹری رکن قومی اسمبلی جمال شاہ کاکڑ نے کہا ہے کہ جماعت کو فعال اور مضبوط بنانے کے لئے تنظیمی ڈھانچے کی مضبوطی اور فعالیت کیلئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور پہلے مرحلے میں صوبائی سیکرٹریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں پر کارکنوں کی با آسانی رسائی اور ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر سنجیدگی سے حل کر کے ان کے تحفظات اور خدشات کو دور کیا جائے گا۔ یہ بات انہوں نے پارٹی وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) جب بھی میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں اقتدار میں آئی ہے اس نے بغیر کسی تعصب کے ملک اور قوم کی خدمت کو یقینی بناتے ہوئے ملک بھر میں ترقیاتی منصوبوں کا جال بچھایا ہے جس سے پاکستان کے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ جماعت نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ پارٹی قائد کے وژن پر عمل پیرا ہو کر ملک اور قوم کی تعمیر و ترقی اور خصوصاً بلوچستان کے سلگتے ہوئے حالات کو بہتر بنا کر لوگوں کو ان کا حق دیکر انہیں تعلیم، صحت اور روزگار کی فراہمی، پینے کا صاف پانی اور زندگی کی دیگر بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اسی وژن پر جماعت صوبے میں اتحادی حکومت کے ساتھ مل کر اپنی بساط کے مطابق اقدامات اٹھا رہی ہے ہماری کوشش ہے کہ بلوچستان کو ماضی کی طرح امن کا گہوارہ بنا کر لوگوں کے اعتماد کو بحال کر کے ان کی حالت زار کو بدل کر نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی اور مسائل پر دسترس فراہم کر کے ان کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے کیونکہ بلوچستان کے لوگوں نے ہمیشہ قربانیاں دیکر صوبے کی بہتری کیلئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ تمام مسائل کا حل گفت و شنید کے ذریعے ممکن بنا کر امن کے قیام کو ناگزیر بنایا جائے جو وقت اور حالات کی ضرورت ہے

وزیراعلی میر سرفراز بگٹی سے صوبائی وزیر میر عاصم کرد گیلو اور صوبائی مشیر سردار غلام رسول عمرانی ملاقات کر رہے ہیں

ترقیاتی عمل کو مزید تیز کیا جائے گا — محمد خان لہڑی

نوجوان کسی بھی معاشرے کا قیمتی اثاثہ، روزگار کے بہتر مواقع فراہم کر کے بے روزگاری کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے، حکومت نوجوانوں کی فلاح، بہبود اور میرٹ کی بنیاد پر روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے

بلوچستان کی معیشت اور صوبائی آمدن میں محکمہ ایکسائز ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، کارکردگی بہتر بنانے کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری کی حنیف بلوچ سے گفتگو

کچھی کینال فیروں سے لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی سیراب ہوگی — مدثر ظفر کھوسہ

منصوبے سے گندم، گنے، کپاس، سبزیوں اور دیگر فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے امکانات روشن ہوں گے

کچھی کینال زرعی انقلاب کی بنیاد بننے کے ساتھ ساتھ غذائی تحفظ اور دیہی معیشت کے استحکام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے

نصیر آباد (نامہ نگار) صوبائی وزیر اریگیشن میر محمد صادق عمرانی صوبائی سیکرٹری آبپاشی سہیل الرحمن بلوچ اور چیف انجینئر کینالز قربان علی جتوئی کے احکامات کی روشنی میں سپرنٹنڈنگ انجینئر اریگیشن سرکل نصیر آباد مدثر ظفر کھوسہ نے ایگزیکٹو انجینئر کچھی کینال الٰہی بخش گاجانی کے ہمراہ کچھی کینال فیروں کا تفصیلی دورہ کیا، واپڈا حکام کے مطابق کچھی کینال فیروں کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے اور آر ڈی 183 سے آر ڈی 1319 تک کینال کا حصہ محکمہ اریگیشن بلوچستان کے حوالے کیا جانا ہے، معائنے کے دوران کینال کی مختلف مقامات پر نقائص کی نشاندہی کی گئی جس پر متعلقہ حکام کو مرمتی کام فوری اور معیاری بنیادوں پر مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی، واپڈا کے سپرنٹنڈنگ انجینئر [illegible] وحید حسین شیخ نے منصوبے کے تعمیراتی مراحل اور پیش رفت کے حوالے سے بریفنگ دی، اس موقع پر مدثر ظفر کھوسہ نے کہا کہ کچھی کینال فیروں بلوچستان کے پسماندہ اور زرعی علاقوں کے لیے انتہائی اہم منصوبہ ہے، کینال میں پانی کی باقاعدہ فراہمی سے لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی کو سیراب کرنے میں مدد ملے گی، بنجر اور غیر آباد زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے مواقع پیدا ہوں گے مدثر ظفر کھوسہ نے کہا کہ محکمہ اریگیشن کسانوں کے وسیع تر مفاد میں نہری نظام کی بہتری اور پانی کی منصفانہ فراہمی کے لیے عملی اقدامات کر رہا ہے، کچھی کینال فیروں میں پانی کی فراہمی سے کاشتکاروں کو زرعی مقاصد میں درپیش مشکلات کا ازالہ ہوگا اور علاقے میں ترقی و خوشحالی کے نئے راستے کھلیں گے کیونکہ کسانوں کو نہری پانی کی دستیابی سے ٹیوب ویلوں اور دیگر مہنگے ذرائع آبپاشی پر انحصار کم کرنے میں مدد ملے گی، منصوبے سے گندم، گنے، کپاس، سبزیوں اور دیگر فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے امکانات روشن ہوں گے جس سے نہ صرف کاشتکاروں کی آمدن میں اضافہ ہوگا بلکہ علاقے میں روزگار کے نئے مواقع بھی پیدا ہوں گے، زرعی سرگرمیوں کے فروغ سے مقامی منڈیوں، کاروبار، لائیو اسٹاک اور دیگر معاشی سرگرمیوں کو بھی تقویت ملے گی، کچھی کینال بلوچستان میں زرعی انقلاب کی بنیاد بننے کے ساتھ ساتھ غذائی تحفظ اور دیہی معیشت کے استحکام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہے،

صوبائی وزیر میر سلیم کھوسہ سے مختلف وفود ملاقات کر رہے ہیں

عوامی مسائل کے حل میں کوتاہی برداشت نہیں، سائرہ عطاء

غفلت برتنے والے افسران کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی

... عطاء بلوچ نے فیتہ کاٹ کر کیا۔ اس موقع پر کمشنر آفس میں پودا لگا کر شجرکاری مہم کا بھی آغاز کیا گیا، جبکہ چیئرمین ضلع کونسل و چیف ٹرائبل سردار غلام فاروق شیخ نے کمشنر لسبیلہ سائرہ عطاء بلوچ کو کرسی پر بٹھایا، جس کے بعد انہوں نے باقاعدہ اپنے عہدے کا چارج سنبھال لیا۔ افتتاحی تقریب میں ڈپٹی کمشنر لسبیلہ حمیرا بلوچ، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لسبیلہ ... اوتھل حبیب اللہ کھوسہ، چیئرمین ضلع کونسل و چیف ٹرائبل سردار غلام فاروق شیخ، چیئرمین میونسپل کمیٹی اوتھل سید سومار شاہ کاظمی، سابق وائس چیئرمین ضلع کونسل و جام گروپ کے سینئر رہنما قادر بخش جاموٹ، وائس چیئرمین میونسپل کمیٹی اوتھل وسیم احمد خاصخیلی، اسسٹنٹ میونسپل کمیٹی اوتھل عبداللہ رونجھو سمیت دیگر افسران اور معززین موجود تھے۔

گردوں کے مریضوں کے لیے ڈائیلاسز کی سہولت بلا تعطل جاری ہے، حفیظ بلوچ

... صوبائی حکومت بلوچستان کی گوادر صحت عامہ کی پالیسی اور مریضوں کو ان کی دہلیز پر معیاری و بروقت طبی سہولیات کی فراہمی کے اقدامات کے تحت اسپتال میں ڈائیلاسز سمیت دیگر ضروری طبی خدمات تسلسل کے ساتھ فراہم کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گردوں کے مریضوں کے لیے ڈائیلاسز کی سہولت بلا تعطل جاری ہے اور مریضوں کو مقررہ شیڈول کے مطابق طبی نگرانی میں علاج فراہم کیا جا رہا ہے

اوتھل، کمشنر لسبیلہ ڈویژن سائرہ عطاء اپنے دفتر کا افتتاح کر رہی ہیں

بینظیر کسان کارڈ کی تقسیم اور بائیومیٹرک تصدیق کا عمل جاری

گوادر (خ ن) ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت توسیع گوادر مقبول احمد بلوچ نے کہا ہے کہ ضلع گوادر میں محکمہ زراعت کے زیر اہتمام رجسٹرڈ کاشتکاروں میں بینظیر کسان کارڈ کی تقسیم اور بائیومیٹرک تصدیق کا عمل جاری ہے ان کا کہنا تھا کہ محکمہ زراعت میں پہلے سے رجسٹرڈ کاشتکاروں کو کسان کارڈ کے حصول کے لیے فون کال کے ذریعے اطلاع دی جا رہی ہے، جبکہ بائیومیٹرک تصدیق کے لیے پیغام موصول ہونے والے کاشتکار ضلع گوادر میں مقررہ KonnectHBL کی مجاز فرنچائزز سے اپنی بائیومیٹرک تصدیق مکمل کروائیں

کوئٹہ پریس کلب اور بی یو جے کے زیر اہتمام تعزیتی ریفرنس

مرحوم صحافیوں کو صحافتی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، عرفان سعید، منظور رند

کوئٹہ (آن لائن) کوئٹہ پریس کلب کے صدر عرفان سعید اور بلوچستان یونین آف جرنلسٹ کے صدر منظور احمد رند، سینئر صحافیوں اور حال ہی میں وفات پانے والے صحافیوں کے بھائیوں اور بیٹے نے کہا کہ انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ صحافتی امور کی انجام دہی میں نشیب و فراز کا سامنا کرتے ہوئے حق اور سچ کو عوام کے سامنے پیش کیا ان کی صحافتی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے اپنے قلم کے ذریعے انسانیت کی خدمت کی ہے ان کی موت سے پیدا ہونے والا خلاء پر نہیں ہو سکتا۔ ان خیالات کا اظہار جنرل سیکرٹری پریس کلب ایوب ترین، جنرل سیکرٹری بی یو جے شاہ حسین ترین، سینئر صحافیوں پی ایف یو جے کے سابق صدر سینئر اینکر شہزادہ ذوالفقار، رضا الرحمٰن، خلیل احمد، عبدالخالق رند، محمد کاظم مینگل، مرحوم صحافی سید خلیل الرحمٰن کے بھائی سید بہادر شاہ، مرحوم عابد بخاری کے بھائی سید زاہد بخاری، مرحوم موسیٰ فرمان کے بھائی شمعون فرمان، زبیر ابا بکی کے بھائی سہیل ابا بکی اور مرحوم عبدالستار کاکڑ کے فرزند شار کاکڑ نے مرحوم صحافیوں کی صحافتی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ہمیشہ اپنے فرائض کی بجا آوری کے ذریعے عوام تک حق اور سچ پر مبنی خبریں پہنچائی ہے اور اپنے اصولوں پر کاربند رہے کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کیا ان کی موت سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پر نہیں ہوگا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے قلم کے ذریعے انسانیت کی خدمت کی ہے۔ مقررین نے کہا کہ بلوچستان میں صحافت کے شعبے سے وابستہ افراد کوئٹہ پریس کلب اور بلوچستان یونین آف جرنلسٹس اپنے ساتھیوں کی صحافت کے لئے خدمات کو فراموش نہیں کرے گی اور انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ان کی صحافتی خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں خاص کر نوجوان صحافی ان کے تجربے

گورنر جعفر خان مندوخیل سے سینیٹر دوستین ڈومکی، یونس بلوچ اور چوہدری شبیر ملاقات کر رہے ہیں

ملک دشمن عناصر کو ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملے گا — علی حسن زہری

مستونگ میں کامیاب کارروائی کے دوران متعدد دہشت گردوں کی ہلاکت، سیکیورٹی اہلکاروں کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں اور عزم کا مظہر ہے

عوامی تعاون اور سیکیورٹی اداروں کی موثر کارروائیوں کے ذریعے پائیدار امن کے قیام کی کوششوں کو مزید آگے بڑھایا جا سکتا ہے

کوئٹہ/ اسلام آباد (پ ر) پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان کے سینئر نائب صدر اور صدر پاکستان آصف علی زرداری کے ترجمان برائے بلوچستان میر علی حسن زہری نے بلوچستان سمیت ملک بھر میں دہشت گردی کی حالیہ کارروائیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گرد عناصر امن، ترقی اور عوام کے محفوظ مستقبل کے دشمن ہیں، ان کے مذموم عزائم کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیے جائیں گے۔ اپنے ایک بیان میں میر علی حسن زہری نے گزشتہ روز ضلع مستونگ میں سیکیورٹی فورسز کی کامیاب کارروائی کو سراہتے ہوئے کہا کہ کارروائی کے دوران متعدد دہشت گردوں کی ہلاکت اور بڑی مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود کی برآمدگی سیکیورٹی فورسز کی بروقت کارروائی، پیشہ ورانہ صلاحیت اور موثر انٹیلی جنس کا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں امن دشمن عناصر کے خلاف سیکیورٹی فورسز جس عزم اور حوصلے کے ساتھ کارروائیاں کر رہی ہیں، وہ قابل تحسین ہے۔ قوم اپنے ان بہادر جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہے جو اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر عوام کے جان و مال کے تحفظ اور ملک کے امن کے لیے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ میر علی حسن زہری نے کہا کہ حالیہ واقعات ایک بار پھر اس امر کی ضرورت اجاگر کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف قومی سطح پر اتحاد اور یکجہتی کو مزید مضبوط کیا جائے۔ دہشت گردی کسی ایک علاقے یا طبقے کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کے امن، معیشت اور مستقبل کے لیے خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے عوام امن چاہتے ہیں اور کسی بھی ایسے عنصر کو قبول نہیں کریں گے جو صوبے میں خوف و ہراس پیدا کر کے ترقی اور خوشحالی کا راستہ روکنے کی کوشش کرے۔ صوبے میں امن و امان کا قیام، عوام کے جان و مال کا تحفظ اور ترقیاتی عمل کا تسلسل حکومت اور ریاستی اداروں کی مشترکہ ترجیحات ہونی چاہئیں۔ میر علی حسن زہری نے سیکیورٹی فورسز، پولیس، لیویز اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ان کی خدمات اور قربانیوں پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں شہید ہونے والے اہلکاروں اور شہریوں کی قربانیاں کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔

زیارت، ڈی سی عبدالقدوس اچکزئی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ڈائیلاسز مشین کا افتتاح کر رہے ہیں

نصیر آباد پولیس ملازمین کے محکمانہ کیسز کا فیصلہ، 8 کی برطرفی اور 2 کے انکریمنٹس ضبط

پولیس فورس کے مسائل کا حل محکمانہ قیادت کی ذمہ داری، فرائض میں غفلت اور نظم و ضبط کی خلاف ورزی پر رعایت نہیں دی جائے گی

ملازمین کے مسائل کے حل میں غیر ضروری تاخیر سے گریز، مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر نمٹایا جائے، ڈی آئی جی کی متعلقہ افسران کو ہدایت

نصیر آباد (نامہ نگار) ڈی آئی جی نصیر آباد کامران نواز پنچوتھا نے پولیس ملازمین کے مسائل کے فوری ازالے اور ان کی براہ راست شنوائی کے لیے اردلی روم کا انعقاد کیا جس میں نصیر آباد رینج کے مختلف اضلاع سے پولیس افسران و ملازمین نے شرکت کی اس موقع پر مختلف محکمانہ معاملات اور شوکاز نوٹسز زیر غور آئے۔ شوکاز کا سامنا کرنے والے ملازمین کے کیسز کو میرٹ، شواہد اور محکمانہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں نمٹاتے ہوئے 08 ملازمین کی سروس ضبط جبکہ 02 ملازمین کے انکریمنٹس ضبط کرنے کے احکامات جاری کیے گئے جبکہ دیگر کیسز میں بھی قانون و ضابطے کے مطابق فیصلے کیے گئے ڈی آئی جی نصیر آباد کامران نواز پنچوتھا نے واضح کیا کہ پولیس فورس کے جائز مسائل کا حل محکمانہ قیادت کی ذمہ داری ہے، تاہم فرائض میں غفلت اور نظم و ضبط کی خلاف ورزی پر کسی قسم کی رعایت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ محکمہ پولیس میں میرٹ، ڈسپلن اور احتساب کے ساتھ ساتھ ملازمین کی فلاح و بہبود کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے اردلی روم کے دوران 05 ملازمین کے دیگر مسائل بھی موقع پر حل کیے گئے، جس سے ملازمین میں اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ ڈی آئی جی نصیر آباد نے متعلقہ افسران کو ہدایت کی کہ ملازمین کے جائز مسائل کے حل میں غیر ضروری تاخیر سے گریز کیا جائے اور ان کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر نمٹایا جائے۔

لورالائی، اے سی احمد زیب کاکڑ غیر قانونی پائپ لائنوں کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں

پانی چوری کے خلاف کارروائی، متعدد غیر قانونی کنکشن منقطع

تربت (خ ن) ڈپٹی کمشنر کیچ یاسر اقبال دشتی کی ہدایت پر ضلعی انتظامیہ کیچ اور محکمہ اریگیشن نے میرانی ڈیم کمانڈ ایریا میں پانی کی غیر قانونی ترسیل اور پانی چوری کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے متعدد غیر قانونی کنکشن منقطع کر دیے۔ کارروائی نائب تحصیلدار دشت باہوٹ دشتی اور محکمہ اریگیشن میرانی ڈیم کے شیر جان بلوچ کی نگرانی میں عمل میں لائی گئی جس کے دوران میرانی ڈیم کمانڈ ایریا میں قائم غیر قانونی پانی کے کنکشنز اور پائپ لائنز کے خلاف کارروائی کی گئی غیر قانونی طور پر نصب پائپوں کو ہٹا کر تلف کر دیا گیا جبکہ پانی کی غیر قانونی ترسیل کے ذرائع بھی ختم کر دیے گئے۔ اس موقع پر متعلقہ حکام نے پانی چوری میں ملوث افراد کو سختی سے ہدایت کی کہ وہ غیر قانونی کنکشنز اور پانی کے غیر مجاز استعمال سے فوری طور پر گریز کریں بصورت دیگر قانون کے مطابق مزید سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ڈپٹی کمشنر کیچ یاسر اقبال دشتی نے اس موقع پر واضح کیا کہ میرانی ڈیم اور اس کے کمانڈ ایریا میں پانی کے منصفانہ اور قانونی استعمال کو یقینی بنانا ضلعی انتظامیہ کی اولین ترجیحات میں شامل ہے انہوں نے متعلقہ محکموں کو ہدایت کی کہ پانی چوری اور غیر قانونی کنکشنز کے خلاف کارروائی کا سلسلہ بلا امتیاز جاری رکھا جائے

کوئٹہ میں پیشہ ور گداگروں کے خلاف کارروائی، 13 گرفتار

جناح روڈ، قندھاری بازار، لیاقت بازار، پرنس روڈ، پٹیل روڈ، ڈبل روڈ اور سریاب روڈ میں کارروائیاں

کارروائیوں کا مقصد منظم گداگری کی حوصلہ شکنی کے ساتھ ایسے افراد کی نشاندہی کرنا ہے جو حقیقی معنوں میں مدد اور بحالی کے مستحق ہیں

کوئٹہ (خ ن) ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر بلوچستان میر سیف اللہ خان کھیتران کی خصوصی ہدایت پر محکمہ سوشل ویلفیئر کے ویلفیئر ہوم فار بیگرز نے کوئٹہ شہر کے مختلف علاقوں میں پیشہ ور گداگروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 10 خواتین سمیت 13 افراد کو گرفتار کر لیا۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے مطابق ڈائریکٹر جنرل میر سیف اللہ خان کھیتران نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی ہے کہ کوئٹہ شہر میں پیشہ ورانہ گداگری کے خاتمے، عوامی مقامات پر بھیک مانگنے والے افراد کی نشاندہی اور انہیں قانونی و فلاحی طریقہ کار کے تحت ضروری سہولیات کی فراہمی کے لیے کارروائیاں مزید موثر بنائی جائیں۔ ڈی جی سوشل ویلفیئر کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں ویلفیئر ہوم فار بیگرز کی ٹیم نے جمعرات کو کوئٹہ کے مختلف علاقوں جناح روڈ، قندھاری بازار، لیاقت بازار، پرنس روڈ، پٹیل روڈ، ڈبل روڈ اور سریاب روڈ (بس/کوچ گلی نمبر 1 اور 2) میں کارروائیاں کیں۔ کارروائی کے دوران مجموعی طور پر 13 پیشہ ور گداگر، جن میں 10 خواتین اور 3 مرد شامل ہیں، کو حراست میں لیا گیا، جنہیں ضروری قانونی کارروائی کے لیے متعلقہ تھانے منتقل کر دیا گیا۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے حکام کا کہنا ہے کہ پیشہ ور گداگری کے خلاف کارروائیوں کا مقصد شہر میں منظم گداگری کی حوصلہ شکنی کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کی نشاندہی کرنا ہے جو حقیقی معنوں میں مدد اور بحالی کے مستحق ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر بلوچستان میر سیف اللہ خان کھیتران نے متعلقہ افسران کو ہدایت کی ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری رکھا جائے اور اس ضمن میں قانون کے مطابق تمام ضروری اقدامات اٹھائے جائیں، تاکہ کوئٹہ شہر کے اہم شاہراہوں، بازاروں اور عوامی مقامات کو پیشہ ور گداگری سے پاک کرنے میں مدد مل سکے۔

نصیر آباد، ایس ای اریگیشن مدثر ظفر کھوسہ کچھی کینال فیروں کی ڈسٹری کا جائزہ لے رہے ہیں

منصوبوں میں معیار اور شفافیت کو یقینی بنایا جائے، عرفان اللہ

تمام محکموں کی کارکردگی اور پیش رفت کا مرحلہ وار جائزہ لیا جا رہا ہے

سبی (نامہ نگار) کمشنر سبی ڈویژن عرفان اللہ خان کی زیر صدارت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (PHE) کی کارکردگی اور پیش رفت کے حوالے سے جائزہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں محکمہ پی ایچ ای کے ایس ای اور ایگزیکٹو انجینئر نے شرکت کی اور کمشنر سبی ڈویژن کو محکمانہ امور اور جاری منصوبوں کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔ اجلاس کے دوران محکمہ پی ایچ ای کی مجموعی کارکردگی، جاری ترقیاتی منصوبوں، پانی کی فراہمی سے متعلق اسکیموں اور مختلف محکمانہ امور میں ہونے والی پیش رفت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ محکمہ پی ایچ ای کے افسران نے کمشنر سبی ڈویژن کو جاری منصوبوں کی پیش رفت، تکمیل کی صورتحال اور عوام کو صاف پانی کی فراہمی کے حوالے سے کیے جانے والے اقدامات سے آگاہ کیا۔ کمشنر عرفان اللہ خان نے جاری منصوبوں کی بروقت تکمیل، تعمیراتی کام کے معیار کو یقینی بنانے اور عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لیے موثر اقدامات کرنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے کہا کہ عوامی نوعیت کے منصوبوں میں معیار اور شفافیت کو ہر صورت یقینی بنایا جائے اور جاری اسکیموں کو مقررہ مدت میں مکمل کیا جائے۔ واضح رہے کہ کمشنر سبی ڈویژن عرفان اللہ خان کی جانب سے ڈویژن کے تمام محکموں کی کارکردگی اور پیش رفت کا مرحلہ وار جائزہ لیا جا رہا ہے۔

کوئٹہ، بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ کے وائس چیئرمین بلال کاکڑ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

بلوچستان میڈیا فورم شعبہ خواتین کا اعلان کر دیا گیا

صدف غوری صدر، فائزہ صدیقی جنرل سیکرٹری، نرگس نہاں سیکرٹری اطلاعات ہونگی

کوئٹہ (یو این اے) بلوچستان میڈیا فورم کے جاری کردہ مرکزی اعلامیہ کے مطابق فورم میں خواتین کے امور سے متعلق عہدیداران کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق معروف کالم نویس، مصنف، شاعرہ "محترمہ صدف غوری صدر، معروف شاعرہ، مصنفہ، محترمہ فائزہ صدیقی جنرل سیکرٹری اور معروف شاعرہ، مصنفہ، کالم نویس محترمہ نرگس نہاں سیکرٹری اطلاعات ہونگی۔ دریں اثنا بلوچستان میڈیا فورم خواتین کی صدر صدف غوری، جنرل سیکرٹری فائزہ صدیقی، سیکرٹری اطلاعات نرگس نہاں نے فورم کے مرکزی صدر قیوم بلوچ، جنرل سیکرٹری اللہ داد رند، نائب صدر شیخ فرید سمیت دیگر تمام عہدیداران، اراکین مرکزی کمیٹی اور ممبران کا اعتماد کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان میڈیا فورم نے شعبہ خواتین کی ذمہ داریاں سونپ کر خواتین میڈیا پرسنز پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے، وہ ان کیلئے باعث اعزاز ہے اور وہ اس اعتماد پر پورا اترنے کیلئے بھرپور محنت اور جدوجہد کریں گی۔

کاشف حیدری کی ایس ایچ او ہزارہ ٹاؤن سے ملاقات

تاجر برادری کو درپیش مسائل، امن و امان اور کاروباری ماحول کی بہتری پر تفصیلی گفتگو

کوئٹہ (این این آئی) مرکزی تنظیم تاجران بلوچستان کے ترجمان کاشف حیدری کی قیادت میں ہزارہ ٹاؤن کے تاجروں کے ایک وفد نے ایس ایچ او ہزارہ ٹاؤن محمود خروٹی سے ملاقات کی، جس میں علاقے کی تاجر برادری کو درپیش مختلف مسائل، کاروباری مشکلات، امن و امان کی صورتحال اور تاجروں کے جان و مال کے تحفظ سے متعلق امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران تاجر رہنماؤں نے ایس ایچ او محمود خروٹی کو ہزارہ ٹاؤن کے تاجروں کو درپیش مسائل اور مشکلات سے آگاہ کیا اور کہا کہ کاروباری سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ تاجروں کو ایک محفوظ، پرامن اور سازگار ماحول فراہم کیا جائے۔ انہوں نے مارکیٹوں اور تجارتی مراکز میں سکیورٹی کے انتظامات کو مزید موثر بنانے، تاجروں کے مسائل پر فوری توجہ دینے اور پولیس و تاجر برادری کے درمیان رابطے کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔

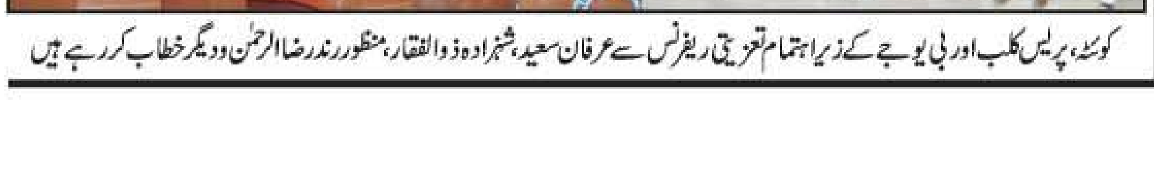

کوئٹہ، پریس کلب اور بی یو جے کے زیر اہتمام تعزیتی ریفرنس سے عرفان سعید، شہزادہ ذوالفقار، منظور رند رضا الرحمٰن و دیگر خطاب کر رہے ہیں

لورالائی، ڈی سی کیپٹن (ر) محمد حسیب شجاع اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

EDITORIAL PAGE 4 اداراتی صفحہ

ایڈیٹرو پبلشر محمد انور ناصر نے روزنامہ بلوچستان نیوز کوئٹہ سعید پرنٹنگ پریس مندوخیل پلازہ مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر فلیٹ نمبر 5 سینٹر پلازہ اینگل روڈ کوئٹہ سے شائع کیا

Daily BALOCHISTAN NEWS QUETTA بلوچستان

ڈیجیٹل گورننس، عوامی خدمت اور معاشی ترقی کا نیا عہد

وزیراعظم شہباز شریف کی زیر صدارت جمعرات کے روز وفاقی وزارتوں میں ڈیجیٹل نیشن پاکستان پروگرام کے نفاذ پر پیش رفت کا جائزہ اجلاس منعقد ہوا ہے جس میں وفاقی وزراء اعظم نذیر تارڑ، محمد اورنگزیب، احد چیمہ، جام کمال خان، عطاء اللہ تارڑ، شزہ فاطمہ اور مصطفیٰ کمال سمیت دیگر متعلقہ سرکاری حکام نے شرکت کی۔ اجلاس میں مختلف وفاقی وزارتوں کی جانب سے عوامی خدمات، ادارہ جاتی کارکردگی اور متعلقہ اعداد و شمار کو مرکزی ڈیٹا سینٹر میں فراہم کرنے کے حوالے سے پیش رفت سے آگاہ کیا گیا۔ وزارت صحت کی طرف سے طبی اعداد و شمار کی ڈیجیٹل فراہمی اور ادویات کی معیاری تصدیق کے لئے ٹیکنالوجی کے استعمال پر بھی خصوصی بریفنگ دی گئی۔ وزیراعظم نے تمام وزارتوں کو قومی ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر متعلقہ ڈیٹا کی بروقت فراہمی یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اجلاس انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ڈیجیٹل نیشن پاکستان پروگرام کوئی روایتی پروگرام نہیں بلکہ یہ پاکستان میں ایک نئی، موثر، جدید اور عوام دوست طرز حکمرانی کی شروعات میں بدل سکتا ہے تاہم شرط یہ ہے کہ ڈیجیٹل نیشن پروگرام پر عملدرآمد میں کوئی تاخیر نہ ہو اور اقدامات و پالیسیوں میں تسلسل برقرار رکھا جائے کیونکہ دنیا آج بہت تیزی سے ایک ایسے دور میں داخل ہو چکی ہے جہاں ہر چیز ڈیجیٹل ہو رہی ہے اسی تناظر میں ڈیجیٹل نیشن پاکستان پروگرام کو دیکھا جائے تو اس کا بنیادی تصور نظام کو معلومات، ٹیکنالوجی اور شہری ضرورت کے درمیان ایک مضبوط ربط فراہم کرنا ہے۔ روایتی سرکاری نظام میں مختلف ادارے اکثر اپنے اپنے دائرہ کار میں معلومات جمع کرتے ہیں۔ ایک محکمے کے پاس موجود ڈیٹا دوسرے محکمے کے لئے بروقت دستیاب نہیں ہوتا یا معلومات مختلف فارمیٹس میں محفوظ ہونے کی وجہ سے انہیں یکجا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس صورتحال میں کسی بھی قومی مسئلے پر فیصلہ سازی میں وقت لگتا ہے اور بعض اوقات حکومتی پالیسی زمینی حقائق سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں ہو پاتی۔ مرکزی ڈیٹا نظام کا تصور اس بنیادی مسئلے کو کم کرنے کی کوشش ہے۔ وزیراعظم نے اسی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے قومی سطح پر مختلف شعبوں اور سرکاری اداروں کے کارآمد ڈیٹا کو ایک جگہ دستیاب رکھنے کو معاشی ترقی کے لئے مفید قرار دیا ہے۔ یہ تصور انتظامی اعتبار سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جب حکومت کے پاس معیشت، آبادی، صحت، زراعت، روزگار، سماجی بہبود اور دیگر شعبوں کے متعلق بروقت اور قابل اعتماد معلومات موجود ہوں تو پالیسی سازی محض اندازوں کے بجائے اعداد و شمار کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔ اس سے حکومتی ترجیحات طے کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ فیول سبسڈی سکیم کا حوالہ بھی اسی سلسلے میں قابل توجہ ہے۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ مستحق طبقات کے لئے اس سکیم پر عملدرآمد میں مختلف اداروں کے درمیان ڈیٹا شیئرنگ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس مثال سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ ڈیجیٹل نظام کا اصل فائدہ صرف فائلوں کو کمپیوٹر میں منتقل کرنا نہیں بلکہ مختلف اداروں کی معلومات کو اس انداز میں مربوط کرنا ہے کہ وسائل مطلوبہ افراد تک زیادہ منظم طریقے سے پہنچ سکیں۔ اگر مستقبل میں دیگر فلاحی پروگراموں میں بھی اسی نوعیت کا مربوط نظام استعمال کیا جائے تو مستحقین کی شناخت اور خدمات کی فراہمی کے عمل کو زیادہ منظم بنایا جاسکتا ہے۔ ڈیجیٹلائزیشن کا ایک اہم پہلو سرکاری فیصلوں میں رفتار پیدا کرنا بھی ہے۔ موجودہ دور میں شہری فوری خدمات کے عادی ہو چکے ہیں۔ بینکنگ، خریداری، مواصلات اور دیگر شعبوں میں ٹیکنالوجی نے لوگوں کی توقعات بدل دی ہیں۔ ایسے ماحول میں اگر سرکاری خدمات اب بھی طویل کاغذی کارروائی، بار بار دفاتر کے چکر اور غیر ضروری انتظار سے وابستہ رہیں تو یہ افسوسناک ہوگا یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ ڈیجیٹل نیشن پروگرام کو صرف شہری سہولت تک محدود نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس کا ایک بڑا دائرہ حکومتی نگرانی اور ادارہ جاتی جواب دہی سے متعلق ہے۔ جب کسی وزارت یا ادارے کی کارکردگی سے متعلق معلومات باقاعدگی سے ڈیجیٹل نظام میں ریکارڈ ہوں گی تو اہداف کے حصول، تاخیر اور کارکردگی کا جائزہ لینا نسبتاً آسان ہوگا۔ وزیراعظم کا وزارتوں کو مقررہ مدت میں ڈیٹا ڈیجیٹائز کرنے کی ہدایت دینا اسی انتظامی سوچ کا حصہ ہے۔ وزیراعظم کی جانب سے ڈیجیٹلائزیشن کو کرپشن اور ادارہ جاتی بدنظمی کے سدباب سے جوڑنا بھی ایک اہم انتظامی نکتہ ہے۔ جہاں معلومات دستیاب، قابل تصدیق اور قابل نگرانی ہوں وہاں غیر ضروری انسانی مداخلت کے امکانات کم کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم اس مقصد کے لئے صرف ٹیکنالوجی متعارف کرانا کافی نہیں ہوگا۔ ڈیجیٹل نظام کی کامیابی کے لئے واضح قواعد، ذمہ داری کا تعین، مسلسل نگرانی اور ڈیٹا کے درست استعمال کا مربوط طریقہ کار بھی ضروری ہوگا۔ یہی عوامل اس منصوبے کے نتائج کا تعین کریں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ڈیجیٹل نیشن پاکستان کو ایک محدود مدت کے منصوبے کے بجائے مسلسل جاری رہنے والے قومی اصلاحاتی عمل کے طور پر آگے بڑھایا جائے۔ وزارتوں کی ڈیجیٹل کارکردگی کے واضح اہداف مقرر ہوں، ان پر باقاعدگی سے پیش رفت دیکھی جائے اور شہریوں کو بھی یہ معلوم ہو کہ انہیں کون سی خدمات کب اور کس طریقے سے دستیاب ہوں گی۔ ٹیکنالوجی کا اصل امتحان یہی ہوگا کہ اس کا فائدہ سرکاری دفاتر کی فائلوں سے نکل کر عام شہری کی زندگی تک پہنچے۔ ہمیں اب ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جس میں فیصلے زیادہ تیزی سے ہوں، معلومات زیادہ درست ہوں، وسائل کے استعمال کی نگرانی بہتر ہو اور شہریوں کو خدمات کے حصول کے لئے کم سے کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ ڈیجیٹل نیشن پاکستان پروگرام اسی سمت میں ایک وسیع فریم ورک فراہم کرتا ہے ہمیں قوی امید ہے کہ تمام وزارتیں اس حوالے سے اپنے حصے کا کام احسن طریقے سے کریں گی اور صوبے بھی اس اہمیت کے حامل منصوبے میں وفاقی حکومت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔

جنگ ختم ہوگی یا ایک نیا موڑ آئے گا؟

تحریر: محمد بخش

جنگ کی طوالت کا اندازہ صرف توپوں کی گھن گرج، میزائلوں کی بارش یا ملبے میں بدلتی عمارتوں سے نہیں ہوتا۔ کبھی اس کی شدت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت کا صدر بھی جنگ کے اختتام کی طرف دیکھتے ہوئے انتخابات کا انتظار کرنے لگے۔ امریکا اور ایران کے درمیان جاری جنگ اب اسی مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا کہنا ہے کہ جنگ نومبر کے مڈٹرم انتخابات کے فوراً بعد ختم ہوسکتی ہے، مگر موجودہ حالات اور عالمی تجزیوں کو سامنے رکھا جائے تو نومبر اختتام کی حتمی تاریخ کے بجائے ایک ایسا سیاسی موڑ دکھائی دیتا ہے جہاں سے جنگ کا رخ بدل بھی سکتا ہے۔ ٹرمپ نے ستمبر میں توقع ظاہر کی تھی کہ ایران کے ساتھ جنگ مڈٹرم انتخابات کے فوراً بعد ختم ہو جائے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ تہران زیادہ دیر مزاحمت نہیں کرسکتا اور جنگ ختم ہونے کے بعد تیل کی قیمتیں بھی نیچے آسکتی ہیں۔ مگر زمینی حقائق اس قدر سادہ نہیں۔ اگر ایران واقعی شکست کے قریب ہے تو جنگ کئی ماہ سے جاری کیوں ہے؟ اور اگر امریکا اپنے بنیادی اہداف حاصل کر چکا ہے تو تہران سے مزید شرائط منوانے کی ضرورت کیوں پیش آرہی ہے؟ یہی سوال اس پورے تنازعے کو پیچیدہ بناتے ہیں۔ 6 اکتوبر کو امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے واضح کیا کہ جنگ کے خاتمے کے لیے ایران کو اپنی جوہری افزودگی کی صلاحیت میں نمایاں کمی لانا ہوگی۔ اس بیان سے ایک بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ مذاکرات کا راستہ مکمل طور پر بند نہیں ہوا، لیکن واشنگٹن کی شرائط معمولی نہیں۔ امریکا محض یقین دہانی نہیں بلکہ عملی اقدامات چاہتا ہے، جبکہ ایران کے لیے جوہری پروگرام محض ایک سفارتی مسئلہ نہیں بلکہ قومی سلامتی اور خودمختاری سے جڑا معاملہ ہے۔ یہیں امریکی پالیسی کا بنیادی تضاد سامنے آتا ہے۔ ایک طرف صدر جنگ جلد ختم کرنے کی بات کررہے ہیں، دوسری طرف ان کی انتظامیہ کے مطالبات جنگ کے وسیع تر تزویراتی مقاصد سے وابستہ ہیں۔ ایران کی جوہری صلاحیت، میزائل پروگرام، علاقائی اثر و رسوخ اور اس کے اتحادی گروہوں کا کردار ایسے معاملات ہیں جو کسی ایک ملاقات یا ایک اعلان سے ختم نہیں ہوسکتے۔ اگر مقصد صرف جنگ بندی ہے تو راستہ نسبتاً آسان ہوسکتا ہے، لیکن اگر واشنگٹن اپنے تمام تزویراتی اہداف کی تکمیل کو فتح سمجھتا ہے تو تنازعے کا اختتام کہیں زیادہ مشکل ہوگا۔ فنانشل ٹائمز کے تجزیے میں بھی اسی پیچیدگی کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جنگ کئی ماہ سے جاری ہے، لیکن امریکا اپنے تمام بنیادی اہداف حاصل نہیں کرسکا۔ معروف امریکی سیاسی مفکر جان میئرشائمر نے اس جنگ کو ایک بڑی تزویراتی غلطی قرار دیا ہے۔ انتخابات کے بعد ٹرمپ کے سامنے بنیادی طور پر دو راستے ہوسکتے ہیں: جنگ ختم کرکے کسی سمجھوتے کی طرف بڑھنا یا انتخابی دباؤ کم ہونے کے بعد ایران کے خلاف فوجی کارروائی مزید بڑھانا۔ یہ پہلو اس لیے اہم ہے کہ امریکی مڈٹرم انتخابات اب جنگ کی حکمت عملی پر براہ راست اثرانداز ہورہے ہیں۔ جنگ کے نتیجے میں تیل اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ امریکی ووٹر کے لیے محض عالمی سیاست کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ اس کی روزمرہ زندگی سے جڑ گیا ہے۔ جس جنگ کا فیصلہ واشنگٹن کے پالیسی مراکز میں ہورہا تھا، اس کے اثرات اب امریکی شہری کے پٹرول پمپ اور گھریلو بجٹ تک پہنچ چکے ہیں۔ 7 اکتوبر کی رائٹرز رپورٹ کے مطابق متعدد سخت مقابلے والے انتخابی حلقوں میں ریپبلکن امیدواروں نے مختلف معاملات پر ٹرمپ سے اختلاف یا فاصلہ اختیار کیا ہے، جن میں ایران جنگ بھی شامل ہے۔ اس صورتحال نے جنگ کو خارجہ پالیسی سے نکال کر انتخابی سیاست کا حصہ بنا دیا ہے۔ جنگ جاری رہتی ہے تو مہنگا ایندھن، بڑھتے ہوئے جنگی اخراجات اور مسلسل فوجی دباؤ ریپبلکن امیدواروں کے لیے مشکلات پیدا کرسکتے ہیں۔ دوسری طرف اگر ٹرمپ اچانک جنگ ختم کردیتے ہیں تو سیاسی مخالفین یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جس جنگ کو فیصلہ کن فتح تک پہنچانے کے دعوے کیے گئے تھے، وہ آخر کس نتیجے پر ختم ہوئی؟ امریکی سیاست میں جنگ صرف میدانِ جنگ کا معاملہ نہیں ہوتی، اسے سیاسی کامیابی کے طور پر بھی پیش کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرمپ کے لیے جنگ کا اختتام بھی ایک سیاسی امتحان ہوگا۔ وہ اگر سمجھوتے کی طرف جاتے ہیں تو انہیں اپنی سیاسی زبان میں اسے کامیابی ثابت کرنا ہوگا، اور اگر جنگ کو طول دیتے ہیں تو اس کے معاشی اثرات کا بوجھ بھی برداشت کرنا ہوگا۔ واشنگٹن پوسٹ نے بھی اس تضاد کی نشاندہی کی ہے کہ جنگ کے آغاز پر ٹرمپ نے چند ہفتوں میں اس کے خاتمے کی توقع ظاہر کی تھی، مگر کئی ماہ گزرنے کے باوجود اختتام کا راستہ واضح نہیں ہوسکا۔ ایرانی نظام برقرار ہے، ہرمز کا بحران ختم نہیں ہوا اور امریکا کے لیے فوجی و معاشی دباؤ کم ہونے کے بجائے بڑھا ہے۔ ایران کو روایتی فوجی قوت میں شدید نقصان پہنچنے کے باوجود اس نے غیر روایتی طریقوں سے امریکا کے لیے مشکلات پیدا کرنے کی صلاحیت برقرار رکھی ہے۔ ڈرونز، ہرمز کے گرد تجارتی جہازوں کو لاحق خطرات اور خطے میں مختلف اتحادی قوتوں کے ذریعے دباؤ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ جدید جنگ میں محض فضائی برتری کسی تنازعے کے فوری اختتام کی ضمانت نہیں۔ ایران شاید امریکا کا روایتی میدان میں مقابلہ نہ کرسکے، لیکن وہ جنگ کو مہنگا، پیچیدہ اور طویل ضرور بنا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مڈٹرم انتخابات کے بعد جنگ ختم ہونے کے بجائے اس کی نوعیت بدلنے کا امکان بھی موجود ہے۔ بعض امریکی تجزیوں میں یہ امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ انتخابات کے بعد ٹرمپ ایران کے خلاف کارروائی مزید بڑھا سکتے ہیں، کیونکہ انتخابی دباؤ کم ہوجائے گا۔ اس لیے مڈٹرم کے بعد جنگ کا خاتمہ ایک یقینی پیش گوئی کے بجائے امریکی سیاست میں ایک اہم فیصلہ کن مرحلہ سمجھا جانا چاہیے۔ اس جنگ کا سب سے خطرناک پہلو اس کا عالمی توانائی منڈی پر اثر ہے۔ ہرمز آبنائے سے گزرنے والی تجارت میں معمولی رکاوٹ بھی تیل اور گیس کی قیمتوں کو متاثر کرسکتی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک، جو اپنی توانائی کی ضروریات کے ایک بڑے حصے کے لیے درآمدات پر انحصار کرتے ہیں، ایسے بحران کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ عالمی منڈی میں تیل مہنگا ہوتا ہے تو اثر صرف پٹرول پمپ تک محدود نہیں رہتا؛ بجلی، ٹرانسپورٹ، خوراک، صنعت اور عام گھر کا بجٹ بھی اس کی زد میں آتا ہے۔ ایران کے لیے بھی جنگ ختم کرنا آسان نہیں۔ تہران کو اپنے جوہری پروگرام، ملکی سلامتی، علاقائی اثر و رسوخ اور مستقبل میں کسی نئے حملے سے تحفظ کی ضمانت درکار ہوگی۔ اگر امریکا ایسی شرائط عائد کرتا ہے جنہیں ایران اپنی قومی سلامتی کے خلاف سمجھتا ہے تو مذاکرات طویل ہوسکتے ہیں۔ اسی لیے جنگ بندی اور پائیدار امن میں فرق کو سمجھنا ضروری ہے۔ فائر بندی چند گھنٹوں میں ہوسکتی ہے، لیکن اعتماد بحال ہونے میں برسوں لگ سکتے ہیں۔ موجودہ حالات میں محتاط نتیجہ یہی ہے کہ تین نومبر کے امریکی انتخابات جنگ کے اختتام کی حتمی تاریخ نہیں بلکہ ایک اہم سیاسی سنگِ میل ہیں۔ انتخابات کے بعد ٹرمپ کے سامنے مذاکرات، محدود جنگ بندی، کسی بڑے سمجھوتے یا فوجی دباؤ میں مزید اضافے جیسے راستے ہوسکتے ہیں۔ فیصلہ صرف وائٹ ہاؤس نہیں کرے گا۔ تہران کا ردعمل، ہرمز کی صورتحال، تیل کی عالمی قیمت، اسرائیل کا کردار، خلیجی ریاستوں کے خدشات اور امریکی عوام کی رائے بھی اس فیصلے پر اثرانداز ہوں گے۔ جنگ شروع کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے، اسے ختم کرنا نہیں۔ ایک حکم، ایک میزائل یا ایک فوجی کارروائی جنگ کا آغاز کرسکتی ہے، لیکن اختتام کے لیے کئی فریقوں کو ایک ہی میز پر لانا پڑتا ہے۔ امریکا اور ایران کی موجودہ جنگ اسی حقیقت کی بڑی مثال بن چکی ہے۔ نومبر کے بعد جنگ ختم بھی ہوسکتی ہے، اس کی نوعیت بدل بھی سکتی ہے اور شدت میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ اصل سوال یہ نہیں کہ جنگ کب ختم ہوگی، بلکہ یہ ہے کہ اختتام کے بعد دنیا کو حقیقی امن ملے گا یا صرف اگلے تصادم تک ایک عارضی خاموشی۔ مشرقِ وسطیٰ کی تاریخ کا تلخ سبق یہی ہے کہ خاموش میدانِ جنگ ہمیشہ پائیدار امن کی علامت نہیں ہوتے۔ کبھی خاموشی صرف اگلی گرج سے پہلے کا وقفہ ہوتی ہے۔

بدلتا سلامتی کا منظرنامہ اور پاکستان کی نئی حکمتِ عملی

لقمان شیخ

عالمی سلامتی کی سیاست تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ روایتی جنگوں کے ساتھ پراکسی تنازعات، دہشت گرد نیٹ ورکس، سائبر خطرات، ڈرون ٹیکنالوجی، منظم جرائم اور داخلی انتشار دنیا کی بڑی ریاستوں کے لیے نئے چیلنجز پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان بھی اسی پیچیدہ سلامتی کے ماحول کا حصہ ہے، جہاں ایک طرف سرحد پار دہشت گردی کا خطرہ موجود ہے تو دوسری طرف داخلی استحکام، مؤثر گورننس اور ریاستی اداروں کے درمیان بہتر رابطہ قومی سلامتی کی بنیادی ضرورت بن چکے ہیں۔ 277 ویں کور کمانڈرز کانفرنس میں سامنے آنے والا مؤقف اسی بدلتے ہوئے سلامتی کے منظرنامے کی عکاسی کرتا ہے۔ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی زیر صدارت ہونے والی کانفرنس میں شہدا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے خلاف جاری انٹیلی جنس بیسڈ کارروائیوں کو مزید مضبوط بنانے پر زور دیا گیا۔ یہ بات اہم ہے کہ دہشت گردی کے خلاف حکمت عملی اب صرف بڑے فوجی آپریشنز تک محدود نہیں رہی بلکہ مخصوص اہداف کے خلاف درست اور بروقت کارروائی، انٹیلی جنس کے مؤثر استعمال اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی استعداد کار میں اضافے کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ اس طرزِ حکمت عملی کا بنیادی مقصد دہشت گرد نیٹ ورکس کو ان کے مراکز تک محدود رکھنا اور ان کی تنظیمی و مالی صلاحیت کو مسلسل کمزور کرنا ہے۔ پاک افغان تعلقات کے تناظر میں کانفرنس کا مؤقف مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ افغانستان سے ہونے والی دہشت گردی کے خلاف ٹارگٹڈ کارروائیوں کو پاکستان کا دفاعی حق قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ اسلام آباد سرحد پار موجود دہشت گردی کے خطرے کو محض سفارتی مسئلہ نہیں سمجھتا بلکہ اسے براہ راست قومی سلامتی کا معاملہ تصور کرتا ہے۔ اسی تناظر میں کرائم ٹیرر گٹھ جوڑ کو توڑنے پر زور ایک اہم پالیسی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں جب اسمگلنگ، بھتہ خوری، منشیات، غیر قانونی مالیاتی سرگرمیوں اور دیگر جرائم پیشہ نیٹ ورکس سے وسائل حاصل کرتی ہیں تو دہشت گردی محض نظریاتی یا عسکری مسئلہ نہیں رہتی بلکہ ایک مکمل جرائم پیشہ معیشت کا حصہ بن جاتی ہے۔ اس لیے دہشت گردی کے خلاف کارروائی کو مؤثر بنانے کے لیے مالیاتی نگرانی، پولیسنگ، سرحدی انتظام، انٹیلی جنس شیئرنگ اور عدالتی نظام کے درمیان مربوط حکمت عملی ناگزیر ہے۔ داخلی استحکام کے حوالے سے کانفرنس میں پرتشدد انتشار اور 9 مئی جیسے حالات کے دوبارہ پیدا ہونے کی کسی بھی کوشش کے خلاف قانون کے مطابق فیصلہ کن کارروائی کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ اس معاملے میں بنیادی اہمیت قانون کی بالادستی اور ریاستی اداروں کے آئینی و قانونی دائرہ کار کی ہے۔ داخلی استحکام اسی وقت پائیدار ہوسکتا ہے جب سیاسی اختلاف، احتجاج اور ریاستی نظم کے درمیان قانونی حدود واضح رہیں اور تشدد و تخریب کاری کے خلاف قانون بلاامتیاز نافذ ہو۔ علاقائی سطح پر پاکستان، سعودی عرب اور ترکیہ کے درمیان مکہ مشترکہ دفاعی معاہدے کا خیرمقدم بھی بدلتے ہوئے ماحول میں قابل ذکر ہے۔ سعودی عرب کے خلاف حوثی حملوں کی مذمت اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے پاکستان کے عزم کا اعادہ پاک سعودی تعلقات کی تاریخی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق مؤقف کا اعادہ پاکستان کی دیرینہ خارجہ پالیسی کا تسلسل ہے۔ پاکستان کے لیے اصل امتحان یہ ہے کہ ریاست اپنی عسکری قوت کو دیرپا داخلی استحکام، مؤثر گورننس اور قومی یکجہتی میں کس حد تک تبدیل کرسکتی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بندوق فوری خطرہ ختم کرسکتی ہے، مگر پائیدار امن کے لیے مضبوط ادارے، مؤثر پولیسنگ، بہتر گورننس، عوام کا اعتماد اور قانون کی بالادستی ناگزیر ہیں۔ 277 ویں کور کمانڈرز کانفرنس کا پیغام اسی جامع تصور سلامتی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پاکستان کو اپنے دفاع کے لیے مضبوط فوج ضرور چاہیے، لیکن مضبوط پاکستان کے لیے مضبوط ریاست بھی درکار ہے۔ ایسی ریاست جو سرحد پر خطرے کا مقابلہ کرے، شہروں میں قانون کی عملداری یقینی بنائے، عوام کو انصاف اور تحفظ فراہم کرے اور بدلتے ہوئے عالمی و علاقائی حالات میں اپنے قومی مفادات کا مؤثر دفاع کرسکے۔ قوم کی غیر متزلزل حمایت کے ساتھ مسلح افواج پاکستان کی خودمختاری، علاقائی سالمیت اور قومی سلامتی کے تحفظ کے لیے تیار ہیں۔ اب اس قومی قوت کو پائیدار امن، داخلی استحکام اور ترقی کی سمت لے جانا ریاست کے تمام اداروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

مخلوط تعلیم کا خاتمہ وقت کی ضرورت

ڈاکٹر مشتاق عادل

کسی بھی مہذب معاشرے میں تعلیم صرف ڈگریوں کے حصول یا چند کتابیں پڑھ لینے کا نام نہیں ہوتی بلکہ یہ کردار سازی، اخلاقیات اور اعلیٰ انسانی اقدار کی پاسبانی کا ایک نظام ہوتی ہے۔ اس تمام تر علمی اور تربیتی عمل میں استاد کا مقام ایک روحانی باپ اور معمارِ قوم کا ہوتا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ جن اقوام نے اپنے اساتذہ کے احترام کو مقدم رکھا وہ دنیا میں ترقی پر فائز ہوئیں۔ اس کے برعکس جن معاشروں میں اساتذہ کی پگڑیاں اچھالنا معمول بن گیا وہ اخلاقی زوال اور تعلیمی تنزل کے اتھاہ گڑھوں میں جا گرے۔ بدقسمتی سے آج پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں یعنی یونیورسٹیوں میں جو افسوس ناک مناظر دیکھنے کو مل رہے ہیں وہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ مخلوط تعلیم کے تلخ نتائج، سوشل میڈیا کا بے لگام استعمال اور یونیورسٹیوں کے اندر پنپتا ہوا بلیک میلر مافیا سب مل کر ایک ایسا بھیانک زہر گھول رہے ہیں جو ہمارے تعلیمی ڈھانچے کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ پچھلے دنوں جنوبی پنجاب کی ایک معروف یونیورسٹی کے حوالے سے سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا۔ ایک استاد اور ان کی ایک طالبہ کے درمیان ہونے والی چیٹ کے سکرین شارٹس تیزی سے وائرل کیے گئے۔ لمحوں میں بغیر کسی ٹھوس تحقیق، تصدیق یا قانونی و اخلاقی ضوابط کو مدنظر رکھے سوشل میڈیا پر موجود خود ساختہ قاضیوں نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ استاد کی برسوں کی محنت، عزت اور شرافت کو ایک پل میں خاک میں ملا دیا گیا۔ جب اس افسوس ناک معاملے کی اعلیٰ سطح پر غیر جانبدارانہ، سائنسی اور شفاف بنیادوں پر تحقیقات مکمل ہوئیں تو یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ تمام چیٹس، سکرین شارٹس اور مواد سرے سے فیک، جعلی اور من گھڑت تھا۔ یہ محض ایک گھناؤنی سازش تھی جو ایک باوقار استاد کی ساکھ تباہ کرنے کے لیے تیار کی گئی تھی۔ اس تحقیقاتی رپورٹ کے سامنے آجانے سے استاد کی وہ پامال شدہ عزت واپس لوٹ سکتی ہے جو سوشل میڈیا کی بے رحم چوراہوں پر نیلام کردی گئی؟ کیا ان کے اور ان کے خاندان کے ذہنی کرب، صدمے اور سماجی رسوائی کا ازالہ بھی ممکن ہے؟ بدقسمتی سے یہ کوئی پہلا یا واحد واقعہ نہیں ہے، چند سال قبل لاہور کے ایک معروف تعلیمی ادارے میں بالکل اسی نوعیت کا ایک المناک واقعہ پیش آیا تھا۔ وہاں بھی ایک استاد پر ایک طالبہ کی جانب سے ہراسانی اور بدسلوکی کا جھوٹا اور بے بنیاد الزام عائد کیا گیا تھا۔ اس استاد نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے انتظامیہ کے دروازے کھٹکھٹائے، ہر ممکن صفائی پیش کی لیکن سماجی دباؤ، میڈیا کے بے رحم رویے اور نااہل انتظامیہ کے بوجھ کو وہ باضمیر انسان برداشت نہ کرسکا اور بالآخر اس نے اپنی بے گناہی کا ثبوت دینے کے لیے خودکشی کرکے اپنی قیمتی زندگی کا خاتمہ کرلیا۔ بعد میں جب معاملہ ٹھنڈا ہوا اور قانونی شکنجہ کیا گیا تو الزام لگانے والی طالبہ نے خود یہ خوف ناک حقیقت تسلیم کرلی کہ اس نے محض ذاتی عناد، غصے اور غلط فہمی کی بنا پر استاد پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ آج ہماری اکثر یونیورسٹیوں میں ایسے منظم، شاطر اور مفاد پرست گروہ فعال ہو چکے ہیں جن کا مقصد علم حاصل کرنا تحقیق کرنا یا اپنا اخلاقی معیار بلند کرنا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ وہ شارٹ کٹ کے ذریعے ڈگریاں اور کامیابی سمیٹنا چاہتے ہیں۔ یہ مافیا اساتذہ کو مختلف طریقوں سے بلیک میل کر کے اپنی من مرضی کے نمبرز لگوانے کے لیے دباؤ ڈالتا ہے، حاضریوں کی کمی کو زبردستی معاف کروانا چاہتا ہے اور یونیورسٹی میں غیر قانونی پوزیشنیں، مراعات اور فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی اصول پسند استاد ان کے غیر اخلاقی مطالبوں اور کے سامنے ڈٹ جائے، میرٹ پر کا سمجھوتہ نہ کرے اور ان کی بلیک میلنگ میں نہ آئے تو یہ مافیا سوشل میڈیا کا خطرناک ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ یہ عناصر فوری طور پر جعلی سکرین شارٹس، ایڈٹ شدہ آڈیوز اور ویڈیوز تیار کرتے ہیں اور استاد پر جنسی ہراسانی اور بدسلوکی کے من گھڑت الزامات لگا کر سوشل میڈیا کے ذریعے وائرل کر دیتے ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ عوام اور انتظامیہ سچائی کی تہہ تک پہنچے بغیر فوراً مظلومیت کے اس چھوٹے ڈرامے پر یقین کر لیتی ہے اور استاد کا بے رحم میڈیا ٹرائل شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ وہ مخلوط تعلیم یعنی کو ایجوکیشن کا نظام ہے جسے مغرب کی اندھی تقلید میں ہمارے اسلامی و مشرقی تعلیمی ڈھانچے پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ مخلوط تعلیم کے اس آزادانہ ماحول نے ہمارے تعلیمی اداروں ایسے مواقع اور حالات پیدا کر دیے ہیں جہاں جنسی سکینڈلز، بے راہ روی اور بلیک میلنگ کے واقعات کا رونما ہونا ایک معمول بنتا جا رہا ہے۔ جب مرد اور عورت، استاد اور شاگرد کے درمیان قائم شرعی، مذہبی اور اخلاقی حدود ختم ہو جاتی ہیں تو وہاں سے احترام اور تقدس کا وہ نازک رشتہ بھی رفتہ رفتہ رخصت ہو جاتا ہے جو کسی بھی تعلیمی ادارے کی روح ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ استاد اور شاگرد کا انتہائی مقدس، پاکیزہ اور محترم رشتہ بھی ہر وقت شکوک و شبہات، سازشوں اور ہراسانی کے الزامات کی زد میں رہتا ہے۔ آج پاکستان کی تعلیمی صورتحال ماضی سے کافی مختلف ہے۔ اب تقریباً ہر بڑے شہر اور ضلعی ہیڈکوارٹر میں کم از کم دو یا دو سے زائد یونیورسٹیاں یا ان کے ذیلی کیمپسز موجود ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت اس سنگین معاملے کا باریک بینی سے جائزہ لے اور ایک جرات مندانہ قدم اٹھائے۔ یہ فیصلہ کیا جانا چاہیے کہ جس بھی شہر میں دو یا دو سے زائد یونیورسٹیاں یا کیمپسز قائم ہیں وہاں ان میں سے ایک یونیورسٹی کو مکمل طور پر صرف لڑکوں کے لیے اور دوسری کو صرف لڑکیوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ اس ایک فیصلے سے ہمارے تعلیمی اداروں میں بڑا مثبت انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔ جب مخلوط ماحول کا خاتمہ ہو جائے گا تو بلیک میلر مافیا اور مفاد پرست گروہوں کے لیے جعلی الزامات تراشنے سکرین شارٹ بنانے اور اساتذہ کو ہراسانی کا نشانہ ناممکن حد مشکل ہو جائے گا۔ جداگانہ تعلیمی نظام کے رواج سے ہم اپنے طلبہ و طالبات کو اسلام کی حقیقی روح، حیا اور پاکیزہ تعلیمی ماحول فراہم کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے اور اساتذہ و طلبہ کی تمام تر صلاحیتیں غیر ضروری تنازعات میں ضائع ہونے کے بجائے خالص علمی تحقیق اور تدریسی ترقی پر مرکوز رہیں گی۔ جن لوگوں نے جعلی سکرین شارٹس بنا کر اور جھوٹی افواہیں پھیلا کر استاد اور ادارے کو بدنام کیا انھیں سائبر کرائمز اور بلیک میلنگ کے قوانین کے تحت عبرت ناک اور شدید سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی بھی انسان کی یہ ہمت اور جرات نہ ہوسکے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد، نمبرز کے حصول یا انتقام کی خاطر کسی استاد کی پگڑی اچھالے یا کسی تعلیمی ادارے کی ساکھ کو تار تار کرے۔ بدقسمتی سے جہاں قاتل کھلے عام گھومتے ہیں، قبضہ مافیا پر ہاتھ ڈالنے کی کوئی جرات نہیں کرتا۔ کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ طاقتور مجرم قانون کی گرفت سے صاف بچ نکلتے ہیں وہاں ایک بے بس اور مجبور استاد کی عزت اچھالنے والوں سے کون حساب مانگے گا؟ اس مہلک اور تباہ کن مسئلے کا واحد اور حتمی حل مخلوط تعلیم کا فوری اور مکمل خاتمہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا تعلیمی نظام محفوظ رہے، اداروں میں میرٹ اور انصاف کی بالادستی قائم ہو اور ہمارے اساتذہ سر اٹھا کر جی سکیں تو ہمیں مخلوط تعلیم کے خاتمے اور الگ الگ تعلیمی اداروں کے قیام کا فیصلہ بلاتاخیر اور فوری طور پر کرنا ہوگا۔

قلب اسلام پر خنجر

مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین کی سمت بڑھتا ہوا ڈرون صرف ایک برقی تنصیب پر حملہ نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کے قلبی احساسات اور روحانی سکون پر براہ راست دہشت گردی کا ایک ہولناک تیر تھا طیبہ گرڈ اسٹیشن جیسے حساس اور خدمت خلق کے حامل مرکز کو نشانہ بنا کر حوثی باغیوں نے اپنے اس ناپاک اور خوفناک عزائم کا خونی ثبوت دیا ہے جن کے پس پردہ مشرق وسطیٰ کی طاقت کا توازن بگاڑنے اور بحیرہ احمر کی راہوں میں بارود کی بو پھیلانے کی گہری سازشیں چھپی ہیں حوثی ترجمان کی کھوکھلی تردیدوں اور ظاہری حیلے بہانوں سے اس تلخ حقیقت کو نہیں چھپایا جاسکتا کہ وہ اپنے انجام کی خوفناک اور تباہ کن ہولناکی سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود اس آگ میں کیوں کودے دراصل وہ سعودی عرب کی جانب سے ابھرتی ہوئی معاشی اور سیاسی حکمت عملی کے قدم روکنے کے لیے اس قدر پاگل اور باؤلے ہو چکے ہیں کہ اب وہ فوجی مورچوں پر جرات دکھانے کے بجائے شہری خدمات اور مسجد نبوی کے تقدس سے جڑی تنصیبات پر حملہ آور ہو کر پوری دنیا کو یہ خوفناک پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ان کی فرسودہ انتقامی سیاست کے سامنے کسی مقدس سے مقدس مقام کی حرمت باقی نہیں رہی یہ دراصل ایک شکست خوردہ اور مایوس ذہنیت کا اخلاقی دیوالیہ پن ہے جو خطے میں حواس باختگی پھیلا کر خود کو سیاسی زوال کی اتھاہ گہرائیوں سے بچانے کی ناکام اور آخری کوشش کر رہا ہے لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ روضہ رسول کے پاسبانوں اور حق کی طاقت کے سامنے باطل کا یہ خطرناک اور بھیانک کھیل بالآخر خود ان کی اپنی تباہی کا حتمی پروانہ ثابت ہوگا۔ مدینہ منورہ کی فضاں میں امن وسکون کے بدلے بارود کی بدبو پھیلانے کی ناپاک کوشش نے دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب سے زائد مسلمانوں کے سینوں کو زخمی اور دلوں کو خون کے آنسو رلا دیا ہے شہر نبی کی مقدس حدود اور مسجد نبوی سے منسلک خدمت خلق کی تنصیبات کو جنگ و جدل کی لپیٹ میں لانے والی شیطانی طاقتوں اور حوثی شرپسندوں نے دراصل ہر کلمہ گو کے اعتقاد کو مرکزی نقطے پر کاری ضرب لگائی ہے اس ناپاک اور بھیانک حرکت نے پورے عالم اسلام پر غم والم کے سیاہ بادل چھا دیے ہیں اور آج ہر مسلمان ایک شدید کرب اور بے پناہ تڑپ کی کیفیت میں مبتلا ہے او آئی سی رابطہ عالم اسلامی اور قاہرہ سے لے کر پاکستان کے گلی کوچوں تک پھیلا یہ زبردست غم وغصہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حرمین شریفین کا تقدس اور تحفظ کسی ایک جغرافیائی ریاست کا سرحدی معاملہ نہیں بلکہ ہر مومن کی روح اور ایمان کی بقا کا بنیادی حصہ ہے حوثی باغیوں اور ان کے پس پردہ کارفرما ابلیسی حربوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ انہوں نے رسول پاک کے آستانے کی حرمت پر دباؤ بڑھا کر نہ صرف خود کو تمام مذہبی مکاتب فکر کی نظروں میں ملعون ٹھہرا دیا ہے بلکہ پورا عالم اسلام کو ایک ایسے شدید غیظ وغضب کی آتش فشاں پر کھڑا کردیا ہے جس کا انجام ان غیر ریاستی عناصر کی مکمل سیاسی اور اخلاقی تباہی پر ہی ختم ہوگا مسلم امت کے یہ تڑپتے ہوئے دل اور سلگتی ہوئی آہیں اب کسی سفارتی مذمت یا رسمی بیانات تک محدود نہیں رہیں گی بلکہ یہ روحانی بیداری اور شدید عوامی دباؤ ایک ایسا ہمہ گیر طوفان بنے گا جو ان تمام تخریب کار اور شیطانی وجودوں کو نیست و نابود کر کے تاریخ کے سیاہ کوڑے دان میں ہمیشہ کے لیے غرق کردے گا۔ حوثی ملیشیا کی جانب سے حرمین شریفین کے قریبی اور مقدس ترین خطے مدینہ منورہ کے حساس انفراسٹرکچر پر حملے اسلامی دنیا کے لیے انتہائی تشویش ناک ہیں ایسے جارحانہ اقدامات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی پالیسیاں خطے میں عدم استحکام پھیلانے والی استعماری اور دشمن اسرائیلی اور شیطانی طاقتوں کے مقاصد کو تقویت دیتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کو مقدس مقامات پر حملے کرنے کے لیے اسرائیل اور شیطانی طاقتوں کی مالی معاونت بھی حاصل ہو چکی ہو اسرائیل کی شیطانی طاقتیں ہمیشہ سے مسلمانوں کے اتحاد اور مقدس مقامات کے امن کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ اس بڑھتے ہوئے سیکیورٹی بحران اور حرمت حرمین پر منڈلاتے خطرات کے پیش نظر پاکستان ترکیہ اور سعودی عرب کا مکہ دفاعی معاہدے کے تحت طلب کیا جانے والا ہنگامی اجلاس محض رسمی گفتگو کا میدان نہیں بلکہ اسلامی دنیا کی مشترکہ عسکری طاقت کے اس غیظ و غضب کا مظہر ہے جسے مبصرین اسلامی ناٹو کا پہلا عملی امتحان قرار دے رہے ہیں اس نازک موڑ پر ایران کی خاموشی اور مبہم پوزیشن بھی اس حقیقت کو بے نقاب کرتی ہے کہ غیر ریاستی عناصر کو گود میں کھلانے والے اب اپنے بنے ہوئے جال میں خود الجھ چکے ہیں اور اپنے پرورش یافتہ فتنے کو حتمی تباہی سے بچانے کی صلاحیت کھو چکے ہیں حوثی باغی اور ان کے سرپرست یہ بات روز روشن کی طرح عیاں سمجھ لیں کہ اگر انہوں نے دوبارہ شہر نبی یا حرمین کی سمت میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات بھی کی تو اب کی بار کوئی سفارتی مہلت نہیں ملے گی بلکہ ان کی گردنوں پر ایسا فیصلہ کن عسکری وار ہوگا جو انہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دے گا اس فتنے کے ہمیشہ کے لیے قلع قمع کے لیے اب محض مذمتی بیانات کے بجائے مشترکہ فضائی سیکیورٹی کو لوہے کی دیوار بنانا ہوگا انٹیلی جنس معلومات کا فوری اور براہ راست تبادلہ یقینی بنانا ہوگا اور باب المندب سے لے کر تمام سمندری راستوں پر ان کی بیرونی امداد کی رگوں کو مکمل طور پر کاٹنا ہوگا سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں کو جدید ترین فضائی دفاعی نظام کی تنصیب اور پیشگی دفاعی حملوں کی ایسی جارحانہ حکمت عملی اپنانی ہوگی کہ دشمن کے کسی بھی ڈرون کی پرواز سے پہلے ہی خاک میں ملایا جاسکے حوثیوں کے لیے واضح اور دوٹوک پیغام ہے کہ ان کا گھیرا تنگ ہو چکا ہے اور کسی بھی وقت ہونے والا ایک ہمہ گیر اور تباہ کن حملہ ان کی فرسودہ عسکری کمر توڑ کر اس فتنے کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردے گا۔

پاکستان کو بحران کی نہیں، امان کی ضرورت ہے

فرحت عباس شاہ

کبھی کبھی ایک قوم کی حالت بیان کرنے کے لیے اعداد و شمار کی ضرورت نہیں پڑتی، بازار میں کھڑے اس آدمی کا چہرہ دیکھ لینا کافی ہوتا ہے جو آٹے کی تھیلی اٹھاتا ہے، قیمت سنتا ہے اور خاموشی سے واپس رکھ دیتا ہے۔ آج پاکستان کا عام شہری اسی چہرے کے ساتھ جی رہا ہے، تھکا ہوا، سہما ہوا، اور اس سوال سے لرزتا ہوا کہ کل کیا ہوگا۔ سرحد پار سے دشمن کی نظریں ہیں، اندر دہشت گردی کے زخم ہیں جو بھرنے سے پہلے پھر کھل جاتے ہیں، مہنگائی نے دسترخوان چھوٹے کردیے ہیں، دوا خریدنا عیاشی بن گیا ہے، اور سیاست کے ایوانوں میں کوئی ایسی آواز نہیں جو کہے کہ ٹھہرو، پہلے ان لوگوں کی بات سن لو جن کے نام پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ لوگ زندگی اور موت کے بیچ ایک باریک رسی پر لٹکے ہیں، اور غیر یقینی کا پھندا ان کے گلے میں لمحہ بہ لمحہ تنگ ہوتا جارہا ہے۔ ایسے وقت میں جب قوم کو سانس لینے کی مہلت چاہیے، اگر کوئی سیاسی مقصد ملک کو ایک نئے بحران کی طرف دھکیلنے کا جواز بنے تو اس پر ٹھہر کر سوچنا لازم ہے۔ عمران خان کی رہائی اور اقتدار میں واپسی ایک سیاسی مطالبہ ہے اور سیاسی مطالبات آئینی، قانونی اور جمہوری راستوں سے اٹھائے جاتے ہیں، عدالتوں میں، پارلیمان میں، مذاکرات کی میز پر۔ مگر جب ایک شخص کی رہائی کو ریاست کی سلامتی اور معیشت کی بقا سے بڑا مسئلہ بنا دیا جائے، جب سڑکوں کو آگ اور گھیراؤ کا میدان بنانے کی کوشش ہو، تو یہ سیاست نہیں رہتی، یہ قوم کو ایک فرد کی خاطر داؤ پر لگانے کا کھیل بن جاتا ہے۔ ایسا کھیل ملک اور قوم دونوں کو تختہ دار تک لے جا سکتا ہے۔ جلاؤ گھیراؤ کی سب سے بھاری قیمت ہمیشہ وہی ادا کرتا ہے جس کا اس سیاست میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ وہ ریڑھی والا جس کی دکان جل جاتی ہے، وہ مزدور جس کی دیہاڑی ایک دن کے کرفیو میں ڈوب جاتی ہے، وہ مریض جس کی ایمبولینس بند سڑک پر پھنس جاتی ہے، وہ طالب علم جس کا امتحان ملتوی ہو جاتا ہے۔ لیڈر کے لیے احتجاج ایک حکمت عملی ہوسکتا ہے، عوام کے لیے وہ روٹی کا نوالہ ہے جو چھن جاتا ہے۔ اور جب لوگوں کو مشتعل کر کے میدان میں اتارا جاتا ہے تو وہ اپنے مقدر کے لیے نہیں، کسی اور کے اقتدار کے لیے ایندھن بنتے ہیں۔ یہ استعمال ہے، اور استعمال کبھی عزت کا رشتہ نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی سوچنا ہوگا کہ ہمارا دشمن اس وقت کیا چاہتا ہے۔ ملک کے اندر انتشار اس کے لیے وہ تحفہ ہے جو وہ خود بھی برسوں کی محنت سے حاصل نہ کرسکتا تھا۔ جو ریاست اپنے ہی شہروں میں الجھی ہو وہ سرحدوں پر پوری طرح توجہ نہیں دے سکتی، جو معیشت روز کسی نئے ہنگامے سے لرزتی ہو اس پر سرمایہ کار اعتماد نہیں کرتا، اور جو سماج ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو اس کے سامنے دہشت گرد کو راستہ آسانی سے مل جاتا ہے۔ اس لیے اس وقت کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی صفوں کو بکھرنے سے بچائیں۔ سیاسی دانائی کہتی ہے کہ اختلاف ختم نہیں ہوتا، اسے سلیقے سے چلانا سیکھنا پڑتا ہے۔ سماجی دانائی کہتی ہے کہ جس معاشرے میں ہر گروہ اپنی بات منوانے کے لیے دوسروں کا نقصان کرنے لگے وہاں کوئی جیتتا نہیں۔ معاشی دانائی کہتی ہے کہ استحکام کے بغیر کوئی اصلاح ٹک نہیں سکتی۔ اور قومی دانائی کہتی ہے کہ جب گھر کو آگ لگی ہو تو پہلے آگ بجھائی جاتی ہے، پھر یہ طے کیا جاتا ہے کہ کس کی غلطی تھی۔ ان سب کا نچوڑ ایک ہی ہے کہ مل بیٹھا جائے۔ حکومت بھی اپنا رویہ نرم کرے اور مذاکرات کا دروازہ حقیقی نیت سے کھولے، اور اپوزیشن بھی یہ سمجھے کہ مطالبہ وہی معتبر ہوتا ہے جو ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچائے بغیر اٹھایا جائے۔ قانون کا راستہ کھلا رہے، عدالتیں آزادی سے فیصلے کریں، اور سیاسی قیادت اپنی انا سے اوپر اٹھ کر عوام کے مسائل کو ایجنڈے میں سب سے اوپر رکھے۔ پاکستان کے لوگ بہت کچھ سہہ چکے ہیں، اب انہیں نعرے نہیں، سکون چاہیے۔ انہیں ایسی فضا چاہیے جس میں وہ صبح کام پر جائیں تو شام کو خیریت سے لوٹ آئیں، جس میں ان کے بچے سکول جاسکیں اور بیمار کو دوا مل سکے۔ ہمیں بحران کی سیاست نہیں، امان کی سیاست چاہیے۔ یہی وقت کا تقاضا ہے، اور یہی اس قوم کا حق ہے جس نے ہر آزمائش میں اپنے ملک سے وفا نبھائی ہے۔

کھیل اور کھلاڑی

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED بلوچستان کے عوام کا بے باک ترجمان
Daily BALOCHISTAN NEWS QUETTA
روزنامہ بلوچستان نیوز کوئٹہ
چیف ایڈیٹر محمد انور ناصر

وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ، صوبائی مشیر کھیل مینا مجید بلوچ میچ دیکھ رہی ہیں

وزیراعلیٰ فٹبال گولڈ کپ
اے کے ایف سی نے مسلم کلب چمن کو شکست دے کر فائنل میں جگہ بنالی

مسلم فٹبال کلب چمن کو سیمی فائنل میں شکست، ہزاروں شائقین کی شرکت، لاکھوں شائقین نے لائیو میچ دیکھا میچ دیکھنے کے لیے صوبائی مشیر کھیل مینا مجید بلوچ بھی گراؤنڈ میں موجود، سیکرٹری کھیل اور ڈائریکٹر جنرل کھیل بھی موجود

کوئٹہ (بلوچستان نیوز) چھٹا آل پاکستان وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ اپنے فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوگیا۔ سیمی فائنل میں اے کے ایف سی کوئٹہ نے مسلم فٹبال کلب چمن کو 0 کے مقابلے میں 2 گول سے شکست دے کر فائنل میں جگہ بنالی۔ ایوب سپورٹس کمپلیکس کوئٹہ کے فٹبال گراؤنڈ میں کھیلا جانے والا یہ سیمی فائنل شائقین کی بھرپور توجہ کا مرکز رہا اور اسے فائنل سے پہلے فائنل قرار دیا گیا۔ دونوں ٹیموں کے درمیان سخت اور سنسنی خیز مقابلہ دیکھنے میں آیا، تاہم اے کے ایف سی کوئٹہ نے بہتر کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابی اپنے نام کی۔ میچ دیکھنے کے لیے تقریبا 20 ہزار شائقین گراؤنڈ میں موجود تھے، جبکہ لاکھوں شائقین نے میچ براہ راست دیکھا۔ گراؤنڈ میں شائقین کا جوش وخروش قابل دید رہا اور اہم لمحات پر تماشائیوں نے اپنی پسندیدہ ٹیموں کو بھرپور انداز میں سپورٹ کیا۔ سیمی فائنل کے موقع پر صوبائی مشیر کھیل و امور نوجوانان بلوچستان مینا مجید بلوچ بھی گراؤنڈ میں موجود تھیں، جبکہ سیکرٹری کھیل درا بلوچ اور ڈائریکٹر جنرل کھیل ڈاکٹر یاسر خان بازئی نے بھی میچ دیکھا۔ چھٹا آل پاکستان وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ صوبے میں فٹبال کے فروغ اور کھیلوں کی سرگرمیوں کے حوالے سے محکمہ کھیل کی کامیاب کاوشوں کا عملی ثبوت ہے۔ ٹورنامنٹ میں ملک کے مختلف علاقوں سے ٹیموں کی شرکت اور کوئٹہ میں میچز کے دوران شائقین کی بڑی تعداد میں شرکت نے ایونٹ کو نمایاں بنا دیا ہے، اے کے ایف سی کوئٹہ کی کامیابی کے ساتھ چھٹے آل پاکستان وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ کی فائنل لائن اپ مکمل ہوگئی ہے۔ فائنل میں اے کے ایف سی کوئٹہ اور افغان فٹبال کلب چمن مدمقابل ہوں گے۔

ایشین ہاکی چیمپئنز ٹرافی، پاکستان کی جگہ بنگلا دیش کو شامل کرلیا گیا

بھارت میں شیڈول چیمپئنز ٹرافی میں پاکستان ہاکی فیڈریشن نے ٹیم بھجوانے سے انکار کیا تھا

عثمان طارق نے قومی اسکواڈ میں جگہ نہ ملنے کے بعد سوشل میڈیا پر پیغام شیئر کردیا

پاکستان انڈر 19 کے سابق کپتان حسن خان امریکی اسکواڈ میں شامل

وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ، اے کے ایف سی کلب کے کھلاڑیوں کا گروپ فوٹو

گیری کرسٹن کھلاڑیوں کی مینجمنٹ بخوبی جانتے ہیں، سری لنکن کپتان

پاکستان کیخلاف جیت کیلئے پرامید ہیں، کوشال مینڈس کی میڈیا سے گفتگو

پاکستان سپر لیگ کے 12 ویں ایڈیشن کی تاریخوں کا اعلان

پاکستان اور سری لنکا کی ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل سیریز کا آغاز (آج) سے ہوگا

راولپنڈی (این این آئی) پاکستان اور سری لنکا کی ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل سیریز کا آغاز (آج) جمعہ سے راولپنڈی کرکٹ سٹیڈیم میں ہوگا، دونوں ٹیموں کے کپتان صاحبزادہ فرحان اور کوشال مینڈس کا ٹرافی کے ساتھ فوٹوشوٹ ہوا، تین میچوں پر مشتمل ٹی ...

... لائیو ایپ پر سیریز کے میچز سٹریم ہوں گے، پاکستان میں پی ٹی وی سپورٹس ٹی ٹوئنٹی سیریز کے میچز براڈ کاسٹ کرے گا، پاکستان میں میچز تماشہ اور ٹیپ میڈ پر بھی لائیو سٹریم ہوں گے، پاکستان اور سری لنکا کی ٹی ٹوئنٹی سیریز میں عامر کھیل، بازید ...

سینڈ پیپر گیٹ اسکینڈل، جنوبی افریقی براڈ کاسٹر کا سیریز سے قبل آسٹریلیا پر طنز

سڈنی (این این آئی) آسٹریلیا کی جنوبی افریقہ کے خلاف ٹیسٹ سیریز سے قبل سپر اسپورٹ نے 2018 کے بدنام زمانہ بال ٹیمپرنگ اسکینڈل کی یاد تازہ کردی۔ براڈ کاسٹر نے سوشل میڈیا پر ایک ...

وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ، مسلم کلب چمن کے کھلاڑیوں کا گروپ فوٹو

ورلڈ ٹینس ویمنز فیوچرز چیمپئن شپ کوارٹرز فائنلز کھیلے گئے

اسلام آباد (این این آئی) ورلڈ ٹینس ویمنز فیوچرز چیمپئن شپ 2026 کے کوارٹر فائنل میں فرانس کی ایسٹرڈ سیرو، جرمنی نے انستاسیا کو پاریف، کی یاؤ چیونگ اور کوریا کی جیونگ مون نے اپنے اپنے میچز جیت لئے۔ ورلڈ ٹینس ویمنز فیوچرز چیمپئن شپ 2026 کا پہلا مرحلہ پی ٹی ایف ٹینس کمپلیکس اسلام آباد میں جمعرات کو بھی جاری رہا، چیمپئن شپ میں 17 ممالک سے تعلق رکھنے والی مجموعی طور پر 30 کھلاڑیاں حصہ لے رہی ہیں، ان ممالک میں فرانس، چین، روس، ڈنمارک، میکسیکو، ازبکستان، جنوبی افریقہ، نیدرلینڈز، کوریا، نیپال، جاپان، ہانگ کانگ، جرمنی، تھائی لینڈ، ترکیہ، جمہوریہ چیک اور پاکستان شامل ہیں۔ فرانس کی ایسٹرڈ سیروٹے e)، جو اس وقت عالمی درجہ بندی میں 624 ویں نمبر پر ہیں، ٹورنامنٹ کی ٹاپ سیڈ کھلاڑی رہیں۔ خواتین سنگلز کے دوسرے راؤنڈ میں ایسٹرڈ سیروٹے (فرانس) نے گلوریا لیونسکی (جمہوریہ چیک) کو 2-6، 4-6 سے شکست دی جبکہ جولیا خرامتسووا (روس) نے ابھیلاش بستا (نیپال) کو 3-0، 6-0 سے شکست دی۔ نتائج کے مطابق کامن وان یوڈیچ (تھائی لینڈ) نے فلورینٹین ڈیکرز (نیدرلینڈز) کو 2-6، 0-6 سے شکست دی۔ انستاسیا کوپاریف (جرمنی) نے واروارا روبتسوا (روس) کو 4-6، 2-6 سے شکست دی۔ کسینیا لاسکوتووا (روس) نے صوفیا سوسلووا (روس) کو 3-6، 2-6 سے شکست دی۔ سیویل یلدیشیوا (ازبکستان) نے ایما وان پوپل (نیدرلینڈز) کو 5-7، 4-6 سے شکست دی۔ ووزو کومدلولوا (جنوبی افریقہ) نے سوزونا اوگاوا (جاپان) کو 6-7(6)، 1-6 سے شکست دی، صابرینا اولیجانوا (ازبکستان) نے ایلینا جمشیدی (ڈنمارک) کو 2-6، 1-6 سے شکست دی۔ خواتین ڈبلز کے کوارٹر فائنلز میں ایسٹرڈ سیروٹے (فرانس)/ سباستیانی لیون (میکسیکو) نے اشا سہیل/مہین آفتاب قریشی کو 2-6، 0-6 سے شکست دی۔ انستاسیا کوپاریف (جرمنی)/ سیویل یلدیشیوا (ازبکستان) نے ایما وان پوپل (نیدرلینڈز) / ایلینا جمشیدی (ڈنمارک) کو 2-6، 5-7 سے شکست دی۔ ہانگ کانگ کی کی یاؤ چیونگ (ہانگ کانگ)/ سوزونا اوگاوا (جاپان) نے ووزو کومدلولوا (جنوبی افریقہ) / وارونا مدلولوا (جنوبی افریقہ) کو 5-7، 6-7(2) سے شکست دی۔ جیونگ مون (کوریا) / کامن وان یوڈیچ (تھائی لینڈ) نے کسینیا لاسکوتووا (روس) / جولیا خرامتسووا (روس) کو 3-6، 1-6 سے شکست دی۔

نیا ناظم آباد انٹر اسکول انڈر 17 فٹبال چیلنج کپ 2026 کا شاندار اختتام

کراچی / کوئٹہ (یو این اے) نیا ناظم آباد کے سرسبزو شاداب فٹبال گراؤنڈ پر نیا ناظم آباد انٹر اسکول انڈر 17 فٹبال چیلنج کپ 2026 کے دلچسپ اور سنسنی خیز ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا، جس میں مختلف اسکولوں کی انڈر 17 کی 14 ٹیموں نے بھرپور شرکت کی۔ ٹورنامنٹ کے دوران نوجوان کھلاڑیوں نے شاندار فٹبال، بہترین ٹیم ورک اور کھیل کے جذبے کا مظاہرہ کیا۔ ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی سید محمد طلحہ، صدر نیا ناظم آباد جمخانہ تھے، جبکہ محسن یوسفزئی، صدر نیشنل سوکر اکیڈمی (NSA) بھی ان کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر حمید اللہ خان، آصف شیخ، ڈاکٹر رفیق، سید عظمت آغا، یوسف خان، شیرال بلوچ، سبحان شاہ اور طہ علی سمیت دیگر معزز شخصیات، منتظمین، کوچز، کھلاڑیوں اور فٹبال شائقین نے شرکت کی۔ نیا ناظم آباد کے خوبصورت اور بہترین سہولیات سے آراستہ فٹبال گراؤنڈ پر کھیلے جانے والے اس ٹورنامنٹ میں نوجوان کھلاڑیوں کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا بھرپور موقع ملا۔ مختلف ٹیموں کے درمیان ہونے والے مقابلوں میں کھلاڑیوں نے اپنی فٹنس، مہارت اور کھیل پر گرفت کا شاندار مظاہرہ کیا، جبکہ فٹبال شائقین نے بھی مقابلوں میں بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر بحریہ کارساز نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چیمپئن کا اعزاز حاصل کیا اور نیا ناظم آباد انٹر اسکول انڈر 17 فٹبال چیلنج کپ 2026 کی فاتح ٹرافی اپنے نام کرلی، جبکہ جنریشنز اسکول نے بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے رنر اپ پوزیشن حاصل کی۔ جنریشنز اسکول نے بھی ٹورنامنٹ کے دوران عمدہ کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا اور مسلسل بہترین کارکردگی کے ساتھ فائنل تک رسائی حاصل کی۔ فائنل میں جنریشنز اسکول کے کھلاڑیوں نے بھرپور مقابلہ پیش کیا، تاہم بحریہ کارساز نے کامیابی حاصل کرکے ٹائٹل اپنے نام کرلیا۔ جنریشنز اسکول کے کھلاڑیوں کی محنت، نظم وضبط اور اسپورٹس مین شپ کو شائقین اور منتظمین کی جانب سے سراہا گیا۔ بحریہ کارساز کی کامیابی میں ٹیم کے کھلاڑیوں کی محنت، عمدہ حکمت عملی اور کوچنگ کا اہم کردار رہا۔ ٹیم نے ٹورنامنٹ کے دوران مسلسل بہترین کھیل پیش کرتے ہوئے اہم مقابلوں میں اپنی برتری ثابت کی اور بالآخر ٹائٹل اپنے نام کرنے میں کامیاب رہی۔ ٹورنامنٹ میں انفرادی کارکردگی کی بنیاد پر بھی مختلف کھلاڑیوں اور آفیشلز کو خصوصی اعزازات سے نوازا گیا۔

وزیراعلیٰ بلوچستان فٹبال گولڈ کپ، مسلم کلب چمن اور اے کے ایف سی کلب کے مابین میچ کھیلا جارہا ہے

سپورٹس بورڈ پنجاب کے تعاون سے باڈی بلڈنگ کوچز اور آفیشلز لیول ون کورس اختتام پذیر

لاہور (این این آئی) سپورٹس بورڈ پنجاب کے تعاون سے باڈی بلڈنگ کوچز اور آفیشلز لیول ون کورس اختتام ہوگیا، ڈائریکٹر جنرل سپورٹس پنجاب محمد طارق قریشی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی تھے، انہوں نے کورس مکمل کرنے والے 25 کوچز میں سرٹیفکیٹس تقسیم کئے، تقریب میں صدر پنجاب باڈی بلڈنگ ایسوسی ایشن میر شفیق اعوان، ڈائریکٹر پاکستان سپورٹس بورڈ رانا نصر اللہ، ڈپٹی ڈائریکٹر سپورٹس بورڈ پنجاب ظہور احمد اور دیگر متعلقہ افسران وعہدیداران بھی موجود تھے، کورس کے دوران کوچز اور آفیشلز کو فٹنس، نیوٹریشن، اینٹی ڈوپنگ، فرسٹ ایڈ اور انجریز کی بحالی سمیت کھیلوں سے متعلق اہم امور پر تربیت دی گئی۔ ڈی جی سپورٹس طارق قریشی نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کھیلوں میں شفافیت اور کھلاڑیوں کی صحت وفٹنس کو یقینی بنانے کیلئے کوچز کو اینٹی ڈوپنگ اور فٹنس کی خصوصی تربیت دی گئی ہے

پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان 5 میچز کی ٹیسٹ سیریز کا امکان

سڈنی (این این آئی) کرکٹ آسٹریلیا پاکستان کی ٹیسٹ میزبانی کو وسعت دینے کا خواہاں ہے۔ کرکٹ آسٹریلیا کے چیف ایگزیکٹو ٹوڈ گرین برگ نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ پاکستان طویل ٹیسٹ سیریز کیلئے ممکنہ حریف ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پاکستانی تارکین وطن کی وسیع تعداد موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان ٹیم کی 5 ٹیسٹ میچز کیلئے میزبانی کرسکتے ہیں۔

شوبز کی دنیا

سفید بال نیچرل اسٹائل، عامر خان کا نیا لک دیکھ کر مداح حیران رہ گئے

ممبئی (آئی این پی) بالی ووڈ کے مسٹر پرفیکشنسٹ عامر خان اپنے سفید بالوں اور نیچرل انداز کے باعث سوشل میڈیا پر توجہ کا مرکز بن گئے۔ سوشل میڈیا پر وائرل پوسٹ میں 61 سالہ اداکار کو سفید بالوں کے ساتھ دیکھ کر مداحوں کو ان کی پرانی فلموں اور جوانی کے دنوں کی یاد آ گئی۔ مداحوں نے عامر خان کے اس لک کی حمایت کی اور کہا کہ سفید بال، جھریاں اور چہرے میں تبدیلیاں بڑھتی عمر کا قدرتی حصہ ہیں اور مشہور شخصیات کو بھی بغیر کسی تنقید کے اپنی عمر کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔

پروازوں اور آنسوؤں کا برسوں پرانا تعلق ہے، یمنی زیدی طیارے میں آبدیدہ

کراچی (آئی این پی) اداکارہ یمنی زیدی نے گھر اور اہل خانہ سے دور ہونے کے جذباتی لمحے کی جھلک مداحوں کے ساتھ شیئر کردی۔ یمنی زیدی نے انسٹاگرام پر ایک ویڈیو شیئر کی ہے جس میں وہ کام کے لیے گھر سے روانگی کے دوران طیارے میں بیٹھی آبدیدہ نظر آئیں، اداکارہ کی آنکھوں میں آنسو تھے جبکہ وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ ایئر فونز لگائے بیٹھی تھیں۔ اداکارہ نے بتایا ہے کہ کئی برس سے شوبز کی مصروفیات کا حصہ ہونے کے باوجود کام کے لیے گھر سے نکلتے ہوئے میری آنکھیں آج بھی نم ہو جاتی ہیں۔ ویڈیو کے ساتھ یمنی زیدی نے لکھا ہے کہ پروازوں اور آنسوؤں کا برسوں پرانا تعلق ہے، میں آج بھی کام کے لیے گھر سے نکلتے ہوئے رو پڑتی ہوں کیونکہ مجھے اپنے خاندان سے دور ہو کر دنیا کا سامنا کرنا اور سب کچھ سنبھالنا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگرچہ میں ان آنسوؤں کی عادی ہو چکی ہوں لیکن عجیب طور پر اب مجھے ان جذبات سے محبت بھی ہونے لگی ہے، کیونکہ زندگی ایک استاد ہے۔

عدنان صدیقی نے تماشہ 5 کے فائنلسٹس کا اعلان کردیا

تماشا کے لیے ووٹنگ جاری ہے اور گرینڈ فینالے 10 اکتوبر کو نشر کیا جائے گا

کراچی (این این آئی) رئیلٹی شو تماشہ 5 کے فائنلسٹس کا اعلان کردیا گیا ہے۔ رئیلٹی شو تماشہ سیزن 5 اختتام کی جانب گامزن ہے، فائنل ہفتہ شروع ہو چکا ہے اور لیلیٰ کے حالیہ اخراج کے بعد گھر میں صرف 6 امیدوار باقی رہ گئے ہیں۔ اب گھر میں موجود ان امیدواروں کے درمیان مقابلہ ہوگا۔ تماشا کے لیے ووٹنگ جاری ہے اور گرینڈ فینالے 10 اکتوبر کو نشر کیا جائے گا، جہاں سیزن 5 سے باہر ہونے والے امیدواروں کے ساتھ ساتھ گزشتہ سیزن کے امیدواروں کو بھی مدعو کیا جائے گا۔ میزبان عدنان صدیقی نے تماشا سیزن 5 کے لیے باضابطہ طور پر ٹاپ سکس فائنلسٹس کا اعلان کیا ہے جن میں ہیرک شاہ، فصیح خالد، سامعہ حجاب، ڈاکٹر زی خان، اسرا عائشہ اور یاسر عالم شامل ہیں۔ انہوں نے تماشہ ہاؤس سے ویڈیو شیئر کی جس میں تمام چھ فائنلسٹس موجود تھے۔ شائقین کی جانب سے گرینڈ فنالے کا انتظار کیا جارہا ہے اور ایک صارف کا کہنا تھا کہ لیلیٰ، یاسر سے کہیں بہتر تھیں انہیں ٹاپ فائنلسٹس میں ہونا چاہیے تھا۔ سوشل میڈیا صارفین کی جانب سے اپنے پسندیدہ فاتحین کی پیش گوئیاں بھی کی جارہی ہیں۔

نانا پاٹیکر کی آخری فلم کی تفصیلات سامنے آگئیں

ممبئی (آئی این پی) بالی ووڈ کے معروف اداکار نانا پاٹیکر کے اچانک انتقال کے بعد ان کے آخری فلمی منصوبے کی تفصیلات سامنے آ گئی ہیں۔ فلم ویلکم کے اداکار نانا پاٹیکر آخری وقت تک شوبز میں سرگرم تھے، انہوں نے حال ہی میں ساجد ناڈیاڈوالا کی فلم ہاؤس فل 5 میں اداکاری کی، جس میں انہوں نے سپرنٹنڈنٹ کا کردار نبھایا۔ قبل نانا پاٹیکر اپنی آخری فلم شکتی شالنی کی شوٹنگ بھی مکمل کر چکے، جس میں ان کے ساتھ 23 سالہ اداکارہ انیت پڈا بھی اداکاری کے جوہر دکھا رہی ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد آنے والی اس فلم کے سیٹ کی لی گئی تصاویر بھی انٹرنیٹ پر تیزی سے وائرل ہو رہی ہیں۔ شکتی شالنی 24 دسمبر کو سنیما گھروں کی زینت بننے والی ہے۔

کینسر کے باعث اداکارہ طاہرہ ہاشمی کسمپرسی کا شکار، حکومت سے مدد کی اپیل

کراچی (این این آئی) فلم اور سٹیج کی دنیا میں اپنی اداکاری سے منفرد پہچان بنانے والی طاہرہ ہاشمی آج زندگی کے ایسے دور سے گزر رہی ہیں جہاں بیماری سے زیادہ بھوک اور بے بسی نے انہیں توڑ کر رکھ دیا ہے۔ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا اداکارہ کا اکلوتا بیٹا بھی معذوری کے باعث اپنی بیمار ماں کا سہارا بننے سے قاصر ہے۔ گھر میں کوئی کمانے والا نہیں، حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ دو وقت کی روٹی کا حصول بھی مشکل ہوگیا ہے، جبکہ علاج کے اخراجات پورے کرنا بھی ان کے لیے ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ مستانہ، البیلا، ببو برال اور سہیل احمد سمیت سٹیج کے بڑے فنکاروں کے ساتھ کام کرنے والی طاہرہ ہاشمی بھی شہرت کی بلندیوں پر تھیں، مگر آج کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ کینسر میں مبتلا اداکارہ اور انکا معذور بیٹا دونوں بے سہارا ہیں، نہ علاج کے لیے پیسے ہیں اور نہ گھر کا خرچ چلانے والا کوئی۔ طاہرہ ہاشمی نے پنجاب حکومت، شوبز برادری اور مخیر حضرات سے مدد کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہیں سہارا دے دیں، زندگی بہت مشکل ہو چکی ہے۔

برصغیر کے عظیم نظم گو شاعر ن م راشد کی 46 ویں برسی آج منائی جائے گی

جہانیاں (این این آئی) برصغیر کے عظیم نظم گو شاعر ن م راشد کی 46 ویں برسی (آج) 9 اکتوبر کو منائی جائے گی۔ ن م راشد (نذر محمد راشد) اکال گڑھ (موجودہ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ) میں 1910 میں پیدا ہوئے۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد نقادان سخن کے مطابق جن شعرا کی بدولت اردو شاعری عہد آفریں تبدیلیوں سے دوچار ہوئی ان میں ن م راشد کا نام سرفہرست ہے۔ ان کا پہلا مجموعہ ماورا ٹھہرے ہوئے تالاب میں ایک پتھر کی مثال ثابت ہوا۔ ن م راشد کی شاعری میں نظم آزاد کا کامیاب تجربہ یورپ کے شعرا سے تاثر کے ساتھ ملتا ہے۔ افسانوی اور ڈرامائی انداز ان نظموں میں قاری کو دیکھنے کو ملا۔ وہ انگلستان میں قیام کے دوران 9 اکتوبر 1980 میں انتقال کر گئے۔

ہانیہ عامر کا عاصم اظہر کی نئی ریل پر کمنٹ مداحوں کو متوجہ کر گیا

کراچی (آئی این پی) معروف اداکارہ ہانیہ عامر نے گلوکار عاصم اظہر کی نئی ویڈیو پر کامنٹ کر کے ایک بار پھر سوشل میڈیا صارفین کی توجہ حاصل کر لی۔ پاکستانی تارخا عاصم اظہر نے حال ہی میں انسٹاگرام پر اپنے والد کے ہمراہ ایک دلچسپ ریل شیئر کی، جس پر ہانیہ عامر بھی ردعمل دیے بغیر نہ رہ سکیں۔ اداکارہ نے ویڈیو کے کمنٹ سیکشن میں اسکریمنگ، آئی کانٹ لکھا، جس کا مطلب ہے کہ وہ یہ ویڈیو دیکھ کر انتہائی خوش ہوئیں۔ واضح رہے کہ ہانیہ عامر اور عاصم اظہر ماضی میں اپنے قریبی تعلقات کے باعث خبروں میں رہ چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دونوں کی سوشل میڈیا پر ہونے والی سرگرمیاں اکثر مداحوں کی توجہ حاصل کر لیتی ہیں۔

CORRIGENDUM

The Notice Inviting Tender for **"Construction Of DC Circuit House (Sui Master Plan)"** was called by this office vide **NIT No.PD/MPS/316-21** dated **29.09.2026** and uploaded on BPPRA Web site vide **TSE-2627091200543** which was published in daily news paper "**Jang Quetta**" vide **PRQ No.DAB/AB/377/29-09-2026**, the procurement authority need to change in Case Schedule and Eligibility which may be read as under:-

CHANGED AREA.

Step No.	STEP NAME.	REMARKS.
1.	Case ScheduleBy	Default
2.	Eligibility Criteria	Correction needed
3.	Bill Of Quantities	Correction needed

Note: For Remaining Terms & Conditions refer to bidding documents.

Project Director
Master Plan Sui Town.

AB No.405/08-10-2026

www.dpr.gob.pk. @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan

PAKISTAN RAILWAYS
HEADQUARTER OFFICE, LAHORE

عزم استحکام

INVITATION TO e-BIDS THROUGHT EPADS v 2.0

Pakistan Railways invites e-proposals from **reputable national firms/companies/JVs having relevant experience in the education sector** for outsourcing of the following **05 schools** under the **Public-Private Partnership (PPP)** model on **RUOT basis**.
The concession period shall be **30 years, including 02 years mobilization period**.

S. No.	School	Division
1.	P.R. Girls High School, Risalpur	Risalpur
2.	P.R. Girls Middle School, Khanewal	Multan
3.	P.R. Girls High School, Rohri	Sukkur
4.	P.R. Girls High School, Sukkur	Sukkur
5.	P.R. Boys High School, Sukkur	Sukkur

INSTRUCTIONS

1) Directorate of Education (Pakistan Railways), invites e-bids of Single Stage Two Envelope from interested firms / companies Individual / Individual Consultant, Sole Proprietorship, Partnership Firm, Company (Private Limited) for disposal of Outsourcing of Railway Managed School (Operational) on as is where is basis. The bidders must be registered with Federal Board of Revenue (FBR) for Income Tax and Sales Tax, and must be on Active Taxpayer List.
2) E-bidding documents as per Disposal of Public Assets Regulations-2024, containing detailed terms and conditions, specifications and requirements etc. are available for the registered bidders on EPADS v2.0 at https://vendors.epads.gov.pk/, and may be searched by using Disposal Activity ID No. D11037.
3) Manual bids shall not be accepted. Electronic bids must be submitted through EPADS v2.0 on or before Thursday, November 5, 2026 02:00 PM, and will be opened on-line on the same day on Thursday, November 5, 2026 02:30 PM. The participated bidders shall be automatically notified by EPADS v2.0 regarding the preliminary results of e-Disposal proceeding, after which final results will be notified in due course as per bidding documents.

Note: The detailed Bid Documents (RFP) is available at below mentioned address.

Director General/Education PID(L) 937/2026
Pakistan Railways, Headquarters Office, Empress Road, Lahore
Email: dgeducation4050@gmail.com | Ph: +92-42-99201753, 0300-6847196
Website: www.pakrail.gov.pk

خصوصی رپورٹ

مشرق وسطی کی جنگ: انجام کیا ہوگا؟

مشرق وسطی کی کایا کلپ ہو رہی ہے۔ 1918 میں جنگ عظیم اول میں عثمانی اتحادی افواج کی شکست کے بعد عثمانی سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے۔ برطانیہ اور فرانس نے ان پر قبضہ کرلیا اور مشرق وسطی کو چھوٹی چھوٹی عرب ریاستوں میں تقسیم کر کے اپنے حمایتیوں کو یہاں حکمران بنا دیا۔ عثمانی ریاست کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے جو حکمران بنائے گئے وہ سارے مسلمان تھے ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے عثمانیوں کے خلاف اقوام مغرب کی مدد کی وہ بھی تھے جنہوں نے ففتھ کالمسٹوں کا کردار ادا کر کے عثمانیوں کے زیر انتظام علاقوں میں دشمنوں کو قدم جمانے کے مواقع دیئے۔ اس وقت مشرق وسطی آگ و خون میں نہلایا جا رہا ہے۔ صیہونی ریاست کے حکمران گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو نیست و نابود کرتے چلے جا رہے ہیں۔ عظیم ریاست اسرائیل کے قیام کی ابتدا 1909 میں تل ابیب شہر بسانے سے ہوئی یہ شہر عثمانی حکمرانوں کی اجازت سے بسایا گیا ویسے ارضِ مقدس میں گریٹر اسرائیل کو قائم کرنے کی منظم کاوشوں کی ابتدا 1899 میں ورلڈ زائینسٹ Zionist آرگنائزیشن کے قیام کے ساتھ ہوگئی تھی تھیوڈور ہرزل نے اس تنظیم کی بنیاد سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں رکھی۔ تھیوڈور زہرزل کی کاوشوں کے نتیجے میں برطانوی وزیر خارجہ آرتھر بالفور نے برطانوی یہودی کمیونٹی لیڈر لارڈ روتھ چائلڈ کو ایک خط لکھا، جس میں برطانوی حکومت کی یہودی ریاست کے قیام کے لئے حمایت کا اعادہ کیا۔ یہی خط 1948 میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام کا باعث بنا۔ صیہونی اس سے پہلے 1909 میں ارضِ مقدس میں تل ابیب شہر قائم کر کے ریاست اسرائیل کی بنیادیں قائم کر چکے تھے۔ یورپی عیسائی قوتوں کا مل کر عثمانی ریاست کا خاتمہ، اس سے پہلے تل ابیب شہر کا قیام ارض مقدس میں عظیم ریاست کے قیام کی طرف پیش قدمی تھا 1933 میں جب اڈولف ہٹلر نے یہودیوں کی نسل کشی شروع کی تو بہت سے یہودی ہجرت کر کے ارض مقدس کی طرف جانا شروع ہوگئے۔ تل ابیب میں آبادی کے باعث یہ شہر پھیلنا شروع ہوا، حتی کہ 1948 میں ریاست اسرائیل کے قیام کے اعلان کے ساتھ یہ شہر ساری ریاست کا مرکز قرار پایا۔ 78 سالوں سے اس ریاست کا جغرافیہ پھیل رہا ہے۔ مشرق وسطی میں کوئی ایسی عسکری و نظری قوت باقی نہیں رہ گئی، جو گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ میں مزاحم ہو سکے۔ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ ہی جو سیاست یہاں شروع کی گئی تھی جو مقاصد طے کئے گئے جو منصوبہ سازی کی گئی تھی اس کے حتمی نتائج ہمارے سامنے آنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ بیت المقدس صیہونی ریاست کا دارالحکومت بنایا جا چکا ہے ہم مانیں یا نہ مانیں گریٹر اسرائیل کی تکمیل کے انتظامات حتمی مراحل میں ہیں۔ فلسطینیوں کا آخری بازوئے شمشیرزن حماس مکمل بربادی کا شکار ہو چکا ہے۔ مصر، عراق، شام وغیرہ کو تباہ و برباد کرنے کے بعد ایران پر حتمی یلغار جاری ہے ایسے لگتا ہے کہ ایران پر حتمی بربادی طاری کر دی جائے گی۔ اس سے پہلے ایران اور اس کی پراکسیز صیہونی مقاصد کے حصول میں بالواسطہ مدد و معاون تھیں۔ عرب و عجم کی چپقلش کو قائم رکھ کر اہل حرم کو کمزور کیا گیا۔ مصر، عراق اور شام میں بعثی حکمران مسلط کئے گئے جنہوں نے اخوان المسلمون کو کچلنے اور عرب قومیت کو فروغ دینے کی منظم کاوشیں کیں، پھر انہی حکمرانوں کو یا تو منظر سے غائب کر دیا گیا یا انہیں اسرائیل کا باجگزار بنا دیا گیا۔ حافظ الاسد و بشار الاسد ہو یا صدام حسین مصری انوار السادات سب نے کیا کیا۔ اپنے ہی ہم مذہبوں پر قیامت ڈھائی، پھر ان کا کیا بنا۔ مصر مشرق وسطی کی بڑی عسکری قوت تھی کیمپ ڈیوڈ معاہدے کے تحت اسے اسرائیل کا ساتھی بنا دیا گیا۔ غزہ میں جس قدر ظلم اسرائیل کرتا ہے اسی قسم کا سلوک مصری حکومت فلسطینیوں کے ساتھ روا رکھتی ہے۔ شامی حکمران شامی عوام پر قہر ڈھاتے رہے ہیں اب شام کہاں ہے اسرائیلی فوج شام کے ان علاقوں پر قابض ہو رہی ہے جو گریٹر اسرائیل کا حصہ ہیں، عراق تقسیم ہو چکا ہے۔ ایرانی پراکسیز کا دھڑن تختہ کیا جا چکا ہے۔ ایران کی بربادی ہمارے سامنے ہے۔ حوثیوں کو سعودی عرب کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ حوثی کہہ چکے ہیں کہ باب المندب سے اسرائیلی و امریکی ٹینکروں کو بحفاظت گزرنے دیا جائے گا۔ حرم شریف یعنی بیت المقدس ہماری دسترس سے نکل چکا ہے۔ اسرائیل شہر مقدس کو گریٹر اسرائیل کا دارالحکومت قرار دے چکا ہے بہت سے ممالک نے اپنے اپنے سفارت خانے وہاں منتقل بھی کر دیئے ہیں۔ دشمن اب حرمین شریفین کو نشانے پر لے چکے ہیں، مدینہ پاور سٹیشن پر حوثی حملے نے نازک صورت حال کی نشاندہی کر دی ہے۔ مسجد الحرام میں کسی دہشت گرد یا خودکش بمبار کی خبریں بھی سننے میں آ رہی ہیں۔ گو سعودی حکمران اس بات کی تردید کر رہے ہیں لیکن ایک بات طے ہے کہ حرمین شریفین اب دشمنوں کے نشانے پر ہیں۔ حوثی سعودی شہروں پر میزائل داغ چکے ہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ کوئی حوثی یا ایرانی گروپ حرمین شریفین پر حملہ آور نہیں ہوگا لیکن حالیہ ڈرون و میزائل جنگ جس طرح جاری ہے اس میں ممکن ہے کہ اسرائیل ہی ایسی ناپاک جسارت کر گزرے اور ہمیں بتایا جائے کہ یہ حوثیوں یا کسی ایرانی پراکسی کی کارکردگی ہے تو ہم کیا کر لیں گے۔ ہم کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کچھ بھی کرنے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔ سعودی عرب اپنی حفاظت کے لئے امریکہ پر تکیہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن سلمان نے امریکہ کو حوثیوں پر حملہ کرنے کا کہا لیکن امریکیوں نے انکار کر دیا۔ اب مکہ معاہدے کے تحت پاکستان و ترکی کچھ کریں گے۔ لگ رہا ہے کہ پاکستان کو اس جنگ میں ملوث کر دیا جائے گا۔ پاکستان پہلے ہی چومکھی لڑائی لڑ رہا ہے۔ افغانستان، خیبر پختونخوا کے ذریعے ہم پر حملہ آور ہے۔ بلوچستان میں بی ایل اے مصروف جنگ ہے۔ ہندوستان درپردہ ایسی تمام پراکسیز کو اسلحہ بھی دے رہا ہے اور روپیہ پیسہ بھی۔ انڈیا خود بھی ہم پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ پاکستان معاشی طور پر بھی مشکلات کا شکار ہے اگر مکہ معاہدے کے تحت پاکستان ایک اور جنگ میں ملوث ہو گیا تو معاملات مزید بگاڑ کا شکار ہو جائیں گے۔ مشرق وسطی میں معاملات حتمی انجام کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ یہ سب اسرائیل کو فائدہ دے رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی جنگ پھیلتی ہوئی تباہی اسرائیل کے مفاد میں ہے۔ مشرق وسطی کی سیاسی اور عسکری صورتحال ایک نہایت خطرناک حقیقت کی عکاسی کر رہی ہے۔ یعنی جب کسی غیر ریاستی عنصر کے پاس اپنی سرحدوں سے باہر طاقت کا مظاہرہ کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے تو علاقائی عدم استحکام تیزی سے عالمی سلامتی کے چیلنج میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یمن میں حوثی گروہ کی مثال اس حقیقت کی سب سے واضح تصویر پیش کرتی ہے۔ ایک ایسی تحریک جو کبھی یمن کے اندرونی سیاسی و مذہبی تنازعے کا حصہ تھی وہ آج ریاستی خودمختاری، علاقائی سلامتی اور بین الاقوامی بحری تجارت کیلئے ایک حقیقی خطرہ بن چکی ہے۔ یہ تبدیلی اچانک نہیں آئی بلکہ ایک سوچے سمجھے عمل کا نتیجہ ہے جس نے ایک مقامی مزاحمتی گروہ کو ایک مسلح طاقت میں بدل دیا جو میزائل اور ڈرون جیسے جدید ہتھیاروں کے ذریعے خطے کی سلامتی کو چیلنج کر رہی ہے۔ حوثی تحریک کی ابتدا زیدی احیائی تحریک کے طور پر ہوئی تھی لیکن وقت کے ساتھ یہ ایک بھاری ہتھیاروں سے لیس غیر ریاستی عنصر میں تبدیل ہوگئی اور 2014 میں صنعا پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس نے میزائل اور ڈرون کی خاصی اہم صلاحیتیں حاصل کیں۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جب کوئی غیر ریاستی گروہ محض مقامی تنازعے میں فریق رہنے کے بجائے جدید عسکری ٹیکنالوجی تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو اس کا کردار ریاستی اداروں سے مختلف نہیں رہتا جبکہ اس پر بین الاقوامی قانون اور احتساب کے وہی تقاضے لاگو نہیں ہوتے جو ایک باقاعدہ ریاست پر ہوتے ہیں۔ یہی وہ خلا ہے جو خطرے کو مزید سنگین بنا دیتا ہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اس خطرے کا ادراک بروقت کیا تھا 2015 میں قرارداد 2216 کے ذریعے حوثیوں سے تشدد ختم کرنے، قبضے میں لیے گئے علاقے خالی کرنے اور اسلحہ حوالے کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ تاہم اس قرارداد پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث 2022 میں قرارداد 2624 کے ذریعے حوثیوں کو اسلحہ پابندی کے دائرے میں لایا گیا۔ یہ دونوں اقدامات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ عالمی برادری نے بھی اس خطرے کی سنگینی کو تسلیم کیا لیکن سوال یہ ہے کہ محض قراردادیں کسی ایسے عنصر کو کیسے روک سکتی ہیں جو ریاستی ذمہ داری اور بین الاقوامی جوابدہی کے دائرے سے باہر کام کرتا ہے۔ حوثیوں کی کارروائیوں کا دائرہ کار وقت کے ساتھ وسیع ہوتا گیا۔ ابتدا میں یہ یمن کے اندرونی تنازعے تک محدود تھیں لیکن بعدازاں ان حملوں کا رخ سعودی سرزمین، شہری تنصیبات اور اہم اقتصادی اثاثوں کی طرف ہوگیا۔ اب یہ محض سعودی عرب کا داخلی مسئلہ نہیں رہا بلکہ خطے کی توانائی کی سلامتی اور عالمی منڈیوں کے استحکام کا سوال بن چکا ہے۔ اس پورے منظرنامے میں سعودی عرب کی حیثیت محض ایک علاقائی طاقت کی نہیں بلکہ اس کی اہمیت مذہبی اور روحانی سطح پر بھی غیر معمولی ہے کیونکہ حرمین شریفین اسی سرزمین پر واقع ہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جو پاکستان کیلئے اس معاملے کو محض ایک علاقائی تنازعہ نہیں بلکہ ایک بنیادی سلامتی، اقتصادی اور مذہبی ترجیح بنا دیتا ہے۔ پاکستان کا موقف اس حوالے سے واضح اور غیر مبہم ہے۔ پاکستان اس سلسلے میں سعودی عرب پر حوثیوں کے حملوں، حرمین شریفین کو دھمکیوں اور تجارتی جہاز رانی پر حملوں کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔ پاکستان کا موقف ہے کہ ایسی کارروائیاں خودمختاری، بین الاقوامی قانون اور آزادانہ بحری نقل و حرکت کی صریح خلاف ورزی ہیں۔ پاکستان کی قیادت نے بارہا یہ واضح کیا ہے کہ حرمین شریفین کو کسی بھی قسم کا خطرہ ایک ناقابلِ قبول ریڈ لائن ہے اور حرمین پر حملہ روایتی جغرافیائی سیاسی حساب کتاب سے بالاتر ہو کر پوری امتِ مسلمہ کے روحانی مرکز پر حملہ تصور ہوگا۔ پاکستان کا سعودی عرب کے ساتھ یہ تزویراتی تعلق محض جذباتی وابستگی تک محدود نہیں بلکہ اسے باقاعدہ دفاعی معاہدوں کی شکل میں مستحکم کیا گیا ہے۔ سٹریٹجک باہمی دفاعی معاہدہ اور مکہ مشترکہ دفاعی معاہدہ دونوں ممالک کی موجودہ تزویراتی اور دفاعی شراکت داری کو مزید مضبوط بناتے ہیں۔ یہ معاہدے عسکری تیاری اور اجتماعی سلامتی کیلئے ایک اضافی فریم ورک فراہم کرتے ہیں جبکہ پاکستان کسی بھی ممکنہ ردعمل کی نوعیت، وقت اور پیمانے کے حوالے سے اپنی آپریشنل خودمختاری بھی برقرار رکھتا ہے۔ یہ متوازن پالیسی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ پاکستان اپنے اتحادی کی حمایت میں کسی لچک کا مظاہرہ نہیں کرتا مگر ساتھ ہی اپنے فیصلوں میں دانشمندی اور تدبر کو بھی مقدم رکھتا ہے۔ تین برس قبل حوثیوں کے خطرے نے ایک نئی جہت اختیار کرلی یعنی بحیرہ احمر اور باب المندب میں تجارتی بحری جہازوں پر حملے نئی جہت ہے۔ جو کچھ یمن کے اندرونی تنازعے کے طور پر شروع ہوا تھا وہ اب بین الاقوامی تجارت اور بحری آزادانہ نقل و حرکت کے لیے ایک کھلا چیلنج بن چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے 2024 میں قرارداد 2722 کے ذریعے تجارتی اور شہری جہازوں پر حوثی حملوں کی مذمت کی اور ان کے فوری خاتمے کا مطالبہ کیا جبکہ بین الاقوامی قانون کے تحت بحری نقل و حرکت کے حقوق کی بھی توثیق کی۔ بین الاقوامی قانونِ بحر (یو این کلوس) بھی بین الاقوامی آبی گزرگاہوں سے گزرنے کے حق کا تحفظ کرتا ہے۔ ان قانونی دستاویزات کی موجودگی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ حوثیوں کی کارروائیاں محض کسی ایک ملک کے خلاف نہیں بلکہ پوری عالمی تجارتی نظام کے خلاف چیلنج ہیں۔ پاکستان نے اسی بنیاد پر تجارتی اور شہری جہاز رانی پر حملوں کی بارہا اور واضح مذمت کی ہے اور بین الاقوامی قانون کے مطابق بحری سلامتی اور آزادانہ نقل و حرکت کی حمایت کی ہے۔ سعودی عرب کو بھی اپنی سرزمین، شہریوں اور قومی اثاثوں کو بیرونی جارحیت سے بچانے کا فطری اور پیدائشی حق حاصل ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اپنے شہریوں، تجارتی مفادات اور بحری اثاثوں کا تحفظ کسی بھی ریاست کی خودمختار ذمہ داری ہے۔ پاکستان نے واضح کیا ہے کہ اگر پاکستانی جہازوں، شہریوں یا بحری مفادات کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو وہ اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات پر غور کرے گا۔ یہ بیان کسی جارحانہ عزائم کا اظہار نہیں بلکہ ایک ذمہ دار ریاست کے فطری دفاعی حق کی ترجمانی ہے۔ اس کے باوجود پاکستان عسکری تصادم کو سیاسی حل کا متبادل تصور نہیں کرتا۔ اسلام آباد یمن کی وحدت، خودمختاری اور علاقائی سالمیت کی حمایت کرتا ہے اور اقوامِ متحدہ کی متعلقہ قراردادوں کے مطابق مکالمے اور سفارت کاری کے ذریعے یمنی قیادت میں سیاسی تصفیے کی وکالت کرتا ہے۔ سفارت کاری ہمیشہ پاکستان کا ترجیحی راستہ رہا ہے لیکن یہ بات بھی اتنی ہی واضح ہے کہ سفارت کاری خودمختار ریاستوں پر حملوں، شہری جہاز رانی پر کارروائیوں یا حرمین شریفین کو لاحق خطرات کو جواز فراہم نہیں کرسکتی۔ امن اور مکالمے کی حمایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی غیر ریاستی عنصر کو بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی جائے۔ قارئین کرام! پاکستان کے اس موقف میں ابہام کی کوئی گنجائش نہیں۔ علاقائی امن اس بنیاد پر تعمیر نہیں ہوسکتا کہ غیر ریاستی عناصر کو میزائلوں، ڈرونز اور بین الاقوامی تجارت پر حملوں کے ذریعے سلامتی کے معاملات کا فیصلہ کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ پاکستان کا واضح موقف ہے کہ حوثی حملے بند ہونے چاہئیں، سعودی خودمختاری اور سلامتی کا احترام کیا جانا چاہیے، حرمین شریفین کا تقدس ہمیشہ شک و شبہ سے بالاتر رہنا چاہیے اور بحری آزادانہ نقل و حرکت کا تحفظ یقینی بنانا ہوگا۔ یمن کا بحران دراصل اس وسیع تر حقیقت کی ایک کڑی ہے کہ جب غیر ریاستی عناصر کو عسکری طاقت تک رسائی مل جاتی ہے تو یہ طاقت نہ صرف اس ملک کے اندرونی استحکام کو تباہ کرتی ہے بلکہ پورے خطے اور عالمی تجارتی نظام کو بھی غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ مکالمے اور سفارت کاری کو ترجیح دی ہے مگر سعودی عرب کی سلامتی اور حرمین شریفین کے تحفظ سے متعلق اس کا عزم اٹل اور غیر متزلزل ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 38

شہر کے مختلف علاقوں میں غیر معیاری گندم سے تیار کردہ آٹا فروخت کرنے والوں کے خلاف بھرپور کارروائیاں کیں۔ ان کارروائیوں کے دوران 24 افراد کو گرفتار کر کے جیل منتقل کیا گیا جبکہ 4 دکانیں سیل کردی گئیں۔ متعدد دکانداروں کو سخت وارننگ بھی جاری کی گئی۔ یہ کارروائیاں سریاب روڈ، کواری روڈ، قندہاری بازار، مسجد روڈ، سٹی کے مختلف ڈیپارٹمنٹل اسٹورز، ایئرپورٹ روڈ، عالمو چوک، نواں کلی، بھوسہ منڈی اور سرکی روڈ سمیت مختلف علاقوں میں کی گئیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 39

ہے کہ پنشن کی درخواست مسترد ہونا بذات خود بدانتظامی نہیں۔ قانونی اہلیت کے تنازع کو محض بدانتظامی کا نام دے کر محتسب کا دائرہ اختیار نہیں بڑھایا جاسکتا۔ عدالت کے مطابق پنشن کے لیے عمومی طور پر کم از کم پندرہ سال کی شراکت درکار ہے، جبکہ درخواست گزار جاوید اقبال بھٹی کی بیمہ شدہ ملازمت چھ سال سے بھی کم تھی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 40

بھی بات چیت کی گئی۔ دونوں جانب سے صحت، آئی ٹی، زراعت، لائیو سٹاک، مالیاتی خدمات، ہوابازی اور معدنیات سمیت مختلف شعبوں میں تعاون کے امکانات کا جائزہ لیا گیا، جام کمال خان نے لائیو سٹاک کے شعبے میں برطانوی ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری بڑھانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ لائیو سٹاک کی پیداوار، ویلیو ایڈیشن اور گوشت کی برآمدات میں اضافے کے وسیع مواقع موجود ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 41

نہیں ہوا، ہمیں معلوم ہے احساس بھی ہے کہ عوام تکلیف میں ہیں۔ رکن کمیٹی سید نوید قمر نے کہا کہ پیٹرولیم لیوی نان ٹیکس ریونیو ہے، پیٹرولیم لیوی پر پارلیمنٹیرینز کا ووٹ نہیں ہے، پیٹرولیم لیوی ایگزیکٹو کے ہاتھ میں ہے۔ وزیر پیٹرولیم نے جواب دیا کہ پیٹرولیم لیوی کے اہداف بجٹ میں مختص ہیں، ملٹی لیٹرل پارٹنر کے بغیر لیوی کے ہدف میں تبدیلی نہیں کرسکتے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 42

حالت خود بخود تبدیل نہیں ہوتی۔ جمعرات کو سماجی رابطے کی ویب سائیٹ ایکس پر اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ عالمی بینک کی جانب سے پاکستان کو مشرق وسطی، شمالی افریقہ، افغانستان اور پاکستان (میناپ) کے رپورٹنگ ریجن میں شامل کرنے کا فیصلہ انتظامی اور شماریاتی نوعیت کی درجہ بندی ہے، اس تبدیلی سے نہ تو پاکستان کی جغرافیائی حیثیت تبدیل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی بطور جنوبی ایشیائی ملک شناخت پر کوئی اثر پڑتا ہے، اسی طرح پاکستان کی آمدنی کے لحاظ سے درجہ بندی بھی تبدیل نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ یہ فرق سمجھنا نہایت اہم ہے کیونکہ کسی شماریاتی گروپ میں شامل ممالک کی تعداد یا ساخت تبدیل ہونے سے اس گروپ کے علاقائی اعداد و شمار بھی تبدیل ہو جاتے ہیں، پاکستان کی بڑی آبادی کو میناپ میں شامل کیے جانے کے بعد غربت، آبادی اور فی کس آمدنی سے متعلق علاقائی اشاریے لازماً مختلف نظر آئیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ان اعداد و شمار میں پاکستان کے اعداد بھی شامل ہوں گے۔ خرم شہزاد نے کہا کہ علاقائی اوسط عموماً آبادی کے تناسب سے نکالی جاتی ہے چنانچہ کوئی بڑا ملک اپنے اعداد و شمار کے ذریعے پورے علاقائی اوسط پر نمایاں اثر ڈال سکتا ہے، پاکستان کی آبادی زیادہ تر مینا (ایم ای این اے) کی معیشتوں کے مقابلے میں بہت بڑی ہے، اس لیے اس کی شمولیت سے ان علاقائی اوسطوں میں واضح تبدیلی آنا فطری ہے مثال کے طور پر فرض کریں کہ ایک خطے کی آبادی 10 کروڑ ہے اور وہاں غربت کی شرح 10 فیصد ہے، یعنی ایک کروڑ افراد غربت کا شکار ہیں اب اگر اسی خطے میں مزید 10 کروڑ آبادی والا ایک ملک شامل کردیا جائے جہاں غربت کی شرح 30 فیصد ہو، یعنی وہاں 3 کروڑ افراد غریب ہوں، تو پورے خطے میں غربت کی مجموعی شرح 20 فیصد ہو جائے گی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 43

گی۔ نوٹیفکیشن کے مطابق لیدر کی مصنوعات، گارمنٹس، ٹیکسٹائل اور جننگ فیکٹریوں کی بھی مانیٹرنگ کی جائے گی۔ ایف بی آر کا کہنا ہے کہ آبزڈین ٹیکنالوجیز، ٹوٹل پاکستان، آتھینٹک اور آئی ایس ایس ایم لیبلنگ کے ذریعے تین سال تک مانیٹرنگ کرانا ہوگی۔ یہ ایف بی آر کی تصدیق شدہ مانیٹرنگ کمپنیاں ہیں اور متعلقہ صنعتوں کو ان میں سے کسی ایک کمپنی سے مانیٹرنگ کے آلات خریدنا ہوں گے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 44

ژوب کو فوری طور پر پوسٹ گریجویٹ کالج کا درجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔ جس کیلئے ہر فورم پر رابطے کرکے آواز بلند کرینگے، طلبا و طالبات کی سیاسی، ثقافتی اور غیر نصابی سرگرمیوں پر پابندی بلاجواز اور نوجوان تعلیم یافتہ طبقے کے صلاحیتوں کو زنگ آلود کرنے کے مترادف ہے پشتونخوا ایس او نے ملی شہید عثمان خان کاکڑ کی قیادت میں اس وقت سے لیکر اب تک تعلیمی اداروں کے قیام، تعلیم کو عام کرنے، معیاری تعلیم کی فراہمی اور تعلیمی اداروں کے مسائل حل کرنے کیلئے طویل اور صبر آزما جدوجہد کی ہے وہ ڈگری کالج ژوب میں طلبا کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کررہے تھے اس موقع پر پشتونخوا ایس او کے زونل مرستیال سیکرٹری ایمل ساروان نے بھی خطاب کرتے ہوئے پارٹی چیئرمین اور پارٹی وفد کو کالج کا دورہ کرنے پر خوش آمدید کہا، چیئرمین کے دورے کے دوران پارٹی کے سینئر ڈپٹی چیئرمین رضا محمد رضا اور دوسرے رہنما بھی ساتھ تھے کالج پہنچنے پر کالج کے پرنسپل اور اساتذہ نے پارٹی چیئرمین ایم این اے خوشحال خان کاکڑ اور پارٹی وفد کا استقبال کیا اور چائے پارٹی کے ذریعے ان کی مہمان نوازی کی اور پارٹی چیئرمین ایم این اے خوشحال خان کاکڑ کو کالج کے درپیش مسائل و مشکلات سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کیا۔ جبکہ پارٹی چیئرمین خوشحال خان کاکڑ نے مسائل کے حل کیلئے متعلقہ حکام سے رابطہ کرنے اور انہیں حل کرنے کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ ڈگری کالج ژوب کو پوسٹ گریجویٹ کا درجہ دینا اشد ضروری ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 45

بارکھان کے رہائشی انور جان ولد حسن خان نے مبینہ طور پر گھریلو تنازع اور ناراضگی سے دل برداشتہ ہو کر خود پر فائر چلا لیا، جس سے وہ لہولہان ہو گئے۔ واقعے کے فوراً بعد زخمی نوجوان کو ہسپتال بارکھان منتقل کیا گیا، جہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹروں نے ابتدائی طبی امداد فراہم کی، تاہم زخموں کی نوعیت انتہائی تشویشناک ہونے کے پیش نظر اسے ایمرجنسی بنیادوں پر مزید علاج کے لیے ڈیرہ غازی خان (ڈی جی خان) ریفر کر دیا گیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 46

کی حیثیت سے اپنے دور میں عطیہ کے فنڈز کا غلط استعمال کرنے کا الزام لگایا۔ سری لنکا کے سابق صدر مہندا راجا پاکسے کی اہلیہ کو اس الزام میں حراست میں لے لیا گیا کہ وہ خاتون اول کے عہدے پر اپنے خیراتی ادارے کے لیے ملنے والے عطیات کا غلط استعمال کر رہی تھیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 47

ایرانی میزائل، ڈرون حملوں کے بعد خالی کیا گیا۔ ادارے کی جانب سے بتایا گیا کہ جنگ کے ابتدائی دنوں میں امریکی فوجیوں کو بیس پر شدید ایرانی حملوں کا سامنا کرنا پڑا، ایرانی حملوں کے نتیجے میں فوجی اڈے کو نقصان پہنچنے کی ویڈیوز بھی سامنے آ گئیں۔ رپورٹ کے مطابق اڈے پر ایف فائیو جنگی طیاروں سے بھی حملے کیے گئے، حملے شدید تھے اور فوجیوں کے پاس اڈہ چھوڑنے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا، دفاع کے لیے امریکی فوجیوں کے پاس گولہ بارود بھی انتہائی کم رہ گیا تھا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 48

بلوچستان کو متاثر کر رکھا ہے۔ طاقت کے استعمال اور فوجی آپریشن کے بجائے امن کے قیام کے لیے مذاکرات، بامقصد بات چیت اور سیاسی حل کا راستہ اختیار کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کوئٹہ میں وفود سے ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی شاہراہیں ویران اور عوام پریشان ہیں۔ بدامنی اور قتل و غارت گری سے ہر علاقہ متاثر ہے، معیشت اور تجارت تباہ ہو چکی ہے۔ حکومتی سطح پر روزگار کے مواقع نہیں، نہ ہی سرکار کی طرف سے روزگار اور کاروبار کے لیے کارخانے قائم کیے گئے ہیں، جبکہ بارڈرز کی بندش نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہے۔ ہر طرف غربت، بے روزگاری اور پریشانی کے ساتھ بدعنوانی و بدامنی کا دور دورہ ہے، معیشت تباہ، عوام بدحال اور جان و مال غیر محفوظ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے نوجوانوں کو بندوق نہیں بلکہ تعلیم، روزگار اور ترقی کے مواقع درکار ہیں۔ خیرات نہیں وسائل پر دسترس اور حقوق چاہئیں حکومت فوری طور پر عوامی اعتماد بحال کرنے کے لیے امن ترقی اور خوشحالی کیلئے عملی اقدامات کرے۔ طاقت اور جبر اور فارم 47 کے بجائے حقیقی سیاسی قیادت، عوام سے مخلص قبائلی عمائدین اور تمام اسٹیک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر ایسا جامع امن منصوبہ بنایا جائے جو بلوچستان کے عوام کے مسائل کا مستقل حل پیش کرسکے۔ مولانا ہدایت الرحمن بلوچ نے کہا کہ جماعت اسلامی ان مظالم اور عوامی مسائل کے خلاف اسمبلی کے اندر و باہر ہر جگہ ہر فورم پر آواز بلند کررہی ہے، احتجاج، دھرنے اور جلسے کیے جارہے ہیں۔ عوام جماعت اسلامی کا ساتھ دیں تاکہ امن وامان بحال، انصاف وعدل کا اسلامی نظام قائم اور بلوچستان کے عوام کو ان کے بنیادی حقوق مل سکیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 49

کی صبح امریکی ساحل سے ٹکرا سکتا ہے۔ امریکی محکمہ موسمیات کے مطابق طوفان کے ریاست مسی سپی اور فلوریڈا کے درمیان ساحل سے ٹکرانے کا امکان ہے، جس کے نتیجے میں شدید بارش اور سیلاب آسکتا ہے۔ طوفان اس وقت خلیج میکسیکو میں ریاست مسی سپی سے 745 کلومیٹر جنوب مغرب میں موجود ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 50

اور آئی ٹی آپریشنز کے موضوع پر ایک روزہ تربیتی سیشن منعقد کیا گیا۔ تربیتی سیشن میں SAR ڈیٹا، ٹیکس دہندگان کو متعلقہ قوانین وقواعد کے تحت نوٹسز کا اجرا، ڈیسک آڈٹ، شارٹ پیمنٹس، اسیسمنٹ آرڈرز، ان پٹ/آؤٹ پٹ ٹیکس اور ٹیکس انفورسمنٹ کے مراحل کے حوالے سے عملی معلومات فراہم کی گئیں۔ آئی ٹی سیشن میں رجسٹریشن کے عملی طریقہ کار، ریٹرن فائلنگ اور متعلقہ Annexures کے حوالے سے بھی شرکاء کو تربیت دی گئی۔ تربیتی سیشن میں AG آفس، ٹیکس ماہرین اور PRA کے نمائندگان نے بطور ٹریزز شرکت کی BRA حکام کے مطابق تربیت کا مقصد متعلقہ افسران، انسپکٹرز، آڈیٹرز، ٹیکس فسیلیٹیشن افسران اور آئی ٹی ٹیم کی پیشہ ورانہ استعداد اور عملی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنانا ہے، تاکہ ٹیکس انتظامیہ، ٹیکس دہندگان کی سہولت اور محصولات کی وصولی کے عمل کو مزید مؤثر بنایا جاسکے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 51

کارروائی کرتے ہوئے چوری شدہ تاروں سے بھری دو گاڑیاں، ایک ایکس ٹو ڈی اور ایک پریموں برآمد کرلیں کارروائی میں ایڈیشنل ایس ایچ او شمس الدین صاحب، نقیب اللہ ایس آئی، ببرک خان اے ایس آئی، سپاہی عصمت اللہ، سپاہی محمد یوسف، شیغالہ ایس ایچ او محمد یاسین اور ایڈیشنل ایس ایچ او ولی خان سمیت دیگر پولیس اہلکاروں نے کارروائی میں حصہ لیا پولیس ٹیم نے مشترکہ کارروائی کے دوران ملزمان کو گرفتار کرکے ان کے قبضے سے بڑی مقدار میں چوری شدہ تاریں برآمد کرلیں۔ اس کے علاوہ تاروں سے بھری دونوں گاڑیوں، ایک ایکس ٹو ڈی اور ایک پریموں، کو بھی پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا گرفتار ملزمان کے خلاف پولیس تھانہ بادینزئی میں باقاعدہ مقدمہ درج کرلیا گیا ہے، جبکہ برآمد شدہ گاڑیوں اور تاروں کو قبضہ پولیس میں لے کر مزید تفتیش کا عمل جاری ہے پولیس حکام کے مطابق علاقے میں چوری اور دیگر جرائم کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ مزید تیز کیا جائے گا، جبکہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے عناصر کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 52

بلوچ قوم پرست سیاسی رہنما ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی کی وفات بلوچ قوم پرست سیاست کے لیے ایک بڑا نقصان ہے۔ ان کی سیاسی زندگی بلوچ قومی حقوق، سیاسی شعور اور جمہوری جدوجہد کے ایک طویل دور سے وابستہ رہی۔ مرکزی ترجمان نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی بلوچ سیاسی جدوجہد کی اس نسل سے تعلق رکھتے تھے جس نے بلوچستان کی سیاسی تاریخ کے مختلف ادوار میں سیاسی شعور اور قومی حقوق کی جدوجہد کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان کی سیاسی زندگی اوائل کی بلوچ طلبہ و سیاسی تنظیموں اور جماعتوں سے وابستگی سے لے کر مختلف سیاسی ادوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بلوچ قومی سیاست کے ایک ایسے دور کے سیاسی کارکن اور رہنما تھے جس کے کئی کردار آج ایک ایک کرکے ہم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی کی وفات سے بلوچ قوم ایک ایسے سیاسی کردار سے محروم ہوگئی ہے جس نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ بلوچ قومی سوال، سیاسی شعور اور حقوق کی جدوجہد سے وابستہ رکھا۔ ان کا سیاسی سفر اور تجربات بلوچستان کی سیاسی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں، جبکہ ان کی وفات ان کے سیاسی رفقاء، دوستوں، عزیز واقارب اور اہل خانہ کے لیے ایک بڑا صدمہ ہے۔ مرکزی ترجمان نے مزید کہا کہ بلوچستان نیشنل پارٹی عوامی ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی کی سیاسی جدوجہد اور قومی سیاست میں ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان کے انتقال پر ان کے اہل خانہ، عزیز و اقارب اور سیاسی رفقا سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

بقیہ بلوچستان نیوز 53

ہے۔ تفصیلات کے مطابق وفاقی محتسب کے سیوی ریجنل دفتر میں شہریوں کی جانب سے گیس کے زائد اور غلط بلوں سمیت دیگر شکایات کے ازالے کے لیے رجوع کیا جا رہا ہے، جہاں شکایات کی سماعت کے بعد متعلقہ محکموں کو صارفین کو ریلیف فراہم کرنے کے احکامات جاری کیے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں سیوی کے ایک رہائشی کو گیس کے بل میں ایک لاکھ 90 ہزار روپے سے زائد کا ریلیف فراہم کیا گیا ہے عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ وفاقی محتسب کے ادارے کی جانب سے سیوی، نصیرآباد، کچھی اور دیگر علاقوں کے شہریوں کی شکایات پر فوری کارروائی اور ریلیف کی فراہمی قابل تحسین اقدام ہے، جس سے عام شہریوں کو اپنے جائز حقوق کے حصول میں مدد مل رہی ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 54

ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گنجائش سے زائد قیدیوں کی تعداد اڈیالہ جیل کا مسئلہ ضرور ہے، جیلوں میں قیدیوں کی بڑھتی تعداد کے مسئلے پر حکومت غور کر رہی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل نے کہا کہ اسلام آباد میں نئی جیل کی تعمیر سے اڈیالہ جیل میں قیدیوں کا آدھا بوجھ کم ہو جائیگا، قیدیوں کے حقوق پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جاتا، جوڈیشل افسران باقاعدگی سے اڈیالہ جیل کا دورہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اڈیالہ جیل میں 6 مرد اور ایک خاتون ڈاکٹر تعینات ہیں، جیل میں ای سی جی، الٹرا ساؤنڈ، ڈینٹل اور دیگر طبی سہولتیں دستیاب ہیں، اڈیالہ جیل میں دستیاب طبی سہولتیں شاید قیدیوں کو جیل سے باہر بھی میسر نہ ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل کے مطابق اڈیالہ جیل میں ایچ آئی وی کے تقریباً 100 کیسز ہیں، ایچ آئی وی کے بیشتر کیسز قیدی جیل میں داخلے سے پہلے ہی ساتھ لاتے ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 55

پیشہ عناصر کیخلاف کارروائی کی خصوصی ہدایت پر اے ایس آئی محمد ہاشم نے پولیس ٹیم کے ہمراہ کامیاب کارروائی عمل میں لاتے ہوئے پولیس تھانہ اوتھل کے مقدمہ نمبر 2026/64 بجرم 379-34 ت پ میں ملوث ملزم بورو ولد سونو قوم بھیل سکنہ چھب مانڈڑہ اوتھل کو گرفتار کر کے ملزم کے قبضہ سے چوری شدہ سولر کیبل مالیت 50,000 روپے برآمد کرلی۔ واضح رہے کہ ملزم نے سولر کیبل موضع چھب مانڈڑہ کے مقام سے ہی چوری کی تھی۔ اوتھل پولیس نے بروقت کارروائی عمل میں لاتے ہوئے چوری میں ملوث ملزم کو گرفتار کر کے مزید تفتیش شروع کردی ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 56

آگاہی کیلئے 15 اکتوبر کو ایک خصوصی تقریب منعقد کی جائے گی، جس میں بلوچستان بھر کے دور دراز علاقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کو مدعو کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے تقریب کی تیاریوں سے متعلق اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس میں سی ای او عبدالمنان، سوشل انوویشن اکیڈمی کی نمائندہ روزینہ کاکڑ اور دیگر حکام نے شرکت کی۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی دیہی خواتین میں کاروباری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، انہیں جدید کاروباری طریقوں سے روشناس کرانے اور اپنے وسائل کو آمدن کے مؤثر ذرائع میں تبدیل کرنے کے مواقع فراہم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خواتین صوبے کی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، بالخصوص دیہی علاقوں میں خواتین دستکاری، زراعت، لائیو اسٹاک، فوڈ پروسیسنگ، گھریلو صنعت، سیاحت اور دیگر شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نہ صرف اپنے خاندانوں کی معاشی حالت بہتر بنا سکتی ہیں بلکہ مقامی معیشت کے فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کر سکتی ہیں۔ بلال خان کاکڑ نے کہا کہ بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ خواتین کو کاروباری مواقع، سرمایہ کاری کے امکانات، مارکیٹ تک رسائی اور کاروبار کے فروغ سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کیلئے عملی اقدامات کر رہا ہے۔ مجوزہ تقریب کا مقصد دیہی خواتین کو ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے جہاں وہ ماہرین سے رہنمائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے کاروباری آئیڈیاز اور مسائل بھی پیش کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں موجود باصلاحیت خواتین کو معاشی سرگرمیوں کا حصہ بنانا صوبے کی مجموعی ترقی اور خوشحالی کیلئے ناگزیر ہے۔ بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ خواتین کی کاروباری استعداد بڑھانے اور انہیں معاشی طور پر خودمختار بنانے کے عمل میں اپنا کردار جاری رکھے گا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 57

متعارف کرایا ہے۔ یہ جدید نظام گیس کے اخراج کی بروقت نشاندہی کرنے، فوری مرمت کو ممکن بنانے اور کمپنی کے گیس ڈسٹری بیوشن نیٹ ورک میں گیس کے ضیاع کو کم کرنے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کا نفاذ ایس ایس جی سی کی تکنیکی جدت، اختراع اور مسلسل ترقی کے سفر میں ایک اور اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں ایس ایس جی سی کے کراچی ٹرمینل میں واقع لرننگ اینڈ ڈیولپمنٹ سینٹر میں ایک پروقار افتتاحی اور حوالگی کی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی ایس ایس جی سی کے منیجنگ ڈائریکٹر امین راجپوت تھے۔ اس موقع پر کمپنی کی اعلی انتظامیہ، افسران اور کاروباری شراکت داروں نے شرکت کی۔ منیجنگ ڈائریکٹر نے ربن کاٹ کر جدید نظام کا باضابطہ افتتاح بھی کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے منیجنگ ڈائریکٹر ایس ایس جی سی امین راجپوت نے اس نظام کے اجرا کو کمپنی اور پاکستان کے توانائی کے شعبے کے لیے ایک تاریخی کامیابی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس جدید تکنیکی نظام کے متعارف ہونے سے ایس ایس جی سی عوامی تحفظ، ماحولیاتی ذمہ داری اور ڈیجیٹل جدت کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سرمایہ کاری عوام کے تحفظ، فیلڈ وسائل کے مؤثر استعمال، کمپنی کے بنیادی ڈھانچے کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور توانائی کے قیمتی وسائل کے تحفظ کے لیے ہمارے غیر متزلزل عزم کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ ٹیکنالوجی گیس کے انتہائی معمولی اخراج کی بھی نشاندہی کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، جس سے متعلقہ ٹیمیں ممکنہ خطرات کے سنگین صورت اختیار کرنے سے پہلے ہی ضروری مرمت اور اصلاحی اقدامات کر سکیں گی۔ منیجنگ ڈائریکٹر نے مزید کہا کہ اس خصوصی نظام کی تنصیب کے ذریعے ایس ایس جی سی روایتی طریقہ کار، جس میں خرابی پیدا ہونے کے بعد مرمت کی جاتی ہے، سے آگے بڑھ کر اثاثوں کی حفاظت اور دیکھ بھال کے ایک عالمی معیار کے پیشگی اقدامات پر مبنی ماڈل (Proactive Asset Integrity Model) کی جانب پیش رفت کر رہی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایک ذمہ دار کارپوریٹ ادارے کی حیثیت سے ایس ایس جی سی سنگین گیس کے اخراج میں کمی اور ماحولیاتی، سماجی و انتظامی (ESG) معیارات کی پاسداری کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم پوری قوم کے سامنے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ

توانائی کی فراہمی اور ماحولیاتی ذمہ داری کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ انہوں نے اس اہم منصوبے کو عملی جامہ پہنانے پر انتظامی ٹیم، ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ (R&D) اور آپریشنز کی ٹیموں کو مبارک باد پیش کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر آپریشنز، سعید رضوی نے کہا کہ ایڈوانسڈ موبائل گیس لیک ڈیٹیکشن سسٹم کی تنصیب کمپنی کے فیلڈ آپریشنز میں ایک بڑی تکنیکی پیش رفت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے کمپنی نے اپنی ٹیکنیکل اور آپریشنز ٹیموں کو عالمی گیس انڈسٹری میں دستیاب جدید ترین ٹیکنالوجی فراہم کی ہے، جس سے گیس ڈسٹری بیوشن نیٹ ورک کے معائنے، گیس کے اخراج کی نشاندہی، خرابی کی تشخیص، مرمت اور دیکھ بھال کے طریقہ کار میں بنیادی تبدیلی آئے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اس نظام کا ہر یونٹ عالمی ٹیکنالوجی کمپنی ABB کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہے، جو گیس کے اخراج کو پارٹس پر بلین (PPB) کی انتہائی معمولی سطح تک شناخت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سعید رضوی نے مزید وضاحت کی کہ اس نظام میں موجود جدید الگورتھم نہ صرف قدرتی گیس کے اخراج کے مقام کی درست نشاندہی کرتے ہیں بلکہ گیس کے اخراج کی متوقع شرح کا بھی حساب لگاتے ہیں۔ اس سہولت کی بدولت کمپنی کی متعلقہ ٹیمیں گیس کے ضیاع کی مقدار اور اخراج کی شدت کو مدنظر رکھتے ہوئے مرمت کے کاموں کی ترجیحات سائنسی اور معروضی بنیادوں پر متعین کرسکیں گی۔ انہوں نے منصوبے کی کامیاب تکمیل میں پروجیکٹ ٹیم کی مسلسل محنت، لگن اور متعلقہ شعبوں کے تعاون اور معاونت کو خصوصی طور پر سراہا۔ اس موقع پر پروجیکٹ لیڈ اور سربراہ شعبہ تحقیق و ترقی (R&D) محمد علی شاہ نے اپنی پریزنٹیشن میں شرکا کو منصوبے کے ابتدائی تصور سے لے کر عملی نفاذ تک کے مختلف مراحل سے آگاہ کیا۔ انہوں نے نظام کی اہم تکنیکی خصوصیات اور مقامی ماحول میں مؤثر کارکردگی یقینی بنانے کے لیے کی گئی ضروری تبدیلیوں اور تکنیکی مطابقتوں پر بھی روشنی ڈالی۔ ایس ایس جی سی کی اعلی انتظامیہ نے اس منصوبے کے کامیاب اور مؤثر نفاذ میں نمایاں کردار ادا کرنے والے افراد اور ٹیموں کی خدمات کو بھی سراہا۔ اس سلسلے میں فیلڈ انجینئرز، پروجیکٹ ٹیم، پروجیکٹ لیڈ اور اصل سازندہ کمپنی (OEM) کے شراکت دار کو خصوصی یادگاری شیلڈز پیش کی گئیں۔ مزید برآں، کمپنی کے مقررہ طریقہ کار کے مطابق، ایڈوانسڈ موبائل گیس لیک ڈیٹیکشن سسٹم کے یونٹس کی تحویل اور ذمہ داری باقاعدہ طور پر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ ڈپارٹمنٹ سے ڈسٹری بیوشن ڈویژن کے جنرل منیجرز کے سپرد کردی گئی۔ تقریب کے اختتام پر شعبہ تحقیق و ترقی کے ڈویژنل ہیڈ، عادل عزیز خان نے اظہار تشکر کیا۔ انہوں نے کمپنی کی اعلی انتظامیہ، سینئر جنرل منیجرز، پروجیکٹ ٹیم، علاقائی آپریشنز اور ٹیکنیکل ٹیموں، معاون شعبوں، ٹیکنالوجی پارٹنرز اور افتتاحی تقریب کی انتظامی کمیٹی کا شکریہ ادا کیا اور منصوبے کی کامیابی میں ان کی خدمات اور تعاون کو خراج تحسین پیش کیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 58

سرگرمیوں اور کارکنوں کے لیے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی اور شاباش دی۔ جمال شاہ کاکڑ نے اسپیکر قومی اسمبلی کو بلوچستان میں مسلم لیگ (ن) کے تنظیمی معاملات، پارٹی سرگرمیوں اور کارکنوں سے متعلق امور پر تفصیلی بریفنگ دی۔ اس موقع پر سردار ایاز صادق نے بلوچستان میں پارٹی کارکنوں کے لیے پارٹی سیکرٹریٹ کے قیام کو خوش آئند قرار دیا۔ اس موقع پر جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ کارکن پارٹی کا بنیادی سرمایہ ہیں، ان کے مسائل کے حل اور انہیں بہتر سہولیات کی فراہمی کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے پارٹی کارکنوں کے مسائل کے حل کے لیے مؤثر رابطہ اور مشاورت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ تنظیمی امور میں صوبائی وزراء اور اراکین پارلیمان کو بھی مشاورت میں شامل کیا جائے گا تاکہ پارٹی کو مزید مضبوط اور فعال تنظیمی ڈھانچے میں منظم کیا جاسکے۔ اس موقع پر جمال شاہ کاکڑ نے سردار ایاز صادق کی جانب سے بلوچستان کے پارٹی کارکنوں کے مسائل کے حل کے لیے ذاتی دلچسپی لینے اور تعاون کی یقین دہانی پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 59

کے مقام پر مسلح افراد نے پولیس پر فائرنگ کردی۔ فائرنگ کے نتیجے میں ایس ایچ او تھانہ بانڈہ داؤد شاہ داؤد خان اور ان کا گن مین فرہاد شہید ہوگئے جبکہ ایک راہ گیر بھی زخمی ہوا۔ ڈی پی او نے بتایا کہ واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس نفری موقع پر پہنچ گئی اور علاقے کو گھیرے میں لے کر ملزمان کی گرفتاری کے لیے سرچ آپریشن شروع کردیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 60

نظرثانی کا حق ہے لیکن نئے سرے سے ٹیرف کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ بیرسٹر ایان میمن کے مطابق نیپرا نے از خود اختیار استعمال کرتے ہوئے ٹیرف میں تبدیلیاں کیں جو کہ غیر قانونی ہیں۔ اپیلٹ ٹریبونل نیپرا اسلام آباد کے 23 ستمبر 2026 کے فیصلے کے خلاف اپیلیں سماعت کے لیے منظور کرتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ نے کیس کی مزید سماعت 15 اکتوبر 2026 تک ملتوی کردی۔ نیپرا کا موقف ہے کہ کے الیکٹرک کے ٹیرف کا تعین نیپرا کرتا ہے، ٹیرف میں ہر سات سال بعد نظرثانی کی جاتی ہے، سال 2024 سے 2030 تک کے ٹیرف کا تعین نیپرا نے مختلف مراحل میں کیا، سپلائی ٹیرف کا تعین 27 مئی 2025، جنریشن ٹیرف کا 22 اکتوبر 2024 کو کیا گیا جبکہ ڈسٹری بیوشن اور ٹرانسمیشن ٹیرف کا تعین 23 مئی 2025 کو کیا گیا۔ اپیل میں 23 ستمبر 2026 کے نیپرا ایپلیٹ ٹریبونل اسلام آباد کے فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 61

کیا جن سے مجموعی طور پر 2250 مختلف سائز کے گڈے اور غیر قانونی ڈور کی 31 چرخیاں برآمد ہوئیں۔ ملزمان نے سامان پلاسٹک کے توڑوں کپڑے کی چادروں اور گتے کے ڈبوں میں چھپایا ہوا تھا۔ پولیس نے محمد علی اور عمر فاروق کے خلاف کائیٹ فلائنگ ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کرلیا ہے۔ ایس پی ماڈل ٹاؤن سدرہ خان کا کہنا ہے پتنگ بازی کی اجازت حکومتی احکامات پر بسنت کے دنوں میں ہے، خلاف ورزی پر سخت کارروائی ہوگی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 62

پروقار عظیم الشان جلسہ عام 7 اکتوبر 1983 کے شہداء جمہوریت اولس یار شہید، کاکا محمود شہید، داؤد شہید اور رمضان شہید اور 11 اکتوبر 1991 کے شہداء وطن عبدالرحیم کلیوال شہید، صابر شاہ شہید، حبیب الرحمن شہید، صاحب خان شہید اور باز محمد باز شہید کو ان کی لازوال قربانیوں پر انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور

ان کے قومی جمہوری سیاسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ 1۔ آج کا یہ پروقار اور عظیم الشان جلسہ عام ملک میں آئین کی بحالی، جمہوریت، چوری شدہ عوامی مینڈیٹ کی واپسی اور عمران خان سمیت تمام سیاسی اسیران کی رہائی کے لیے پاکستان تحریک انصاف کے لانگ مارچ کی حمایت کرتا ہے۔ 2۔ یہ جلسہ عام خبردار کرتا ہے کہ خیبر پشتونخوا کی منتخب اسمبلی اور حکومت، جو ملک کی واحد صوبائی حکومت ہے جسے حقیقی عوامی مینڈیٹ حاصل ہے، کے خلاف گورنر راج یا نیشنل ایمرجنسی کے ذریعے کسی بھی قسم کی غیر آئینی کارروائی سے باز رہا جائے۔ اس قسم کا کوئی بھی اقدام خیبر پشتونخوا کے عوام کے حق حکمرانی اور صوبائی خودمختاری پر ڈاکہ تصور ہوگا، جس کے مستقبل میں انتہائی سنگین اور بھیانک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ 3۔ آج کا یہ پروقار جلسہ عام جنوبی پشتونخوا، خیبر پشتونخوا میں سرکاری پراکسیز کی مسلط کردہ بدامنی، دہشت گردی، ڈاکہ زنی، سرکاری لوٹ مار کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور سرکاری سرپرستی میں جاری بدامنی بند کرنا کا مطالبہ کرتا ہے۔ 4۔ آج کا یہ جلسہ عام پشتونوں کی ڈیورنڈ خط کے کراسنگ پوائنٹس پر تجارت بند کرنے، تمام ملک میں پشتونوں کے سرومال کی عدم تحفظ اور شناختی کارڈ کی آئے روز سینکڑوں کے حساب سے منسوخی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور پشتون تاجروں کی تجارت کی بحالی، سرومال کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ 5۔ آج کا یہ جلسہ عام 8 فروری 2024 کو تمام ملک پر زور زور سے مسلط غیر منتخب حکومت کی فوری خاتمے اور آزاد خودمختار الیکشن کمیشن کے ذریعے صاف شفاف اور ایجنسیوں کی مداخلت کے عام انتخابات مسائل کا حل سمجھتا ہے اور عوام کے اختیار کی پائمالی کو بربادی کا راستہ سمجھتے ہوئے اسے ختم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ 6۔ آج کا یہ پروقار جلسہ عام صوبے کے پشتون اضلاع کوئٹہ، زیارت، ہرنائی، دکی، پشین، قلعہ عبداللہ خان، چمن، شیرانی، ژوب میں حکومتی پراکسیز کے ذریعے امن تباہ کرنے، راستوں کو غیر محفوظ بنانے، سرکاری مقصد ارادتاً امن تباہ کرنے کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ بلا تاخیر سرکاری پراکسیز کا خاتمہ کیا جائے اور تمام صوبہ اور تمام اضلاع میں امن قائم کی جائے۔ 7۔ آج کا یہ عظیم الشان جلسہ عام ملک کی سیاسی بحران پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور ملک پر مسلط ٹولے کو عوامی مینڈیٹ کی کھلی توہین گردانتا ہے اور سیاسی مذاکرات ملک کی حقیقی مینڈیٹ رکھنے والی پارٹی کے بانی رہنما عمران خان سے ملاقات اور مشاورت کے بغیر بے سود ہوں گے یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ عمران خان کی ملاقات اور مشاورت سے مذاکرات ثمرآمد ہوسکتے ہیں۔ 8۔ یہ جلسہ عام تمام صوبے میں سویلین اتھارٹی ختم کرنے، ضلعی انتظامیہ کے اختیارات ایف سی کے کرنلز کے حوالے کرنے اور ساتھ محکمہ کسٹم، ایف سی کے حوالے کرنے کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور تمام صوبے سے ایف سی کو فی الفور ہٹایا جائے۔ 9۔ آج کا یہ پروقار جلسہ عام افغانستان اور پاکستان کے درمیان جاری کشیدگی پر اپنی سخت تشویش اور برہمی کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ دو سیال اور برابر ملکوں کے درمیان معاملات افہام و تفہیم سے پرامن بقاء باہمی کے سیاسی اصول کے تحت مسائل کا حل ہو۔ 10۔ یہ جلسہ عام سمجھتا ہے کہ 26ویں اور 27ویں آئینی ترامیم کو دھونس، دباؤ اور جبر کے ماحول میں، فارم 47 کے ذریعے تشکیل دی گئی، پارلیمنٹ سے منظور کرایا گیا ہے۔ یہ جلسہ عام ان ترامیم کو مسترد کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ آزاد خودمختار الیکشن کمیشن کے زیر نگرانی نئے، شفاف اور منصفانہ انتخابات کرائے جائیں۔ آئین کی بحالی، جمہوری حکمرانی کو تسلیم کیا جائے اور پارلیمنٹ کی خودمختاری بحال کی جائے اور ملک کو قوموں کی برابری کا حقیقی جمہوری فیڈریشن تسلیم کیا جائے۔ 11۔ یہ جلسہ عام سمجھتا ہے کہ گزشتہ دو دہائیوں سے پشتون وطن پر مسلط دہشت گردی اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کے نتیجے میں ہزاروں پشتون لقمہ اجل بنے جبکہ پشتونوں کی معیشت، معاشرت اور طرز زندگی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ یہ صورتحال ریاستی پالیسیوں اور غیر جمہوری قوتوں کے سیاسی عزائم کا شاخسانہ ہے۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ریاستی اسٹیبلشمنٹ اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرے، سیاست میں مداخلت کا خاتمہ کرے، آئین کی بحالی اور عوام کے حق حکمرانی کو تسلیم کرے اور قومی وسائل پر عوام کے اختیار کو یقینی بنا کر دہشت گردی کے مستقل سدباب کے لیے مؤثر اقدامات اٹھاتے ہوئے اسے ختم کیا جائے۔ 12۔ یہ جلسہ عام حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اضلاع ژوب اور شیرانی میں عوام کے جان و مال کا تحفظ اور امن و امان یقینی بنایا جائے، جبکہ کوئٹہ تا ژوب اور ژوب تا ڈیرہ اسماعیل خان شاہراہ کو دن رات آمدورفت کے لیے محفوظ بنایا جائے۔ 13۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان ہائی وے اور نیو سبزی منڈی ژوب کے منصوبوں کے لیے فوری طور پر فنڈز فراہم کیے جائے اور دونوں منصوبوں کو مقرر و معیار اور مدت کے مطابق پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ 14۔ یہ جلسہ عام ژوب شہر میں صفائی کی ابتر صورتحال کا فوری نوٹس لینے اور شہر میں صفائی کا مؤثر اور مستقل نظام یقینی بنانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ 15۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ژوب میں اعلان کردہ دانش سکول منصوبے کی راہ میں بعض مفاد پرست عناصر کی جانب سے رکاوٹیں ڈالنے کا سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے اور اس اہم تعلیمی منصوبے کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ 16۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ضلع شیرانی میں بجلی کی ٹرانسمیشن لائن فوری طور پر بحال کی جائے اور عوام کو بلاتعطل بجلی کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ 17۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ انزر خیزئی، ستو و رانڈہ روڈ اور شین غر تا ژوب روڈ جن کے ٹینڈرز ہو چکے ہیں پر فوری طور پر تعمیراتی کام شروع کی جائے اور انہیں جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ 18۔ یہ جلسہ عام ضلع شیرانی میں این-50 پر دھانہ سر کے مقام پر ایف سی اور کسٹمز کی چیک پوسٹوں پر عوام کو روزانہ بلاجواز تنگ کرنے، روکنے اور ان کی تذلیل کرنے کے عمل کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو درپیش اس اذیت ناک صورتحال کا فوری خاتمہ کیا جائے۔ 19۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ضلع شیرانی کے تمام انتظامی اور لائن ڈیپارٹمنٹس کو فوری طور پر ژوب سے ضلع شیرانی منتقل کیا جائے تاکہ عوام کو اپنے بنیادی انتظامی امور کے لیے سہولیات مقامی سطح پر میسر آسکیں۔ 20۔ یہ جلسہ عام اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ ضلع شیرانی اور ضلع ژوب میں تعلیم، صحت اور شہری سہولیات یا تو سرے سے موجود نہیں یا انتہائی ابتر حالات میں ہیں۔ حکومت ان شعبوں کے لیے ضروری وسائل فراہم کرے اور متعلقہ اداروں کی کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لیے فوری اقدامات کرے۔ 21۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ ژوب ٹانک و میر علی خیل روڈ پر فوری طور پر تعمیراتی کام شروع کیا جائے اور اسے مقررہ معیار کے مطابق جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ 22۔ یہ جلسہ عام مطالبہ کرتا ہے کہ قمرالدین کاریز کے تاریخی سرحدی گزرگاہ پر تجارت اور مقامی آبادی کی آمدورفت فوری طور پر بحال کی جائے تاکہ سرحدی علاقوں کے عوام کے معاشی اور سماجی مسائل کا ازالہ ہوسکے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 63

دادبلتی کی گاڑی گن پوائنٹ پر چھین لی۔ مسلح افراد نے ڈرائیور سے گاڑی اس وقت چھینی جب گاڑی ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال حب کی حدود میں واقع رہائشی کوارٹر کے باہر کھڑی تھی۔ پولیس مزید کارروائی کر رہی ہے

بقیہ بلوچستان نیوز 64

اس قدرتی آفت نے بڑے پیمانے پر انسانی نقصان کے ساتھ ساتھ بنیادی ڈھانچے کو بھی شدید متاثر کیا، تاہم پوری قوم نے دکھ کی اس گھڑی میں متاثرین کو تنہا نہیں چھوڑا اور ہر ممکن تعاون کے لیے آگے بڑھی۔ قائم مقام چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ بڑے پیمانے پر آنے والی قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے صرف حادثے کے بعد امدادی کارروائیاں کافی نہیں بلکہ پیشگی منصوبہ بندی، ادارہ جاتی استعداد اور فوری فیصلہ سازی کو بھی ترجیح دینا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ موسمی اور قدرتی خطرات کے تناظر میں جدید سائنسی معلومات، پیشگی اطلاع کے نظام، مؤثر ریسکیو میکنزم اور ہنگامی طبی سہولیات کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں کسی بھی ناگہانی صورتحال کے دوران قیمتی انسانی جانوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ سیدال خان ناصر نے کہا کہ 2005ء کے زلزلے کے بعد جس جذبہ انسانیت اور باہمی تعاون کا مظاہرہ کیا گیا، وہ قومی یکجہتی کی ایک روشن مثال ہے۔ پاک فوج، ریسکیو ٹیموں، سرکاری اداروں، فلاحی تنظیموں، امدادی کارکنوں، رضاکاروں اور عام شہریوں نے مشکل ترین حالات میں متاثرین تک امداد پہنچانے کے لیے قابل قدر کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام افراد کی خدمات قومی تاریخ کا قابل فخر حصہ ہیں اور ان کی قربانیوں کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ قائم مقام چیئرمین سینیٹ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ قدرتی آفات کے خطرات کو کم کرنے، متاثرہ آبادی کی بروقت مدد اور ہنگامی صورتحال سے مؤثر انداز میں نمٹنے کے لیے قومی اداروں کے درمیان مربوط تعاون کو مزید فروغ دیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی جان کا تحفظ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے اور اس مقصد کے لیے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ڈیزاسٹر مینجمنٹ نظام ناگزیر ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 65

لیپ ٹاپ بھی برآمد کرلئے گئے، خواتین آن لائن رابطوں کے ذریعے مردوں کو ویڈیو کالز پر لا کر مالی فوائد حاصل کرتی تھیں، یہ خواتین غیر اخلاقی گفتگو اور ویڈیو رابطوں کے ذریعے شہریوں کو اپنے جال میں پھنساتی تھیں۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں غیر ملکی شہریوں سے فراڈ کرنے والے کال سینٹر کے خلاف کارروائی کی گئی، جہاں غیر ملکی شہریوں کو موبائل فون اور مواصلاتی پیکیجز کی فراہمی کے نام پر رقم وصول کی جاتی تھی، رقم وصول کرنے کے بعد موبائل فون فراہم نہ کیے جاتے اور متاثرین کو مختلف تاریخیں دے کر ٹالا جاتا تھا، فراڈ کال سینٹر سے 9 مرد گرفتار کرکے ان کے قبضے سے 10 موبائل فون اور پانچ لیپ ٹاپ برآمد کرلئے گئے۔ دونوں کارروائیوں کے مقدمات درج کرلئے گئے اور گرفتار افراد سے تفتیش اور برآمد آلات کی جانچ جاری ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 66

سب سے بڑی آبادی پر مشتمل کرانی سب ڈویژن کو ارباب کرم خان روڈ سے آفس کے کرایوں کی عدم ادائیگی پر سریاب روڈ منتقلی کے فیصلے سے متعلقہ صارفین کو اپنے یوٹیلٹی بلز کی درستی اور دیگر معاملات کیلئے شدید دشواری اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ بیان میں اے سی اور چیف ایگزیکٹو آفیسر کیسکو سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ فیصلے پر نظرثانی کی جائے اور چونکہ ہزارہ ٹاؤن اور ملحقہ علاقوں میں صارفین کی تعداد 25 ہزار سے تجاوز کرچکی ہے اس لئے ہزارہ ٹاؤن یا بروری روڈ پر نیا سب ڈویژن آفس قائم کیا جائے۔ واپڈا کے ٹی او آر کے مطابق ہر 10 ہزار صارفین کی سہولت کیلئے ایک سب ڈویژن قائم کیا جانا ضروری ہے لیکن کوئٹہ کی سطح پر کیسکو قواعد پر عملدرآمد اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مکمل ناکام نظر آرہی ہے جسکی وجہ سے کیسکو عملہ سمیت صارفین کی مشکلات میں اضافہ ہورہا ہے۔ بیان میں شیخ ماندہ گرڈ اسٹیشن سے ہزارہ ٹاؤن کیلئے منظور شدہ فیڈر پر کام کی جلد تکمیل اور علاقے میں نئے سب ڈویژن آفس کے فی الفور قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 67

اچکزئی، سابق میئر کوئٹہ میر مقبول لہڑی، سابق صوبائی وزیر صحت حاجی عین اللہ شمس سمیت دیگر بلوچ و پشتون قوم پرست رہنماؤں اور اہلیان علاقہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر شرکا نے ڈاکٹر حکیم لہڑی کی قومی و سیاسی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا اور مرحوم کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 68

ٹھیکیداروں کو درپیش اہم مسائل، بالخصوص قبائلی علاقوں میں انکم ٹیکس کے نفاذ، ترقیاتی منصوبوں کے لیے مختص ناکافی فنڈز، بلوچستان کمپوزٹ شیڈول ریٹس 2026 کے نرخوں کا از سر نو جائزہ، اور جاری ترقیاتی اسکیمات کے لیے بروقت اور تسلسل کے ساتھ فنڈز کے اجراء کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی گئی۔ ایسوسی ایشن کے وفد نے گورنر بلوچستان کو آگاہ کیا کہ موجودہ حالات میں ناکافی فنڈز اور غیر مؤثر مالیاتی انتظامات کے باعث نہ صرف ترقیاتی منصوبوں کی رفتار متاثر ہو رہی ہے بلکہ صوبے کے تعمیراتی شعبے سے وابستہ ہزاروں ٹھیکیداروں، انجینئرز، مزدوروں اور دیگر افراد کو بھی شدید معاشی مشکلات کا سامنا ہے۔ اسی طرح شیڈول ریٹس 2026 کے موجودہ نرخوں کا زمینی حقائق، تعمیراتی لاگت اور مارکیٹ کے موجودہ حالات سے ہم آہنگ ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔ وفد نے اس امر پر بھی زور دیا کہ جاری ترقیاتی اسکیمات کے لیے مطلوبہ فنڈز بروقت اور مرحلہ وار جاری کیے جائیں تاکہ منصوبے مقررہ مدت میں مکمل ہوں، عوامی وسائل ضائع ہونے سے بچیں اور تعمیراتی شعبے سے وابستہ افراد کو معاشی استحکام حاصل ہو۔ گورنر بلوچستان شیخ جعفر خان مندوخیل نے وفد کو یقین دلایا کہ ایسوسی ایشن کی جانب سے پیش کیے گئے مسائل اور تجاویز کو متعلقہ اداروں اور حکام کے سامنے مؤثر انداز میں پیش کیا جائے گا اور ان مسائل کے حل کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے بلوچستان کے تعمیراتی شعبے اور ٹھیکیدار برادری کو درپیش مشکلات کے حل کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا۔ بلوچستان گورنمنٹ کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن رجسٹرڈ کے چیئرمین ملک حاجی عبدالرحمن بازئی اور صوبائی کابینہ نے گورنر بلوچستان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ایسوسی ایشن بلوچستان کے ٹھیکیداروں کے معاشی، پیشہ ورانہ اور جائز حقوق کے لیے ہر متعلقہ ادارے اور فورم کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہے گی۔ ایسوسی ایشن نے اس عزم کا اظہار کیا کہ بلوچستان کے تعمیراتی شعبے کی بہتری، ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل اور ٹھیکیدار برادری کو درپیش مشکلات کے حل کے لیے اپنی آواز مؤثر انداز میں بلند کرتی رہے گی اور متعلقہ حکام کو زمینی حقائق اور مسائل سے مسلسل آگاہ کرتی رہے گی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 69

بلوچستان پرائیویٹ اسکولز ایسوسی ایشن اور کارپوریٹ ہیلتھ سروسز (CHS) کے ساتھ الگ الگ مفاہمتی یادداشتوں (MOU) پر دستخط کئے گئے بلوچستان پرائیویٹ اسکولز ایسوسی ایشن الائنس کے ساتھ طے پانے والے معاہدے کے تحت حاضر سروس اور وفات پا جانے والے ملازمین کے بچوں کو ٹیوشن فیس میں 30 فیصد رعایت دی جائے گی جبکہ پولیس شہداء کے بچوں کے لیے ٹیوشن فیس مکمل طور پر معاف ہوگی۔ اس کے علاوہ داخلہ فیس امتحانی فیس اور دیگر ادارہ جاتی اخراجات میں بھی خصوصی اضافی رعایتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس موقع پر ڈی آئی جی ہیڈکوارٹر طاہر علاالدین نے کہا کہ اس شراکت داری کا مقصد پولیس اہلکاروں کے بچوں کو معیاری تعلیم تک رسائی فراہم کرنا اور پولیس خاندانوں کی تعلیمی ضروریات کو بہتر انداز میں پورا کرنا مقصود ہے انہوں نے کہا کہ یہ اقدام نہ صرف پولیس اہلکاروں کے خدمات کے اعتراف کا عملی مظہر ہے بلکہ ان کے خاندانوں کی فلاح و بہبود کی جانب ایک اہم قدم بھی ہے۔ دوسری جانب بلوچستان پولیس اور کارپوریٹ ہیلتھ سروسز (CHS) کے درمیان ہونے والے معاہدے کے تحت پولیس اہلکاروں اور ان کے خاندانوں کی معیاری طبی سہولیات کے رعایتی نرخوں، ریڈیالوجی اور دیگر تشخیصی ٹیسٹوں پر 40 فیصد تک رعایت دی جائے گی جبکہ (CHS) کے پینل میں شامل ہسپتالوں میں ہسپتال کے بلوں پر 10 فیصد تک رعایت حاصل ہوگی۔ ڈی آئی جی ہیڈکوارٹر طاہر علاالدین نے اس موقع پر کہا کہ نجی اسکولز ایسوسی ایشن اور کارپوریٹ ہیلتھ سروسز کے ساتھ ہونے والے یہ معاہدے بلوچستان پولیس کے اہلکاروں کی فلاح و بہبود کے لیے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوں گے انہوں نے کہا کہ محکمہ پولیس اپنے اہلکاروں کو بہتر سہولیات کی فراہمی اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے مسلسل اقدامات کر رہا ہے معاہدے کے تحت پولیس اہلکاروں ان کے والدین اور خاندان کے لیے ڈیجیٹل ہیلتھ کارڈز بھی جاری کیے جائیں گے جن کے ذریعے مختلف طبی سہولیات تک آسان رسائی ممکن ہوگی اس کے علاوہ انہیں ایس ایس پی ٹریفک کوئٹہ کے تعاون سے مخصوص (CHS) مراکز پر ڈرگ اسکریننگ اور ٹیسٹنگ کی سہولیات بھی فراہم کی جائے گی۔ طبی سہولیات کے پیکج میں رعایتی او پی ڈی اور کنسلٹینٹ سروسز، میڈیکل کیمپس، ویکسینیشن اور حفاظتی ٹیکا جات، فرسٹ ایڈ ٹریننگ، ہنگامی طبی امداد اور فارمیسی سروسز پر خصوصی رعایتیں بھی شامل ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 70

سے پیش کردہ ایجنڈے کے مطابق مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کے دوران حافظ شبیر احمد مدنی نے جماعتی کارکردگی، عبدالصمد ہتیار نے شعبہ اطلاعات، حاجی صالح محمد نے شعبہ مالیات جبکہ مولانا علی جان نے شعبہ انصارالاسلام کی کارکردگی رپورٹس پیش کیں، جن پر اراکین نے غور و خوض کرتے ہوئے اپنی آراء اور تجاویز پیش کیں۔ اجلاس میں مجلس فقہی کے سربراہ مولانا مفتی محمد روزی خان، مولانا خورشید احمد، حاجی بشیر احمد کاکڑ، حاجی رحمت اللہ کاکڑ، عبدالغنی شہزاد، مولانا محب اللہ، مولانا محمد ایوب، مفتی رضا خان، مفتی سعید احمد، حافظ سراج الدین، مولانا محمد شعیب جدون، حاجی قاسم خلجی، حاجی ولی محمد بڑیچ، صفی اللہ مینگل، عبدالباری شہزاد، سیٹھ اجمل خان بازئی، مفتی محمد ابوبکر، مفتی نیک محمد، مولانا سعد اللہ آغا سرفراز احمد شاہوانی، مفتی رشید احمد، حاجی عطاء محمد شموزئی، حافظ دوست محمد، مولانا نقیب اللہ ملاخیل سمیت دیگر اراکین عاملہ اور مجلس عمومی کے ذمہ داران نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمن رفیق نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ شہر میں امن وامان کے قیام، شہریوں کے جان و مال کے تحفظ اور معاشرتی اقدار کے دفاع کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی، موجودہ حالات میں شہریوں کو بے یقینی، خوف اور بدامنی کے حوالے نہیں کیا جاسکتا، ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو مکمل تحفظ فراہم کرے اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنائے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ آج 9 اکتوبر بروز جمعہ نماز ظہر کے بعد جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کے ضلعی دفتر سے امن ریلی نکالی جائے گی، جو احتجاجی مظاہرے اور جلسے کی صورت اختیار کرے گی، جس میں کارکنان اور شہری بڑی تعداد میں شرکت کریں گے۔ ضلعی سیکرٹری جنرل حاجی عین اللہ شمس نے کہا کہ امن و امان کے معاملے پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ریاست کی اولین ذمہ داری ہے اور شہر میں پیدا ہونے والی بدامنی کی تمام تر صورتحال کی ذمہ داری حکومت اور متعلقہ ریاستی اداروں پر عائد ہوگی، حکومت عوام کو تحفظ فراہم کرنے اور جرائم کے خاتمے کے لیے فوری اور مؤثر اقدامات کرے۔ انہوں نے کہا کہ کوئٹہ کے عوام مزید بدامنی، خوف و ہراس اور سماجی انتشار کے متحمل نہیں ہوسکتے، شہر میں فحاشی و عریانی سمیت ہر ایسے عمل کی حوصلہ شکنی ضروری ہے جو اسلامی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کے منافی ہو۔ اجلاس میں تمام اراکین نے امن و امان کے قیام کے مطالبے کی بھرپور تائید کرتے ہوئے ہاتھ کھڑے کرکے اپنے عزم کا اظہار کیا اور جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کی جانب سے منعقد ہونے والی امن ریلی، احتجاجی مظاہرے اور جلسے میں بھرپور شرکت کا اعلان کیا۔ اجلاس کے شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جمعیت علماء اسلام عوام کے بنیادی حقوق، امن، عزت و ناموس، دینی و اخلاقی اقدار اور شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے ہر آئینی، جمہوری اور پرامن فورم پر اپنی آواز بلند کرتی رہے گی۔ اجلاس کا آغاز حافظ محمد اکرم کی تلاوت سے ہوا۔ دکی کے شیخ مولانا محمد دین، خلیل احمد آخوندزادہ کے چچازاد بھائی، مولانا علی محمد مہترزئی کے بھائی اور مولانا جمال الدین حقانی کے چچا کی وفات پر ان کی مغفرت کی دعا کی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 71

صورت حال سے مکمل آگاہی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اس وقت طاعون پھیلنے کا رسک بہت کم ہے، بارڈر ہیلتھ سروسز کو تمام پوائنٹس آف انٹری پر الرٹ کردیا ہے، این آئی ایچ کے پاس طاعون کی تشخیص کی صلاحیت موجود ہے۔ دوسری جانب ڈی جی ہیلتھ کا کہنا ہے کہ وفاقی وزارت صحت اور قومی ادارہ صحت صورت حال سے مکمل آگاہ ہیں

بقیہ بلوچستان نیوز 72

ماحولیاتی قوانین پر سختی سے عملدرآمد یقینی بنانے کی ہدایت کی۔ وزیراعلی بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں سیکریٹری ماحولیات و موسمیاتی تبدیلی نور احمد پرکانی اور ڈائریکٹر جنرل ادارہ تحفظ ماحولیات بلوچستان (EPA) ظہور بلوچ کی ہدایات پر ماحولیاتی معائنہ کارٹیموں نے کوئٹہ صنعتی زون میں واقع مختلف صنعتی یونٹس کا تفصیلی معائنہ کیا۔ ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ فنانس محمد علی کی سربراہی میں انفورسمنٹ، لیبارٹری اور پبلک اویئرنس ونگز پر مشتمل مشترکہ ٹیم نے مختلف

کارخانوں میں ماحولیاتی تحفظ کے انتظامات، صنعتی اخراج، فضلے کے انتظام اور ورکرز کے حفاظتی اقدامات کا جائزہ لیا۔ معائنے کے دوران متعدد صنعتی یونٹس میں ماحولیاتی قوانین اور ضوابط کی خلاف ورزیاں سامنے آئیں۔ بعض کارخانوں میں دھویں اور زہریلی گیسوں کے اخراج کو کنٹرول کرنے والے آلات (Wet Scrubbers) غیر فعال پائے گئے، جبکہ بعض مقامات پر صنعتی کچرے کو کھلے عام جلانے اور کیمیکل و ٹھوس فضلے کے مناسب انتظامات نہ ہونے کی نشاندہی ہوئی۔ اسی طرح بعض صنعتی یونٹس میں کام کرنے والے ملازمین کو حفاظتی لباس، ماسک اور دیگر ضروری حفاظتی آلات (Safety Gear) کی عدم فراہمی بھی سامنے آئی، جس سے کارکنوں کی صحت و سلامتی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ کارروائی کے دوران EPA کی لیبارٹری ٹیم نے صنعتی اخراج اور گندے پانی کے نمونے حاصل کرکے ان کی جانچ کا عمل شروع کردیا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 73

پر فعال و کارآمد بنانے کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات کے دوران وفد نے گوادر پورٹ کے مؤثر اور پائیدار آپریشن کو یقینی بنانے کی اہمیت پر زور دیا۔ وفاقی وزیر نے وفد کو یقین دہانی کرائی کہ حکومت گوادر پورٹ کو مکمل طور پر فعال بنانے کے لیے بھرپور تعاون اور مکمل حمایت فراہم کرے گی۔

بقیہ بلوچستان نیوز 74

نہیں، نہ پٹرول نہ کچھ اور برآمد ہوئی، ملزمہ کے خلاف کوئی براہ راست گواہ موجود نہیں۔ سرکاری وکیل نے جواب دیا ملزمہ کا اپنا وڈیو بیان موجود ہے، ملزمہ نے ایک ٹی وی شو میں بچے کو قتل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ جسٹس شکیل احمد نے ریمارکس دیئے کہ صرف ٹی وی پروگرام مزقابل قبول شواہد نہیں، ٹی وی پروگرام کے ساتھ دیگر شواہد بھی ہونے چاہیے، تفتیشی افسر نے اس مقدمہ میں اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا۔ جسٹس ملک شہزاد نے کہا گواہیاں اور میڈیکل رپورٹ متضاد ہیں، عدالت نے عدم شواہد پر ملزمہ کو بری کردیا، ملزمہ انیقہ پر اپنے پانچ سالہ بچے کو قتل کرنے کا الزام تھا۔

بقیہ بلوچستان نیوز 75

کو بیڈفورڈ شائر میں اس کے گھر سے گرفتار کیا گیا جبکہ اس کے خلاف الزامات نومبر 2024 سے مئی 2025 کے دوران مبینہ سرگرمیوں سے متعلق ہیں۔ لندن کاؤنٹر ٹیررازم پولیس کے سربراہ نے کہا کہ حاضر سروس فوجی اہلکار کے خلاف الزامات انتہائی سنگین ہیں، یہ معاملہ رائل ایئر فورس کے فیئر فورڈ ایئر بیس پر حالیہ واقعے سے متعلق نہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 76

ہے، لیکن ہماری شرافت، بردباری اور پرامن طرز عمل کو کمزوری سمجھنے والے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جمعیت علماء اسلام اپنے اصولی مؤقف اور عوامی حقوق کے دفاع سے کسی صورت دستبردار نہیں ہوگی، انہوں نے کہا کہ ملک اور خصوصاً بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال تشویشناک حد تک خراب ہوچکی ہے، بدامنی، ٹارگٹ کلنگ، اغوا، چوری ڈکیتی اور دیگر جرائم نے عوام کو شدید ذہنی اذیت اور عدم تحفظ سے دوچار کردیا ہے، افسوسناک امر یہ ہے کہ امن و امان کے قیام کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں جبکہ عوام اپنے جان و مال کے تحفظ کے لیے حکومتی اقدامات کے منتظر ہیں۔

بقیہ بلوچستان نیوز 77

عہدیداروں کا انتخاب کیا منتخب عہدیداراں کی فہرست اضلاع وار کوئٹہ: امیر شیخ الحدیث مولانا نیاز محمد حقانی | جنرل سیکرٹری: آغا ابراہیم شاہ، قلات: امیر مولانا مفتی عبدالسلام | جنرل سیکرٹری: میر مبارک محمد حسنی، قلعہ سیف اللہ: امیر مولانا جمعہ خان | جنرل سیکرٹری: حاجی فتح محمد، ژوب: امیر حافظ حلیم شاہ | جنرل سیکرٹری: عبدالحمید مردانزئی، خاران: امیر مولانا حافظ عبدالاحد کبدانی | جنرل سیکرٹری قاری محمد اشرف مزارزی، نوشکی: امیر مفتی فدا الرحمن | جنرل سیکرٹری: حافظ محمد جان زہری، چاغی: امیر حافظ عبدالباسط کبدانی | جنرل سیکرٹری: احمد گل، سوراب: امیر مولانا شاہ محمد | جنرل سیکرٹری: عبدالجبار، پشین: امیر مولانا محمد انور | جنرل سیکرٹری: مولانا محبوب، موسی خیل: امیر مولانا عبدالغنی موسی خیل | جنرل سیکرٹری: جلال الدین، قلعہ عبداللہ: امیر مولانا حافظ عبدالواحد ہاشمی | جنرل سیکرٹری: حاجی محمد انور دکی: امیر مولانا عبدالوہاب | جنرل سیکرٹری: شیر خان لونی، گوادر: امیر شیر جان صابح | جنرل سیکرٹری: تربت: امیر مجاہد دشتی | جنرل سیکرٹری: عبدالمجید جھل مگسی: امیر مولانا عبدالغفور کرخی | جنرل سیکرٹری: عبدالاحد شاہوانی، شیرانی: امیر مولانا، نعمت اللہ حریفال | جنرل سیکرٹری: مولانا محمد اسلم۔ نصیرآباد: امیر مجاہد لطیف کھوسہ | جنرل سیکرٹری: حاجی محمد قاسم کھوسہ جعفرآباد: امیر محمد صدیق جتوئی | جنرل سیکرٹری: ڈاکٹر اللہ بخش لیاقت صحبت پور: امیر مولانا نظام الدین ہنگوئی | جنرل سیکرٹری: محمد مراد لورالائی: امیر مولانا عبدالناصر | جنرل سیکرٹری: مولانا سید عالم لونی چمن: امیر حاجی فیض اللہ | جنرل سیکرٹری: حاجی امین اللہ کاکوزئی ہرنائی: امیر قاری محمد امین مسلم دوست | جنرل سیکرٹری: سبی: امیر حاجی علی اصغر ابڑو | جنرل سیکرٹری: حافظ محمد حیات زیارت: امیر مولانا احسان اللہ | جنرل سیکرٹری: مولانا عبدالمالک انڈرو دیگر اضلاع کے انتخاب بھی جلد کیا جاے۔

بقیہ بلوچستان نیوز 78

کی خبروں سے متعلق سوال پر دوٹوک کہا کہ فی الحال وزیراعظم سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ حافظ نعیم نے کہا کہ معلوم نہیں کس ذرائع سے ملاقات کی خبریں چلائی گئیں حالانکہ ابھی تک ہماری کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ وفاقی وزیر احسن اقبال نے جماعت اسلامی کی مذاکراتی کمیٹی کے سربراہ لیاقت بلوچ سے رابطہ کرکے یقین دلایا ہے کہ وزیراعظم سے ملاقات جلد متوقع ہے اور امکان یہی ہے کہ آئندہ دو روز میں وزیراعظم سے ملیں گے۔ حافظ نعیم کا کہنا تھا کہ چاہتا ہوں اب وزیراعظم سے ملاقات ہو تو وہ لیوی کو ختم کرنے کی طرف جائیں۔

اطلاع گمشدگی

گارڈن ٹاؤن کے بلاک اے 1 پلاٹ نمبر 8 کے کاغذات کہیں گم گئے ہیں ملنے پر گارڈن ٹاؤن کے دفتر کے عملے کو اطلاع دیں۔

المشتہر: سلیمان خان ولد اختر

اظہار لاتعلقی

میں محمد مسکان ولد محمد مراد قوم رخشانی سکنہ زیرینہ کھٹان خضدار اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے بیٹی مسما رابعہ بی بی سے اظہار لاتعلقی کرتا ہوں موصوفہ نے سال 2019 میں مجھے اپنا والد تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا اس کی مسلسل نافرمانی کی وجہ سے میں اور میرے بیٹے مسعود احمد، منیر احمد، عبدالسلام، عبدالباسط، بیان احمد اور فیاض احمد خاندان سمیت اس سے مکمل لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں آئندہ اس کے کسی بھی قول و فعل اور لین دین سے ہمارا کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہوگا۔ المشتہر: محمد مسکان ولد محمد مراد قوم رخشانی ساکن زیرینہ کھٹان خضدار

سوشل میڈیا پر غیر معیاری آٹے کی فروخت کی خبر پر وزیراعلیٰ کا نوٹس

میر سرفراز بگٹی نے متعلقہ حکام کو غیر معیاری آٹے کے خلاف مؤثر کارروائی کی ہدایات جاری کردی

ضلعی انتظامیہ اور بلوچستان فوڈ اتھارٹی کی مشترکہ ٹیموں کی شہر کے مختلف علاقوں میں بھرپور کارروائیاں، 24 افراد گرفتار، 4 دکانیں سیل

کوئٹہ (خ ن) سوشل میڈیا پر غیر معیاری آٹے کی فروخت سے متعلق خبر سامنے آنے پر وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے سخت نوٹس لیتے ہوئے متعلقہ حکام کو غیر معیاری آٹے کے خلاف مؤثر کارروائی کی ہدایات جاری کیں۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان کے احکامات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کی ہدایت پر ضلعی انتظامیہ اور بلوچستان فوڈ اتھارٹی نے کارروائیاں کیں۔

بقیہ نمبر 38 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، نائب وزیراعظم اسحاق ڈار بحرین کے وزیر خارجہ کے ہمراہ پریس کانفرنس کر رہے ہیں

قانونی شرائط کو نظرانداز کر کے کسی شخص کو پنشن کا حکم نہیں دیا جا سکتا، آئینی عدالت

پنشن کی درخواست مسترد ہونا بذات خود انتظامی نہیں، قانونی اہلیت کے تقاضے پورے ہوئے بغیر محتسب کا دائرہ اختیار نہیں بڑھایا جا سکتا، عدالت

وفاقی آئینی عدالت نے اسلام آباد ہائیکورٹ کا فیصلہ اور وفاقی محتسب و صدر کے احکامات کالعدم قرار دے دیئے

اسلام آباد (آئی این پی) وفاقی آئینی عدالت نے اسلام آباد ہائیکورٹ کا فیصلہ اور وفاقی محتسب و صدر پاکستان کے احکامات کالعدم قرار دے دیئے۔

بقیہ نمبر 39 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سمندری طوفان اسائیس آج امریکی ساحل سے ٹکرا سکتا ہے، محکمہ موسمیات

بقیہ نمبر 49 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بی آر اے کے افسران و عملے کیلئے تربیتی سیشن

مقصد پیشہ ورانہ استعداد اور عملی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنانا ہے

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان ریونیو اتھارٹی (BRA) کے افسران و عملے کیلئے تربیتی سیشن کا انعقاد کیا گیا۔

بقیہ نمبر 50 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ژوب، چوری شدہ تاروں سے بھری دو گاڑیاں برآمد اور ملزمان گرفتار

بقیہ نمبر 51 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی سے اسپیکر بلوچستان اسمبلی کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی ملاقات کر رہے ہیں

ایرانی حملے، امریکی فوج نے کویت کا اہم اڈہ خالی کر دیا

جنگ کے ابتدائی دنوں میں امریکی فوجیوں کو بیس پر شدید ایرانی حملوں کا سامنا کرنا پڑا

کویت سٹی (آئی این پی) امریکی میڈیا نے انکشاف کیا ہے کہ ایران جنگ کے ابتدائی دنوں میں امریکی فوجیوں کو شدید ایرانی حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔

بقیہ نمبر 47 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اہل بلوچستان کو ہر قیمت پر دیرپا امن دینا ہوگا، ہدایت الرحمٰن

شاہراہیں ویران اور عوام پریشان، بدامنی سے ہر علاقہ متاثر ہو چکا

بقیہ نمبر 48 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

امید ہے جلد وزیراعظم سے ملاقات ہو جائے گی، حافظ نعیم الرحمان

وزیراعظم نے ریلیف نہ دیا تو ہم ملتان سے بھی مارچ کا آغاز کریں گے

کراچی (آئی این پی) امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمان نے کہا ہے کہ امید ہے جلد وزیراعظم سے ملاقات ہو جائے گی۔

بقیہ نمبر 78 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، وفاقی وزیر جام کمال خان سے برطانوی ہائی کمشنر ملاقات کر رہی ہیں

بارکھان، گھریلو ناچاقی پر نوجوان کی مبینہ خودکشی کی کوشش

بقیہ نمبر 45 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سری لنکا کی سابق خاتون اول شراتی راجا پکسے کو جیل بھیج دیا گیا

بقیہ نمبر 46 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان و برطانیہ کا آئندہ ٹریڈ ڈائیلاگ میں عملی نتائج کے حصول پر اتفاق

جام کمال سے برطانوی ہائی کمشنر کی ملاقات، دوطرفہ تجارت، سرمایہ کاری اور مختلف شعبوں میں تعاون بڑھانے کے امور پر تبادلہ خیال

فریقین کا آئندہ سال پاکستان کی 80ویں سالگرہ کو تجارت، سرمایہ کاری، تعلیم اور ثقافتی تعاون کو اجاگر کرنے کیلئے استعمال کرنے پر اتفاق

بقیہ نمبر 40 صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں

احسن اقبال کی زیر صدارت نیشنل پرائس مانیٹرنگ کمیٹی کا اجلاس

اضافے کی وجوہات اور مارکیٹ میں بگاڑ کی نشاندہی کی جائے، ہدایت

زلزلہ متاثرین کا دکھ آج بھی محسوس ہوتا ہے، مریم نواز

تیاری کے ذریعے قدرتی آفات کے اثرات سے بچا جا سکتا ہے

لاہور (آئی این پی) وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلہ متاثرین کو یاد کیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم لہڑی کی وفات بڑا نقصان ہے، اسرار زہری

ان کا سیاسی سفر اور تجربات بلوچستان کی سیاسی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں

بقیہ نمبر 52 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

قتل کیس، ملزم قاسم محمود کو سزائے موت

راولپنڈی (آئی این پی) راولپنڈی کی عدالت نے کوٹلی ستیاں قتل کیس میں ملزم قاسم محمود کو سزائے موت سنا دی۔ تعزیرات پاکستان کی دفعات 302، 148 اور 149 کے تحت مقدمہ 23 جون 2023 کو درج کیا گیا تھا۔

سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل کا گنجائش سے زائد قیدیوں کی موجودگی کا اعتراف

ای سی جی، الٹرا ساؤنڈ، ڈینٹل و دیگر طبی سہولتیں دستیاب، ایچ آئی وی کے تقریباً 100 کیسز ہیں

بقیہ نمبر 54 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خواتین صوبے کی معیشت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، بلال کاکڑ

دیہی خواتین کی کاروباری تربیت اور آگاہی کیلئے 15 اکتوبر کو خصوصی تقریب منعقد کی جائیگی

بقیہ نمبر 56 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

شہری کو گیس کے بل میں 1 لاکھ 90 ہزار روپے سے زائد کا ریلیف مل گیا

بقیہ نمبر 53 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

اوتھل پولیس نے سوار کیبل برآمد کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا

مطابق ایس ایس پی لسبیلہ نجیب اللہ پندرانی کی جرائم

بقیہ نمبر 55 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، جمعیت کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن سے حاجی غلام محمد بلور ملاقات کر رہے ہیں

یوکرین پر فضائی حملے کی نتیجہ میں ہلاکتوں کی تعداد 22 ہوگئی

کیف (این این آئی) شمالی چرنی ہیو کے علاقے میں واقع یوکرین کے شہر پریلکی پر روسی میزائل حملے میں مرنے والوں کی تعداد 22 ہوگئی ہے۔ گورنر ویاچسلاو چاس نے ٹیلی گرام پر ایک بیان میں کہا کہ پریلکی میں بائیس افراد کی موت ہوئی جن میں پانچ بچے بھی تھے، چار کی موت جائے حادثہ پر ہوئی، اور ایک بچہ اسپتال میں دم توڑ گیا۔

ایس ایس جی سی نے جدید موبائل گیس لیکیج ڈیٹیکشن سسٹم متعارف کرا دیا

جدید ٹیکنالوجی کا نفاذ مسلسل ترقی کے سفر میں ایک اور اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے

کوئٹہ (آن لائن) آپریشنل کارکردگی میں بہتری، عوام کے تحفظ اور ماحولیاتی، سماجی و انتظامی (ESG) معیارات کی پاسداری کے لیے اپنے عزم کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے، سوئی سدرن گیس کمپنی (SSGC) پاکستان کی پہلی گیس یوٹیلیٹی کمپنی بن گئی ہے جس نے جدید ترین ایڈوانسڈ موبائل گیس لیک ڈیٹیکشن سسٹم (AMGLDS)

بقیہ نمبر 57 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاقی وزیر چوہدری جنید کے ہمراہ سینیٹر جان محمد بلیدی ایم این اے پھلین بلوچ و دیگر کا گروپ فوٹو

جمال شاہ کاکڑ کی اسپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق سے ملاقات

رکن قومی اسمبلی کی پارٹی سرگرمیوں اور کارکنوں سے متعلق امور پر تفصیلی بریفنگ

اسلام آباد (اسٹاف رپورٹر) پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے جنرل سیکرٹری و رکن قومی اسمبلی جمال شاہ کاکڑ نے جمعرات کو اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں ان کے چیمبر میں خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق نے جمال شاہ کاکڑ کا پرتپاک استقبال کیا اور بلوچستان میں پارٹی کی تنظیمی

بقیہ نمبر 58 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کرک میں پولیس پر فائرنگ سے ایس ایچ او گن مین سمیت شہید

کرک (این این آئی) کرک میں پولیس پر فائرنگ سے ایس ایچ او بانڈہ داؤد شاہ داؤد خان اور گن مین شہید ہوگیا۔ ڈی پی او کرک عمران خان کے مطابق تھانہ بانڈہ داؤد شاہ کی پولیس معمول کے گشت پر تھی کہ کوہاٹ اور کرک کی باؤنڈری کے قریب نیوکرپہ

بقیہ نمبر 59 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

رانا اسد اللہ چیئرمین وفاقی سروس ٹریبونل تعینات

اسلام آباد (آئی این پی) سابق ایڈیشنل اٹارنی جنرل رانا اسد اللہ کو چیئرمین وفاقی سروس ٹریبونل تعینات کر دیا گیا۔ صدر مملکت کی منظوری کے بعد وزارت قانون نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ رانا اسد اللہ خان کو 3 سال کیلئے تعینات کیا گیا ہے۔ یہ بھی پڑھیں: سہیل آفریدی کی نااہلی کا کیس سماعت کیلئے مقرر۔

جمعیت نظریاتی کے امراء اور جنرل سیکرٹریز کے انتخاب کا عمل مکمل

خود احتسابی، ذمہ داری اور اتحاد کے ساتھ فعال کردار ادا کرنا ہوگا، مولانا لونی

کوئٹہ (آن لائن) جمعیت علما اسلام نظریاتی بلوچستان کے تمام اضلاع کے امراء اور جنرل سیکرٹریز کے انتخاب کا عمل صوبائی کنوینر و امیر مولانا قاری مہراللہ کی زیر نگرانی کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے۔ اجلاس میں مرکزی امیر مولانا عبدالقادر لونی نے خصوصا شرکت کی، جبکہ اراکین شوریٰ نے متفقہ طور پر صوبے کے مختلف اضلاع کے لیے درج ذیل 77

سندھ ہائی کورٹ سے کے الیکٹرک کو ٹیرف کیس میں ریلیف

ٹیرف احکامات اور نیپرا نوٹیفکیشنز معطل، فریقین کو 15 اکتوبر کیلئے نوٹس جاری

کراچی (آئی این پی) سندھ ہائی کورٹ نے اپیلٹ ٹریبونل کے ٹیرف احکامات اور نیپرا نوٹیفکیشنز معطل کرتے ہوئے نیپرا اور فریقین کو 15 اکتوبر کیلئے نوٹس جاری کر دیئے۔ اپیل کنندہ نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ نیپرا کے پاس

بقیہ نمبر 60 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

لاہور میں پتنگ فروشوں کیخلاف کریک ڈاؤن، 2 بڑے ڈیلر گرفتار

لاہور (این این آئی) لاہور میں سانده پولیس نے ہزاروں گڈے اور درجنوں چرخیاں برآمد کر کے 2 بڑے پتنگ ڈیلروں کو گرفتار کر کے کائیٹ فلائنگ ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ پولیس نے دو پتنگ فروشوں کو ایم اے او کالج کے قریب سے گرفتار

بقیہ نمبر 61 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پشتونخوا میپ کے زیر اہتمام جلسہ عام کی قرار دادیں

آئین کی بحالی، جمہور کی حکمرانی کو تسلیم، پارلیمنٹ کی خودمختاری بحال کی جائے

ژوب (پ ر) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے زیر اہتمام 7 اکتوبر 1983 کے شہدا جمہوریت اور 11 اکتوبر 1991 کے شہدا وطن کی برسیوں کے موقع پر ضلع ژوب و ضلع شیرانی کے زیر اہتمام باز محمد شہید پارک ژوب میں پارٹی کے مرکزی جلسہ عام کی قراردادیں پشتونخوامیپ کے مرکزی جنرل سیکرٹری عبدالرحیم زیارتوال نے پیش کی۔ آج کا یہ

بقیہ نمبر 62 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

انسانی جان کا تحفظ ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے، سیدال ناصر

جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ڈیزاسٹر مینجمنٹ نظام ناگزیر ہے

کوئٹہ (این این آئی) قائم مقام چیئرمین سینیٹ سیدال خان ناصر نے 8 اکتوبر 2005ء کے تباہ کن زلزلے کے نتیجے میں جاں بحق افراد کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ آٹھ اکتوبر کا زلزلہ قومی تاریخ میں ایک ایسا دردناک سانحہ ہے جس کے اثرات آج بھی متاثرہ خاندانوں اور علاقوں کی یادوں میں موجود ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

بقیہ نمبر 64 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

تمپ، نامعلوم مسلح افراد نے پولیو آفیسر سے گاڑی چھین لی

تمپ (این این آئی) تمپ کے علاقے میں نامعلوم مسلح افراد نے پولیو آفیسر سے گاڑی چھین لی پولیس کے مطابق جمعرات کو تمپ کے علاقے میں نامعلوم مسلح افراد نے ڈسٹرکٹ پولیو آفیسر تمپ ڈاکٹر نبی

بقیہ نمبر 63 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت دہشت گردی کیلئے طالبان کی مدد کر رہا ہے، جواد اجمل

ٹارگٹ کلنگ میں بھارت کے کردار سے پوری دنیا واقف ہے، بھارتی نمائندے کو جواب

نیویارک (آئی این پی) اقوام متحدہ کیلئے پاکستان مستقل مشن کے قونصلر محمد جواد اجمل نے کہا ہے کہ انسانی ہمدردی کی امداد کی آڑ میں بھارت طالبان حکومت کو پاکستان کے خلاف دہشت گرد حملوں کیلئے مادی اور لاجسٹک معاونت فراہم کر رہا ہے۔ پاکستان مستقل مشن کے قونصلر محمد جواد اجمل نے یہ بات بھارتی نمائندے کے ریمارکس پر ردعمل میں کہی۔

کوئٹہ، جمعیت نظریاتی کے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمٰن رفیق، مولانا عین اللہ شمس و دیگر اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

حکومت نے غربت سے متعلق عالمی بینک کی رپورٹ گمراہ کن قرار دے کر مسترد کر دی

شماریاتی گروپ میں شامل ممالک کی فہرست تبدیل ہونے سے علاقائی تصویر بدل سکتی لیکن زمینی حقائق نہیں

عالمی بینک کی جانب سے پاکستان کو میناپ کے رپورٹنگ ریجن میں شامل کرنے کا فیصلہ انتظامی اور شماریاتی نوعیت کی درجہ بندی ہے، خرم شہزاد

اسلام آباد (این این آئی) وزیرخزانہ کے مشیر خرم شہزاد نے کہا ہے کہ عالمی بینک کی جانب سے پاکستان کو مشرق وسطیٰ، شمالی افریقہ، افغانستان اور پاکستان (میناپ) کے رپورٹنگ ریجن میں شامل کرنے کا فیصلہ انتظامی اور شماریاتی نوعیت کی درجہ بندی ہے، شماریاتی گروپ میں شامل ممالک کی فہرست تبدیل ہونے سے علاقائی تصویر بدل سکتی ہے لیکن اس سے زمینی حقائق یا لوگوں کی حقیقی معاشی

بقیہ نمبر 42 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

این سی سی آئی اے کی کارروائیاں، سائبر فراڈ میں ملوث 26 افراد گرفتار

35 موبائل فون اور دو لیپ ٹاپ بھی برآمد، 17 خواتین بھی شامل

لاہور (آئی این پی) ایڈیشنل ڈائریکٹر این سی سی آئی اے لاہور زون عاطف امیر کی نگرانی میں سائبر فراڈ اور ہنی ٹریپ کے خلاف بڑی کارروائیاں کی گئیں جس میں ہنی ٹریپ کال سینٹر چلانے والی 17 خواتین سمیت سائبر فراڈ میں ملوث 26 افراد گرفتار کر لئے گئے۔ ہنی ٹریپ کارروائی کے دوران 17 خواتین کو گرفتار کر کے 35 موبائل فون اور دو

بقیہ نمبر 65 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ملٹی لیٹرل پارٹنرز کے بغیر لیوی کے ہدف میں تبدیلی نہیں کر سکتے، پرویز ملک

دنیا کی تاریخ میں ڈیزل اتنا مہنگا کبھی نہیں ہوا، عوام کی تکلیف کا احساس ہے، پیٹرول کی جو قیمت بنتی ہے شفاف انداز میں بتاتے ہیں

پیٹرولیم لیوی کے اہداف بجٹ میں مختص ہیں، پانچ میں سے چار ریفائنریوں کے ساتھ یورو فائیو فیول تیار کرنے کے معاہدے ہو چکے

اسلام آباد (این این آئی) وزیر پٹرولیم علی پرویز ملک نے کہا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ڈیزل اتنا مہنگا کبھی نہیں ہوا، عوام کی تکلیف کا احساس ہے۔ جمعرات کو مصطفیٰ محمود کی صدارت میں قائمہ کمیٹی پیٹرولیم کا اجلاس ہوا، وزیر پیٹرولیم علی پرویز ملک نے شرکت کی اور صورتحال پر بریفنگ دی۔ کمیٹی اجلاس میں پیٹرولیم قیمتوں کے بارے میں اراکین کے سوالات کیے گئے، وزیر پیٹرولیم علی پرویز نے کہا کہ علاقائی کشیدگی کے باعث تیل سپلائی کا بحران ہے، کشیدگی سے پیٹرول ڈیزل اور خام تیل کی سپلائی متاثر ہوئی، دنیا کی تاریخ میں ڈیزل اتنا مہنگا کبھی

بقیہ نمبر 41 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

گورنر سے گورنمنٹ کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کے وفد کی ملاقات

ٹھیکیدار برادری کو درپیش مسائل حل کیئے جائیں گے، جعفر مندوخیل

کوئٹہ (این این آئی) گورنر بلوچستان شیخ جعفر خان مندوخیل سے بلوچستان گورنمنٹ کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن رجسٹرڈ کے چیئرمین ملک حاجی عبدالرحمٰن بازئی کی سربراہی میں صوبائی کابینہ کے ایک نمائندہ وفد نے ملاقات کی۔ ملاقات میں بلوچستان کے

بقیہ نمبر 68 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کھجور آئس کریم، سعودی فوڈ انڈسٹری میں نیا ذائقہ متعارف

ریاض (این این آئی) سعودی عرب کی کھجوریں ملک کی فروغ پذیر غذائی صنعت میں ایک نئی جگہ بنا رہی ہیں، اس سلسلے میں تازہ ترین تجربات میں ڈیٹ آئس کریم شامل ہے جو ایک واضح سعودی خصوصیت کے ساتھ کھجور اور کھانے کی جدید تکنیک کو ملا کر بنائی گئی ہے۔

بروری روڈ پر نیا سب ڈویژن آفس قائم کیا جائے، ایچ ڈی پی

کیسکو قواعد پر عملدرآمد اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مکمل ناکام نظر آرہی ہے

کوئٹہ (آن لائن) ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی بیان میں کیسکو کی جانب سے کرانی سب ڈویژن کے دفتر کی منتقلی کے فیصلے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ کیسکو کی جانب سے صارفین کو سہولیات کی فراہمی کی بجائے ان کی مشکلات میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ہزارہ ٹاؤن، اے ون سٹی، فیصل ٹاؤن، علی کھیازئی سمیت کوئٹہ کی

بقیہ نمبر 66 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

برطانوی پوسٹل سروس رائل میل کا 2500 ملازمتیں ختم کرنے کا عندیہ

افرادی قوت میں کمی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کیلئے کی جا رہی ہے، رائل میل

لندن (این این آئی) برطانوی پوسٹل سروس رائل میل کی طرف سے اگلے سال کے اختتام تک 2500 سے زائد ملازمتیں ختم کرنے کا عندیہ دے دیا ہے۔ برطانوی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق رائل میل نے 2027 کے آخر تک 2 ہزار 500 ہیڈ آفس اور دیگر معاون کرداروں کو کم کرنے کے منصوبوں کا اعلان کیا ہے جو افرادی قوت میں تقریباً 2 فیصد کمی کے مترادف ہوگا، یہ امر قابل ذکر ہے کہ فرنٹ لائن پوسٹل ورکرز، پوسٹیز اور ڈرائیورز مجوزہ تنظیم نو کا حصہ نہیں ہیں۔

برطانیہ اور جرمنی کا روسی تخریب کاری کیخلاف سیکیورٹی معاہدے کا فیصلہ

لندن (این این آئی) برطانیہ اور جرمنی نے روسی تخریب کاری کے خلاف سیکیورٹی معاہدے کا فیصلہ کر لیا۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانیہ اور جرمنی روسی جاسوسی اور سائبر حملوں کیخلاف دفاعی معاہدہ کرنے جا رہے ہیں۔ برطانوی وزیراعظم اینڈی برنہم برلن جائیں گے جہاں وہ جرمن چانسلر فریڈرک مرز کے ساتھ اس حوالے سے ملاقات کریں گے۔

پولیس اہلکاروں کے فلاح و بہبود کے لیے دو اہم معاہدوں پر دستخط

پولیس شہداء کے بچوں کے لیے ٹیوشن فیس مکمل طور پر معاف ہوگی

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان پولیس نے اپنے اہلکاروں اور ان کے خاندانوں کے فلاح و بہبود کے لیے دو اہم معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جن کے تحت تعلیم اور صحت کے شعبوں میں نمایاں سہولیات اور مالی رعایتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس سلسلے میں

بقیہ نمبر 69 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اپنے ہی بچے کے مبینہ قتل کے الزام میں قید ماں کو بری کر دیا گیا

اسلام آباد (این این آئی) سپریم کورٹ نے اپنے ہی بچے کے مبینہ قتل کے الزام میں قید ماں کو عدم شواہد پر بری کر دیا۔ جسٹس ملک شہزاد کی سربراہی میں دو رکنی بینچ نے کیس کی سماعت کی، ملزمہ کے وکیل نے عدالت ملزمہ کے خلاف بچے کو جلا کر مارنے کا الزام ہے، ملزمہ کے خلاف کوئی ٹھوس شواہد

بقیہ نمبر 74 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ژوب، چیئرمین پشتونخوا ایپ خوشحال خان کاکڑ تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

یہی بہتر ہے کہ مذاکرات کئے جائیں، کامران مرتضیٰ

آل پارٹیز کانفرنس کی تجویز مولانا فضل الرحمان کی ہی تھی

اسلام آباد (آئی این پی) جے یو آئی کے سینیٹر کامران مرتضیٰ نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمان کی خواہش ہے کہ پی ٹی آئی اور حکومت میں کسی طرح مذاکرات ہو جائیں۔ اسلام آباد میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کی موجودہ صورتحال میں بہتری کیلئے یہی بہتر ہے کہ مذاکرات کیے جائیں اور فضل الرحمان کی بھی خواہش ہے کہ پی ٹی آئی اور حکومت میں کسی طرح سے مذاکرات ہو جائیں۔ کامران مرتضیٰ کا کہنا تھا کہ مولانا فضل الرحمان بزرگ سیاستدان ہیں ان کی باتیں سنی جاتی ہے اور وہ حالات کی بہتری کیلئے اپنے طور پر کردار ادا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر حکیم لہڑی کی نماز جنازہ ادا

کوئٹہ (یو این اے) بلوچ قوم پرست رہنما ڈاکٹر حکیم لہڑی کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ نماز جنازہ مولانا عبدالرحمٰن رفیق نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سابق وزیراعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، سابق گورنر ملک ولی کاکڑ، بلوچستان نیشنل پارٹی کے رہنما ثنا بلوچ، عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی صدر اصغر

بقیہ نمبر 67 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

امن و امان کے معاملے پر سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، مولانا عبدالرحمٰن

شہریوں کے جان و مال کا تحفظ ریاست کی اولین ذمہ داری ہے

کوئٹہ (پ ر) جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کی مجلس عمومی کا اہم اجلاس ضلعی امیر مولانا عبدالرحمٰن رفیق کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں مجلس عمومی کے اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجلاس میں ضلعی سیکرٹری جنرل حاجی عین اللہ شمس کی جانب

بقیہ نمبر 70 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

برطانیہ کی رائل نیوی کا اہلکار جاسوسی کے الزام میں گرفتار

لندن (این این آئی) برطانیہ کی رائل نیوی کے اہلکار کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ برطانوی پولیس کے مطابق گرفتار 24 سالہ اہلکار ٹیڈی ینگ پر جاسوسی کے الزام میں فرد جرم عائد کر دی گئی۔ برطانوی پولیس نے بتایا کہ ٹیڈی ینگ کو منگل

بقیہ نمبر 75 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان میں طاعون کے پھیلنے کا رسک بہت کم ہے، مصطفیٰ کمال

بارڈر ہیلتھ سروسز کو تمام پوائنٹس آف انٹری پر الرٹ، این آئی ایچ کے پاس تشخیص کی صلاحیت موجود ہے

اسلام آباد (آئی این پی) وفاقی وزیر برائے صحت مصطفیٰ کمال نے کہا ہے کہ پاکستان میں اس وقت طاعون پھیلنے کا رسک بہت کم ہے۔ اپنے ایک بیان میں مصطفیٰ کمال نے کہا کہ روس کے شہر سائبیریا میں طاعون کے مشتبہ کیس پر عالمی ادارہ صحت کو بھی

بقیہ نمبر 71 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خیبر پختونخوا کو حکومت کی نااہلی کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے، بلال اظہر

صوبے میں دہشتگردی کی صورتحال سب کے سامنے ہے، وزیر مملکت

اسلام آباد (آئی این پی) وزیر مملکت برائے خزانہ بلال اظہر کیانی نے کہا ہے کہ خیبر پختونخوا میں دہشتگردی نے ایک بار پھر سر اٹھا لیا ہے اور صوبے میں دہشتگردی کی صورتحال سب کے سامنے ہے، جس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اسلام آباد میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے بلال اظہر کیانی نے کہا کہ خیبر پختونخوا پولیس دن رات دہشتگردی کے خلاف جنگ میں قربانیاں دے رہی ہے، آج کرک میں بھی ایک ایس ایچ او اور کانسٹیبل کو بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔

دکی کوئلہ کان میں مٹی کا تودہ گرنے سے کانکن جاں بحق

کوئٹہ (این این آئی) دکی کوئلہ کان میں مٹی کا تودہ گرنے سے ایک کانکن جاں بحق ہو گیا۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق جمعرات کو دکی کی مقامی کوئلہ کان میں کام کے دوران اچانک مٹی کا تودہ گرنے سے ملبے تلے دب کر ایک کانکن اسماعیل جاں بحق ہو گیا۔

امن و امان کی صورتحال تشویشناک حد تک خراب ہو چکی، مولانا واسع

جمعیت اصولی مؤقف اور عوامی حقوق کے دفاع سے کسی صورت دستبردار نہیں ہوگی

کوئٹہ (این این آئی) جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے صوبائی امیر سینیٹر مولانا عبدالواسع نے گزشتہ روز صوبائی اسمبلی کے اراکین اور صوبائی عاملہ کے اراکین سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ ملک میں آئین، قانون، جمہوریت، امن اور عوام کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے پرامن اور شائستہ سیاسی جدوجہد کو ترجیح دی

بقیہ نمبر 76 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزیوں پر کریک ڈاؤن

معائنے کے دوران متعدد صنعتی یونٹس میں ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزیاں، نوٹس جاری

کوئٹہ (آن لائن) صوبائی کابینہ کے اجلاس کے دوران صوبائی وزیر علی مدد جتک نے کوئٹہ صنعتی زون میں ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزیوں کا معاملہ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے سامنے پیش کیا، جس پر وزیراعلیٰ بلوچستان نے متعلقہ حکام کو

بقیہ نمبر 72 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، ڈائریکٹر زیب بلوچستان و دیگر بلوچستان اکیڈمی برائے کالج ٹیچرز کے شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں

اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق سے رکن قومی اسمبلی جمال شاہ کاکڑ ملاقات کر رہے ہیں

بھیک مانگ کر گزارہ کرنے والے شخص کا 21 شادیوں کا دعویٰ

ڈھاکہ (آئی این پی) بنگلا دیش میں بھیک مانگ کر گزارہ کرنے والا 35 سالہ شخص اپنی 21 شادیوں کے حیران کن دعوے کے باعث سوشل میڈیا پر وائرل ہو گیا۔ مقامی میڈیا رپورٹس کے مطابق مورو میاں نامی بنگلا دیشی شخص کا دعویٰ ہے کہ اس کی 21 بیویاں ہیں۔

گوادر پورٹ کی مکمل فعالیت کیلئے تعاون کرینگے، چوہدری جنید

وفاقی وزیر سے سینیٹر جان محمد بلیدی اور ایم این اے پھلین بلوچ ملاقات

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر برائے بحری امور چوہدری جنید سے جمعرات کو سینیٹر جان محمد بلیدی، ایم این اے پھلین بلوچ، گوادر چیمبر کے صدر نوید کلمتی اور انجینئر حمید بلوچ نے ملاقات کی اور گوادر پورٹ کو فعال بنانے اور اسے مکمل طور

بقیہ نمبر 73 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

دو قومی صوبے میں پشتونوں کو نظرانداز کیا جا رہا ہے، خوشحال کاکڑ

نوجوان تعلیم کے ساتھ دوسری طرف پشتون سیاسی قومی تحریک میں بہترین رول ادا کر سکتے ہیں

بلوچ علاقوں میں حکومتی رٹ نہ ہونے کے باوجود انہیں اربوں روپے کے پروجیکٹ اور ہزاروں کی تعداد میں وظائف دیئے جا رہے ہیں

ژوب (پ ر) پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی کے چیئرمین ممبر قومی اسمبلی خوشحال خان کاکڑ نے کہا ہے کہ وطن کے طلبا و طالبات نے اعلیٰ تعلیم کے حصول میں انتہائی محنت سے کام لیکر علم کے حصول پر بھرپور توجہ دینی ہوگی اور معیاری تعلیم ہی کے ذریعے ہر شعبہ زندگی میں اعلیٰ ماہرین پیدا ہو سکتے ہیں جو قوم کا اثاثہ ثابت ہونگے ہر ڈویژن کے مرکز میں اعلیٰ یونیورسٹی کا قیام اور گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج

بقیہ نمبر 44 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

محکمہ بہبود آبادی کے ملازم نجیب محمد حسنی کا یونین سے اظہارِ لاتعلقی

میرا کسی بھی یونین سے کوئی تعلق نہیں، آج کے بعد میرا نام کسی بھی یونین سے نہ جوڑا جائے

کوئٹہ (پ ر) محکمہ بہبود آبادی بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نجیب محمد حسنی نے تمام یونینز سے اظہار لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ میرا کسی بھی یونین سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے کہا کہ لہٰذا آج کے بعد میرا نام کسی بھی یونین سے نہ جوڑا جائے۔

مانیٹرنگ کمپنیاں اب سیلز ٹیکس چوری روکیں گی، ایف بی آر

پیکٹ میں بند چائے کی پتی، گھی اور خوردنی تیل کی فیکٹریوں اور کارخانوں کی مانیٹرنگ کی جائے گی

آبزڈین ٹیکنالوجیز، ٹولنک پاکستان، آتھینٹک اور آئی ایس ایم لیبلنگ کے ذریعے تین سال تک مانیٹرنگ کرانا ہوگی، ایف بی آر

اسلام آباد (آئی این پی) آئی ایم ایف کے اہداف کے مطابق سیلز ٹیکس کی چوری روکنے اور بہتر وصولی کیلئے فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) نے نیا نوٹیفکیشن جاری کر دیا جس کے مطابق پیکٹ میں بند چائے کی پتی، گھی اور خوردنی تیل کی فیکٹریوں اور کارخانوں کی مانیٹرنگ کی جائے گی۔ اس کے علاوہ الیکٹرونکس، ہوم اپلائنسز، کاغذ اور گتے کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی بھی مانیٹرنگ کی جائے

بقیہ نمبر 43 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں